فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون

کوئٹہ اکیڈمی میں ارشاد فرمودہ چند

دروسِ مبارکہ

از

امام العصر شیخ الاسلام حضرت العلامہ **شمس الحق افغانی** رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ

حضرت علامہ محمد عبد الرحمن دامت برکاتہم
احمد پور شرقیہ

ناشر

ادارہ شمس المعارف (وقف)

ترنگزئی • ضلع چارسدہ • پشاور ڈویژن
پاکستان

toobaa-elibrary.blogspot.com

فہرست عنوانات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبہ للمتقین والصلوۃ والسلام علی خاتم الانبیاء والمرسلین رحمہ للعلمین شفیع المذنبین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والہ وصحبہ اجمعین - اما بعد :

ادارہ شمس المعارف ، ترنگ زئی تحصیل چار سدہ (پاکستان) کی یہ پہلی پیشکش آپ حضرات کے سامنے ہے - جسے والد گرامی قدر شیخ الاسلام حضرت علامہ شمس الحق افغانی رحمہ اللہ کے شاگرد اور خلیفہ راشد حضرت علامہ عبد الرحمن صاحب ، مدظلہ احمد پور شرقیہ سابق ناظم امور مذہبیہ پاکستان نے اپنے قیام بزمانہ کوئٹہ اکیڈمی میں ۶۳ - ۱۹۶۲ میں مرتب کرنے کی سعادت پائی - اسے انہی کی پسند اور ترتیب سے ادارہ نے شائع کر دیا ہے - اسے ادارہ شمس المعارف کی پہلی اولین اشاعت کے لئے اس لئے منتخب کیا گیا - کہ حضرت علامہ موصوف ہی اس ادارہ کے قیام کے باعث بنے ہیں - کہ ایک تبلیغی چلہ میں پشاور کے ایک مخیر اور صاحب ذوق شخصیت سے اس زیر نظر مجموعہ درس مبارکہ کی اشاعت کے سلسلہ میں مشورہ و فیصلہ ہوا پھر مختلف مراحل اور حالات سے گذرنے کے بعد اب اس کی اشاعت کی سعادت ادارہ کو میسر ہو رہی ہے - اللہ تعالیٰ اسے ادارہ کے لئے فال نیک بنائے اور تمام حضرات واحباب کے لئے باعث برکات ومسرت بھی بنا دے - آمین -

محمد داؤد جان افغانی
صدر ادارہ شمس المعارف ترنگ زئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وحی کی ضرورت (یعنی ضرورۃ القرآن)

تمام فلاسفہ متفق ہیں کہ انسان کی ترکیب جسم اور روح دونوں سے ہے فلاسفہ یورپ کے ایک چھوٹے سے گروہ نے شروع میں روح کا انکار کیا تھا لیکن اب سب کا اتفاق ہے کہ روح کا وجود ہے نیز یہ بھی مسلم ہے کہ روح جسم سے اہم اور اشرف ہے ۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بدن (جسم) کیلئے تو اتنا انتظام فرمایا کہ کائنات کا اتنا بڑا کارخانہ اس غرض کیلئے ہے کہ اس سے انسان کی غذا اور دیگر مادی ضروریات حاصل ہوں ۔ ہوا ' پانی ' نباتات ' آگ ' چرند ' پرند ' یہ سب رونق جسم انسانی کی خاطر ہے لیکن یہ کیسے ممکن ہے کہ روح جو جسم سے اعلیٰ و اشرف ہے اس کا انتظام نہ کیا ہو ۔ حالانکہ جسم روح کی سواری ہے اور روح راکب (سوار) ہے خداوند قدوس سے یہ کیسے توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ گھوڑے کی ضروریات کا انتظام کرے اور اس کے راکب کا کوئی انتظام نہ کرے ۔ اب عقل کا تقاضا بھی یہ ہے کہ حکیم کا فرض ہے کہ وہ مرکب کی بنسبت راکب کا اعلیٰ انتظام کرے پس دلیل عقلی سے ثابت ہوا کہ جب جسم کا انتظام ہوا ہے تو روح کے تغذیہ کا انتظام بھی ضروری ہے لیکن غذا ' وہ ہونی چاہئے جو مغتذیٰ سے مناسب رکھتی ہو ۔ جسم کثیف ہے ' غذا بھی کثیف ۔ جسم زمینی ' غذا بھی زمینی لیکن روح لطیف ہے تو اس کی غذا بھی لطیف ہونی چاہئے ۔ نیز روح آسمانی ہے تو غذا بھی آسمانی ہونی چاہئے ۔ اب اس غذا کا مصداق قرآن مجید ہے جو وحی الٰہی ہے جب یہ ثابت ہوگیا کہ روح کی غذا وحی الٰہی ہے تو روح کی نشونما اور بالیدگی اس وحی الٰہی کے ذریعے ہی ہوگی ۔

اعتراض : کوئی کہہ سکتا ہے کہ روحانی غذا عند العقل ضروری تو ہے لیکن یہ کیا ضروری ہے کہ یہ غذا وحی الٰہی ہی مہیا کر سکتی ہے ؟ ممکن ہے صرف عقل ' ہدایت انسانی کیلئے کافی ہو ؟

جواب : دلیل اول - عقل کافی نہیں کیونکہ یہ ایک انسانی طاقت ہے اور روح کا سرچشمہ ذات الٰہی ہے - انسان کا فہم محدود ہے ذات الٰہی غیر محدود ہے اول تو عقل آج تک یہ معلوم نہ کر سکی کہ روح کی حقیقت کیا ہے - جب عقل ' روح کی حقیقت نہیں پہچان سکی تو وہ اس کی غذا کیلئے فراہم کرسکتی ہے غذا کی فراہمی تو موقوف ہے معرفت شے پر ' عقل کو جب معرفت شئی ہی نہیں تو روح کی ضروریات کا اسے کیسے علم ہو سکتا ہے ؟ عقل نہیں جان سکتی کہ روح کا ارتقاء کس سے ہو سکتا ہے اور انحطاط کس سے ؟ قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا

دلیل دوم : بلا استثناء تمام افراد انسانی کو چار چیزوں کی ضرورت ہے مکان - کھانا - پینا - لباس - یہ ایسی حاجات ہیں کہ ہر فرد انسانی ان کا محتاج ہے - اور بعد از بلوغ ایک پانچویں حاجت بھی عارض ہو جاتی ہے یعنی نکاح ' اور جتنی دھینگا مشتی اور کشمکش دنیا میں ہے انہی چیزوں کے حصول میں ہے ان مادی چیزوں کا یہ خاصہ ہے کہ ایک وقت میں ایک چیز ایک کو حاصل ہوگی تو دوسرا اس سے محروم ہوگا - اور جب دوسرے کو یہ چیز حاصل ہوگی تو پہلے سے چھن جائیگی یہی وجہ ہے کہ تمام عدالتوں میں ان ضروریات خمسہ کے نزاعات ہی آتے ہیں - ایک کہتا ہے یہ چیز مجھے ملے تو دسرا کہتا ہے کہ مجھے ملے -یہ نزاع انفرادی بھی ہونگے جیسے عدالتوں کے مقدمات اور اجتماعی بھی ہونگے جیسے حکومتوں کے نزاعات اور قوموں کے جھگڑے اب دیکھنا یہ ہے کہ قطع نزاع کی کیا صورت ہوگی - اس کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں ایک آئینی اور دوسری غیر آئینی کہ جس کی لاٹھی اسی کی بھینس اس کو کوئی عقلمند آدمی برداشت نہیں کر سکتا - پھر اس سے قطع نزاع بھی نہیں ہو سکتا - بلکہ لاقانونیت سے نزاعات میں اور اضافہ ہو جاتا ہے اب صرف ایک ہی صورت رہ گئی کہ قطع نزاع آئین کے ذریعے سے ہو - اور وہ قوانین عدل و انصاف پر مبنی ہو اگر قوانین عادلہ نہ ہونگے تو وہی نا انصافی اور ظلم پھرپایا جائیگا جو غیر آئینی طریقوں میں ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ قوانین عادلہ کی حاجت ان پانچ مقاصد سے بھی زیادہ اہم ہے تاکہ انسانیت ان کے زیر سایہ چین کی نیند سو

سکے - یہی چین اور امن انسان کا اصلی مقصود ہے - لیکن یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ عادلانہ قوانین بنائے کون ؟ ظاہر ہے کہ وہ قانون یا انسان بنائیگا یا خود خدا اگر یہ قانون انسان بنائے تو اس کی تین صورتیں ہیں - اول یہ کہ تمام افراد انسانی ملکر بنائیں - اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب پورے عالم میں حکومت ایک ہو پارلیمنٹ ایک ہو - لیکن ایسا آجتک نہیں ہوسکا - اور اب ایسا ہوتا نظر بھی نہیں آتا - لیکن ہمیں قطع خصومات کی ہر لحظہ ضرورت ہے اگر اس کا انتظار کریں - عرصہ دراز تک ظلم و تشدد کا دور دورہ رہیگا - اور اگر وہ قانون ایک فرد یا ایک قوم بنائے تو مقصد حاصل نہیں ہو سکتا - اس لئے کہ وہ ایک رنگ کے ہونگے یا ایک ملک کے - تو قانون بناتے وقت وہ اپنی ہم رنگ قوم اور اپنے ملکی مفاد پیش نظر رکھیں گے - اب تک یہی ہو رہا ہے اور اب بھی یہی ہو رہا ہے - ایک ملک کے مفاد سے دوسرے ملک کا حق تباہ ہوتا جا رہا ہے معلوم ہوا کہ قانون کا حق ایسی ذات کو ہے جو خاص وطن اور خاص نسل سے منسوب نہ ہو تو دنیا سے پوچھتے ہیں ایسی ہستی کون ہے اور وہ ہستی صرف ذات باری تعالیٰ ہے جس کو سب سے یکساں نسبت ہے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تو قانون بذریعہ کلام ہوگا اور کلام سب سے تو ہوگی نہیں ایک فرد کا انتخاب ہوگا اس فرد کا تعلق ذات باری سے ہوگا اس کا نام وحی ہے یہی وحی قرآن ہے یا مصحف آسمانی اور اگر عادلانہ قانون انسان بنائے تو کچھ حاکم ہونگے اور کچھ محکوم تو افراد انسانی میں مساوات ختم ہوجائے گی - حالانکہ جمیع افراد انسان مساوی ہیں تو قانون عادلانہ کا حق اس ذات کو ہوگا جس کی حاکمیت سب انسانوں کو تسلیم ہو (ان الحکم الا للہ)پس ثابت ہوا کہ مساوات پر مبنی قوانین اسلام کے ہیں - عادلانہ قوانین کے لئے علم کامل کی ضرورت ہے اگر علم ناقص ہوگا - تو ممکن ہے ظلم کو عدل اور عدل کو ظلم تصور کرلے اور انسانی علم کا ناقص ہونا مسلم ہے بسا اوقات انسان ایک چیز کو نافع سمجھتا ہے اور وہ فساد ہوتی ہے اور ایک کو فساد سمجھتا ہے وہ نافع ہوتی ہے لیکن یہ علم کامل صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اسلئے اس کا ہی قانون ہوگا - قانون انسان کی ساری زندگی پر حاوی ہو چاہئے - تو قانون ساز ہستی کے لئے تمام ادوار کو جاننا ضروری ہے انسانی زندگی کے تین

ادوار ہیں ۱ - دنیا ۲ - برزخ ۳ - آخرت - پہلی کڑی عالم شہادت سے تعلق رکھتی ہے جبکہ دوسری دوکڑیاں عالم غیب سے ' تو قانون بنانے کا حق اسے ہوگا جو غیب اور شہادت دونوں کا جاننے والا ہو اور وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے -

صداقت قرآن

دلیل اول - دنیا میں دو قسم کی اشیاء ہیں ایک انسانی دوسری خدائی یعنی بعض انسان کی بنائی ہوئی اور بعض خدا تعالیٰ کی بنائی ہوئی - چاند سورج زمین و آسمان یہ خدائی مصنوعات ہیں - میز - کرسی - ریل - ہوائی جہاز - بحری جہاز انسانی مصنوعات کہلاتی ہیں ایسے کتابوں کا معاملہ - قرآن کے متعلق ہمارا دعویٰ ہے کہ یہ کتاب الہٰی ہے اور دیگر کتب انسانی ہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ کیا معیار ہے جس سے معلوم ہو کہ یہ الہٰی ہے اور وہ انسانی ہے تو اس کی تشخیص اس طرح ہوگی - جس طرح مصنوعات میں ہوگی - مصنوع انسانی اس کو قرار دیں گے جو انسان کی قدرت میں ہو جو قدرت انسانی میں نہ ہو بس وہ الہٰی ہے اس کا فیصلہ مشاہدہ سے ہوگا - انسان کا یہ مشاہدہ ہے کہ جن چیزوں پر انگلی رکھ کر انسان کہہ سکتا ہے کہ یہ انسانی مصنوعات ہیں وہ سب انسانی قدرت کے تحت ہیں کارخانے لگے ہوئے ہیں - اور چیزیں بازار میں آرہی ہیں - اور خرید و فروخت ہو رہی ہے ریل ہوائی جہاز - ریڈیو - سب اسی نوع کی ہیں - لیکن آجتک کوئی ایسا کارخانہ موجود نہیں جہاں سورج اور چاند تیار ہوتے ہوں اور بکتے ہوں - اس معیار نے بتلادیا کہ انسانی اور الہٰی مصنوعات یہ فرق ہے اس معیار پر کتابوں کو دیکھا جائے گا باقی کتب کے متعلق مشاہدہ ہے کہ انسان نے اس کو تصنیف کیا اور چھپوایا لیکن قرآن کے نزول کے زمانہ سے آجتک ہم نے کوئی انسان نہیں دیکھا کہ قرآن کی ایک سورت یا ایک آیت کے برابر بھی اس نے کوئی کلام بنایا ہو - اس مشاہدہ سے ثابت ہوا کے یہ کتاب الہٰی ہے جیسے سورج - چاند انسان سے نہیں بن سکتے تو وہ الہٰی مصنوعات ہیں ایسے ہی قرآن جیسی نظیر نہیں لائی جا سکتی - تو یہ بھی کلام الہٰی ہے دنیا میں

کسی چیز کے وجود میں آنے کے لئے چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے اگر یہ چار اشیاء ہوں تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ وہ چیز وجود میں نہ آئے ۔ مگر یہ کہ وہ انسانی ممنوع ہی نہ ہو ۔ وہ چار اشیاء یہ ہیں ا قدرت ۲ ۔ مادہ ۳ ۔ نمونہ ۴ ۔ محرک ۔ پہلے آپ قدرت کو لیجئے کہ فصیح کلام بنانے کی قدرت میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم زیادہ مشہور تھے یا دیگر فصحاء عرب ؟ مکہ اور سارے عرب میں قرآن پیش کرنے والے صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور بالمقابل ۔ فصحاء بلغاء اور بڑے بڑے قادر الکلام شعراء ہیں ایک فصیح اور بلیغ کلام بنانے میں جس قدر قدرت ان کو تھی اس قدر حضورؐ کی چالیس سالہ زندگی میں کوئی مثال نہیں ملتی ۔ تو اس اعتبار سے شاعر کو قادر اور غیر شاعر کو عاجز کہیں گے یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ آپؐ شاعر نہ تھے پھر قرآن نے بھی دعوی کیا کہ (وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ)کہ ہم نے اپنے نبیؐ کو نہ شاعری سکھائی اور نہ یہ آپؐ کے شایان شان ہے ۔ یہ آیت جملہ خبریہ ہے اگر حقیقت یہ ہوتی کہ حضورؐ شاعری میں نامور ہوتے تو دشمن میدان میں ٹوٹ پڑتے کہ ہم نے فتح پالی لیکن اس اعلان کے باوجود عرب کا ایک متنفس بھی اس کی تردید نہ کر سکا معلوم ہوا کہ ایسا کلام انسانی قدرت میں ہوتا تو یہ قدرت بنسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فصحاء و بلغاء عرب کو زیادہ تھی پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ یہ حضورؐ کا خود ساختہ ہو اور سارا عرب عاجز ہو ۔

دوسری چیز مادہ ہے ۔ قرآن عربی زبان میں وہ مسالہ جس سے عربی کلام بنتا ہے جیسے حضورؐ کے پاس تھا دیگر فصحاء عرب کے پاس بھی تھا مادہ ترکیبیہ کے متعلق دشمنان اسلام یہ عذر نہیں پیش کر سکتے کہ مادہ ہمارے پاس نہیں تھا ۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ یہ انسانی طاقت سے باہر تھا ۔

تیسری چیز نمونہ ہے ۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مادہ بھی ہوتا ہے ۔ اور قدرت بھی ہوتی ہے ۔ لیکن اس کے پاس نمونہ نہیں ہوتا ۔ اس لئے نمونہ کا محتاج ہوتا ہے لیکن فصحاء عرب کے پاس نمونہ بھی موجود تھا حضورؐ نے بسم اللہ سے لیکر والناس تک نمونہ پیش کردیا ۔ اور لب سے فرمایا کہ یہ نمونہ موجود ہے اس کی مثل لاکر دکھاؤ ۔ اس جیسا کلام بناکر پیش کرو ۔ (ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی

فاتوا بسورة من مثله الايه) یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے کہ دشمنان اسلام کو قدرت بھی تھی مادہ موجود تھا ۔ نمونہ بھی تھا ۔ لیکن ان کو ضرورت کیا تھی انہوں نے اس کی ضرورت ہی محسوس نہ کی ہو ۔

ہم کہتے ہیں محرک بھی موجود ۔ کہ فصحاء عرب قرآن کے بطلان کے لئے ضرور ایسا کریں ۔ وہ یہ کہ جب حضورؐ نے قرآن پیش کیا تو اس میں ان کے دین کا بطلان تھا اور وہ شرک و بت پرستی کے سخت مخالف تھا اور انہوں نے اس دین کے مٹانے کے لئے بڑی بڑی کوششیں کیں وہ چاہتے تھے کہ ہم قرآن مجید کو شکست دیں اور اپنے دین کو ثابت کریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور صحابہ کرامؓ کو تکالیف دینا محض قرآن دشمنی کا مظاہرہ تھا وہ لوگوں کو منع کرتے تھے کہ اس قرآن کو نہ سنو اپنے دین سے بدظن ہو جاؤ گے ۔ قرآن کی شکست اور ابطال ان کا مقصد اعظم تھا اور اس کی دو راہیں تھیں ۔ ایک آسان اور دوسری مشکل ترین لیکن انہوں نے آسان راہ چھوڑ کر مشکل ترین راہ اختیار کی ۔ اپنے بھائیوں بیٹوں ۔ بیویوں سے لڑے مالی اور جانی نقصان اٹھانا تین سو میل کا فاصلہ طے کر کے اپنے سردار قتل کرائے ۔ جن کے قتل نے ان کے گھر اجاڑ دئیے ۔ عزت و ناموس برباد ہوئی اولادیں والدین سے محروم ہو گئیں والدین اولاد سے ' معلوم ہوا کہ جس کو آسان تر سمجھا جاتا تھا وہ ان کے لئے مشکل ترین تھا ۔ اسی لئے انہوں نے قرآن کا مقابلہ کرنے کی بجائے میدان جنگ میں خون میں لت پت ہونے کو اختیار کیا ۔ جو انہیں اس کے بالمقابل آسان نظر آیا ۔

یورپ کے ایک فلاسفر کا بیان ہے کہ قرآن مجید خدا کے سوا کسی کا کلام نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ انسانی جملوں میں پوشیدہ انسانی کمزوریوں کا اور خوف کا پرتو پایا جاتا ہے ۔ لیکن قرآن کے اندر اس قسم کی کوئی کمزوری مترشح نہیں ہوتی کیا کوئی انسان اتنا بڑا آڈر دے سکتا ہے مثلا " اے زمین پانی نگل اور اے آسمان تھم جا ! " دیگر یہ کہ انسان جب قہر میں ہوتا ہے تو رحم نہیں آتا ۔ اور رحم میں ہو تو قہر کا اثر نہیں رہتا لیکن قرآن میں رحم و کرم ساتھ ساتھ رہتے ہیں ۔

دلیل سوم ۔ صداقت قرآن کے جن دلائل کا ذکر ہو چکا ہے وہ فصاحت و

بلاغت قرآن کی صورت میں تھے اب غذائیت کے اعتبار سے بیان کیاجاتا ہے یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جسم کے لئے بھی غذا کی ضرورت ہے اور روح کے لئے بھی اگر یہ ثابت ہو جائے کہ قرآن بہترین غذائے روحانی ہے تو اس کے کلام الہٰی ہونے میں کوئی شک نہیں باقی رہتا ۔

غذا کے لئے تین چیزوں کا ہونا ضروری ہے ۱ ۔ میلان ۲ ۔ ہضم ۔ ۳ ۔ قوۃ یعنی اول غذا کی طرف میلان ہو ۔ پھر مغتذی کا جزو بنے اور اس کے مغتذی میں قوت پیدا ہو ۔ گوشت شیر کی غذا ہے گائے بیل کی نہیں گھاس گائے بیل کی غذا ہے شیر کی نہیں شیر کتنے دنوں کا بھوکا ہو لیکن گھاس کا میلان نہ ہوگا ۔ نہ ہضم ہوگا ۔ نہ اس سے قوت پیدا ہوگی یہی حال تمام بہائم کا ہے ان میں گوشت کا میلان نہ ہوگا ۔ نہ ہضم ہوگا نہ قوت پیدا ہوگی یہ جسمانی غذا کی ایک مثال ہے ۔

روحانی غذا کا معاملہ بھی اسی طرح ہے قرآن حکیم میں ہم تینوں چیزیں متحقق پاتے ہیں ۔ پہلے میلان کو لیجئے ۔ جب سے قرآن نازل ہوا ہے اس دن سے آجتک کسی حکومت نے اعلان نہیں کیا کہ جو قرآن یاد کرے گا اسے اتنا انعام ملے گا لیکن اس کے باوجود کرۂ ارضی پر سب سے زیادہ حافظ قرآن پاک کے ہیں یہ اس بات کااثر ہے کہ روح کا میلان قرآن کی طرف پایا جاتا ہے ۔

اب ہضم کے اعتبار سے دیکھیے عربوں کو چھوڑئے غیر ممالک کے لئے قرآن پاک غیر ملکی زبان کی کتاب ہے لیکن آج آپ دو آدمی ایسے نہیں بتلا سکتے کہ قرآن کے برابر مادری زبان کی کوئی عجمی کتاب کسی کو یاد ہو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ روح انسانی اس روحانی غذا کے بغیر کوئی غذا ہضم کرنے کی طاقت نہیں رکھتی لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر دور میں چار سال کی عمر کے حافظ قرآن موجود رہتے ہیں اور محمد بن سائب کلبی نے تین دن میں قرآن مجید حفظ کیا تھا اگر قرآن ہضم ہونے والی چیز نہ ہوتی تو کون دس پارے روز یاد کرتا اب قوت کے اعتبار سے اندازہ لگایئے کہ اہل عرب قبل از اسلام قوی تھے یا قرآن کی تعلیم کے بعد وہی عرب جنکو رومی مملکت قبل از اسلام یرغمال تصور کرتی تھی بعد از قرآن یرموک کے میدان میں سر سے پاؤں تک اسلحہ میں ڈوبی ہوئی دولاکھ فوج لیکر میدان جنگ

میں کھڑی ہے دوسری طرف جان نثاران اسلام جن کی تعداد ۳۵ ہزار سے زیادہ نہ تھی اور وہ بھی سامان جنگ سے آراستہ پیراستہ فوج کے بالمقابل کمبل پوش بھوکے پیاسے پرانی تلواروں کے پرتلوں کو کھجور کی چھال سے تھامے پاؤں سے ننگے یا کھجور کی چھال سے بنی ہوئی جوتیاں پہنے ہوئے رومی لشکر کو گاجر مولی کی طرح کاٹ رہے تھے یہ وہ روحانی طاقت جو قرآن نے ان کے اندر پیدا کی تھی ورنہ ایک ایک عیسائی کے ساتھ کئی کئی عرب تل سکتے تھے

دلیل چہارم تاثیر کے اعتبار سے بھی دنیا کی کوئی کتاب قرآن حکیم کا مقابلہ نہیں کرسکتی - آج دنیا میں بڑے بڑے اونچے لوگوں کی کتابیں پائی جاتیں ہیں لیکن ہم کرہ ارض پر ایک کتاب بھی ایسی نہیں پاتے جس کا اصلاحی اثر قرآن مجید کے مقابلہ میں لاکھوں حصہ بھی ہو عرب کی قوت شھویہ اتنی بگڑی ہوئی تھی قتل و غارت اور شراب نوشی زنا - سود خوری - ان کا دن رات کا مشغلہ تھا - یورپ والے شراب تفریح طبع کے طور پر لیتے ہیں لیکن عرب اسے ایک مقدس چیز سمجھ کر پیتے تھے جب بچہ پیدا ہوتا تو اس کے حلق میں شراب کا قطرہ ڈالتے اور جو مرتا وصیت کرتا تھا کہ میری قبر پر شراب چھڑکی جائے یورپ سے زیادہ سود خوری عرب میں ہوتی تھی زنا کاری میں یورپ بھی مبتلا ہے لیکن اس پر فخر نہیں کرتا - لیکن عرب کے شعراء اس پر فخر کرتے تھے قتل و غارت گری اس زمانہ میں بھی ہے لیکن اس کی کوئی وجہ ہوتی ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل مدینہ کی ایک مشہور جنگ صرف چراگاہ میں ایک اونٹنی کے گھس جانے سے ہوئی ایک سو بیس سال رہی اور عرب اس قتل و غارت گری کو فخریہ کارنامہ سمجھتے تھے یہ قبل از اسلام عرب کی حالت تھی اب بعد نزول قرآن کریم دیکھیں کہ قوت شھویہ اور غضبیہ کے تمام جرائم اور درندگی نیست ونابود ہوکر رہ جاتے ہیں - ایسا معلوم ہونے لگتا ہے کہ عرب کی سر زمین پر پہلے درندے پھرا کرتے تھے اور اب آسمان کے فرشتے بعض ملک ایسے ہو گزرے ہیں کہ ہزاروں کتابیں ایک ایک جرم کے خلاف لکھی گئی ہیں لیکن جہاں ان کتابوں کی لائبریریاں زیادہ ہوتی ہیں وہیں جرم کی کثرت ہوتی ہے اب آپ ہی بتایئے !کہ قرآن کے مقابلہ میں کس کتاب کا اثر اتنا

ہوا ہے ؟ -

دلیل پنجم = غیب کی خبریں

انسان کا یہ خاصہ ہے کہ وہ حال کا علم رکھتا ہے مگر ماضی اور مستقبل کا نہیں رکھتا قرآن اگر انسان کا کلام ہوتا تو صرف حال کو بیان کرتا لیکن قرآن نے زمین و آسمان کی پیدائش اور آفرینش آدم علیہ السلام سے شروع کیا - حضرت نوح - حضرت ہود - حضرت صالح - حضرت شعیب - حضرت ابراہیم - حضرت موسیٰ - حضرت عیسیٰ - علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واقعات و حالات بیان کیئے - اور قیامت - جنت - دوزخ - برزخ - قبر سب حالات کا ذکر ہے ظاہر ہے کہ یہ انسانی علم سے ممکن نہ تھا جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سابقہ کتاب کو نہیں پڑھا تھا محض اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم سے یہ سب کچھ ہوا ' نزول قرآن کے وقت قیصرو کسریٰ میں جنگ ہوئی قیصر شکست کھا کر اتنا کمزور ہو گیا تھا کہ کسریٰ کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا - لیکن قرآن نے پیش گوئی کی کہ رومی فتح پائیں گے اور چند سالوں کے اندر ایسا ہی ہوا - فتح مکہ کی پیش گوئی چودہ ہجری میں (انا فتحنا لک فتحا مبینا) سے کی اور آٹھ ہجری کو مکہ معظمہ فتح ہوا یہ ہیں وہ عقلی اور نقلی دلائل جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید انہامی کتاب ہے کسی انسان کی بنائی ہوئی نہیں

تدوین قرآن

جمع و تدوین قرآن کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو شکلیں تھیں

۱ - محفوظ فی الصدور

۲ - جمع فی السطور

یہ یقینی بات ہے کہ جمع فی الصدور عہد نبوت میں کامل و مکمل ہو چکا تھا چنانچہ مسیلمہ کذاب کی ایک لڑائی میں ستر حافظ قرآن شہید ہوئے اس سے معلوم ہوتا

ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کافی تعداد حفاظ قرآن کی تھی ۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عمر کے آخری رمضان میں سارے قرآن کا دور جبرئیل علیہ السلام کے ہمراہ کیا اور دو دفعہ قرآن مجید ختم کیا ۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جمع فی الصدور کی صورت میں پورا قرآن مجید مرتب شکل میں تھا ۔ دوسری شکل جمع فی السطور یعنی مصحف کی ہے ۔ حاکم نے مستدرک میں صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ قرآن مجید تین بار جمع ہوا ایک بعہد نبوت ' ایک بعہد صدیق رضی اللہ عنہ پھر تیسری مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے عہد میں اور تینوں مرتبہ جمع و ترتیب کی روایات متفرق طور پر صحیحین و مستدرک حاکم میں موجود ہیں فرق تینوں میں یہ ہے کہ عہد نبوی کی جمع اوراق منتشرہ میں تھی ۔ ہرن کی کھالوں ۔ ہڈیوں ۔ کھجور کے پتوں سفید چوڑے پتھروں پر کوئی سورت کسی کے پاس کوئی کسی کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے جمع کا حاصل اسے ضائع ہونے سے محفوظ کرنا تھا حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جبکہ یمامہ کی لڑائی میں ستر حافظ قرآن شہید ہوگئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ اگر اسی رفتار سے جنگوں میں حفاظ قرآن شہید ہوتے رہے تو خطرہ ہے کہ قرآن ضائع نہ ہو جائے اول اول تو صدیق اکبرؓ کو اس میں تامل تھا لیکن تھوڑی سی گفتگو کے بعد آپ رضا مند ہوگئے اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تم حضورؐ کے کاتب وحی ہو اس لئے قرآن مجید کو جمع کرو شروع میں حضرت زیدؓ بن ثابت آمادہ نہ تھے لیکن ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ مختصر سے مکالمہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت زیدؓ کا سینہ بھی جمع قرآن کے لئے روشن کر دیا چنانچہ حضرت زید بن ثابتؓ عمر فاروقؓ کی معیت میں مسجد نبوی کے دروازہ پر جمع قران کے لئے بیٹھ گئے ۔ اور صحابہ کرامؓ سے مختلف اجزا لے کر نیز اپنے حفظ کی مدد سے ایک جگہ جمع کرنا شروع کردیا یہ جمع اس حفاظت سے کیا گیا کہ حفاظ صحابہ کے سینہ میں جو ترتیب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کی ہوئی موجود تھی اسی کے مطابق کاتبان وحی کے لکھے ہوئے متفرق اجزاء کو بھی جمع کیا گیا حضرت زید بن ثابت فرماتے ہیں سارا قرآن مجید جمع ہونے کے بعد

صرف سورت توبہ کی آخری آیت جو حفاظ کے سینوں میں موجود تھی وہ کتابت کی شکل میں نہ تھی حتیٰ کہ تھوڑی تلاش کے بعد وہ حضرت ابوخزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس لکھی ہوئی مل گئی اور یہ وہی خزیمہؓ ہیں جن کی گواہی حضور صلعم نے دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دی تھی اور یہ مکتوب ایک مصحف کی شکل میں خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاں محفوظ کر دیا گیا یہ مصحف حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ حیات میں ان کے پاس رہا اور ان کی وفات کے بعد اسے فاروق اعظمؓ کی تحویل میں دے دیا گیا جب فاروق اعظم فوت ہوئے تو حضرت حفصہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کے پاس رہا یہاں تک کہ ۲۵ ہجری میں - آرمینیہ اور آذربائیجان کی فتح پر عراقی اور شامی عساکر اسلام جب ایک جگہ جمع ہوئے تو عراقی ایک لغت اور شامی دوسری لغت پر پڑھنے لگے اس اختلاف قراءۃ سے باہم کچھ نزاع بھی ہونے لگی حضرت حذیفہؓ جو اس موقع پر موجود تھے آذربائیجان کی فتح کے بعد مدینہ منورہ امیر المومنین حضرت عثمان غنیؓ کے پاس پہنچے - اس نزاع کا تذکرہ فرمایا اور مشورہ دیا کہ اس نزاع کا تدارک کیا جائے اس تحریک پر حضرت عثمانؓ نے وہ نسخہ جو صدیق اکبرؓ کے زمانہ میں جمع ہوا تھا اور حضرت عمرؓ سے منتقل ہو کر ام المومنین حضرت حفصہؓ کے پاس پہنچا تھا - حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ حضرت زیدؓ بن ثابتؓ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ حضرت عبد الرحمن بن حارثؓ بن حشام کو نامزد کیا اور تینوں قریشی اصحاب زید ' سعد ' عبد الرحمن 'کو حکم دیا کہ جب تمہارا اور زید کا کسی چیز میں اختلاف ہو تو قریش کی لغت پر لکھنا کیونکہ قرآن قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے - چنانچہ ان چاروں حضرات نے امیر المومنین کی ہدایات کے مطابق قرآن کو ایک قراۃ پر جمع کر دیا ابو عبد الرحمن سلمی کہتے ہیں - ابوبکر - عمر - عثمان - اور زید بن ثابت اور عام مہاجرین وانصار کی ایک ہی قراۃ تھی اور یہ وہی قراۃ تھی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری رمضان المبارک میں جبرئیل پر دو دفعہ پڑھی تھی اور زید بن ثابتؓ اس عرصہ اخیر میں موجود تھے اور سارے عمر یہی قرات لوگوں کو پڑھاتے رہے اور اسی کار خیر میں جان ' جان آفرین کے سپرد کردی - انا للہ و انا الیہ راجعون - یہی وجہ تھی کہ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے بھی جمع قرآن میں

ان پر اعتماد کیا اور حضرت عثمانؓ نے بھی مصحف کی کتابت ان کے سپرد کردی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اس کے بعد حضرت عثمانؓ نے چار مصحف تیار کروائے ایک کوفہ - ایک بصرہ اور ایک شام کی طرف ارسال کر دیا اور ایک نسخہ اپنے پاس مدینہ میں رکھا اور تمام لوگوں کو حکم دیا کہ دوسری قراتوں پر قرآن پڑھنا بند کردیا جائے صرف اسی ایک لغت پر پڑھا جائے جو ان چار مصاحف میں پائی جاتی ہے عام مشہور ہے کہ جامع قرآن حضرت عثمانؓ ہیں حالانکہ یوں نہیں بلکہ جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے سب سے پہلے حضرت عمرؓ کے مشورہ سے ابوبکر صدیق خلیفہ اولؓ نے قرآن پاک ایک مصحف میں جمع فرمایا پھر جب آرمینیہ اور آذر بائیجان کی فتح پر قرات میں اختلاف ہوا تو حضرت عثمانؓ نے اسی نسخہ سے چار مصحف تیار کرائے اور لوگوں کو ایک قراۃ پر جمع کردیا پس اس وجہ سے ان کو بھی کہا گیا اور اس سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ صحابہؓ کرام نے متفرق جگہوں سے قرآن کو اکٹھا کرکے بغیر کسی کمی بیشی کے ایک مصحف میں جمع کر دیا اور آیات کی ترتیب میں کوئی تغیر و تبدل نہیں فرمایا بلکہ وہی توقیفی ترتیب قائم رکھی جس ترتیب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرصہ اخیر میں دو دفعہ جبرئیل علیہ السلام پر قرآن کو پیش کرکے مہر تصدیق ثبت کی چنانچہ موجودہ ترتیب وہی ہے جو لوح محفوظ میں پائی جاتی ہے -

مندرجہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ جمع تین تھیں اور ہر جمع کا مقصد مختلف یعنی (۱) جمع فی الصدور (۲) جمع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ (۳) جمع اشاعت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ -

لغات القرآن

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے - انزل القران علی سبعہ لغات کل منہا شاف کاف بقول امام سیوطی اسکی روایت اکیس صحابہ کرام نے کی ہے اور اتقان میں ذکر کرتے ہیں کہ یہ حدیث تواتر کو پہنچی ہوئی ہے اس کا مفہوم متعین کرتے ہوئے اس کی توجیہات میں انہوں نے چالیس اقوال نقل کئے ہیں علامہ محمود آلوسی نے روح المعانی میں سات اقوال نقل کئے ہیں ہمارے نزدیک ان اقوال میں دو ہی قول راجح ہیں یہ وہی ہیں جنہیں روح المعانی میں راجح کیا گیا ہے پہلا قول سبع لغات سے مراد سبع قرات ہیں لیکن یہ مطلب نہیں کہ ہر لفظ میں سبع قرات ہیں -

دوسرا قول - سبع لغات سے مراد عرب کے سات مشہور قبائل کی لغات ہیں جو فصاحت و بلاغت میں مشہور تھے وہ قبائل یہ تھے (۱) قریش (۲) ہزیل (۳) تمیم (۴) ہوازن (۵) ربیعہ (۶) ازد (۷) سعد بن بکر' ان سات قبائل کی لغت فصیح تھی اس لئے ان کے تلفظ کا اعتبار کیا گیا ہے یہ تلفظ میں اختلاف ہر جگہ ہر قبیلہ کو نہ تھا - لیکن مندرجہ بالا دو راجح اقوال میں بھی دلائل کے اعتبار سے دوسرا قول زیادہ راجح ہے اب ہم اس کا ذکر کرنا بھی ضروری خیال کرتے ہیں کہ اس میں حکمت کیا تھی - کہ پہلے سات قرات کی اجازت تھی مگر عہد عثمانیؓ کے بعد صرف لغت قریش باقی رہ گئی باقی سب بند کردی گئیں چونکہ اس پر اجماع صحابہ ہوگیا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لاتجتمع امتی علی ضلالہ کہ میری امت گمراہی پر متفق نہیں ہوگی اس سے معلوم ہوتا ہے جو کچھ ہوا ارشاد نبویؐ سے ہوا - انبیاء کی یہ سنت رہی ہے کہ جن لوگوں میں ان کو مبعوث کیا جاتا انکی نفسیات کا اعتبار ضرور کرتے تھے امام شافعی کا قول ہے " من لم یعرف احوال زمانہ فھو حمار" کہ جو شخص احوال زمانہ کو نہیں جانتا وہ جاہل ہے امام کا یہ قول اسی سنت سے ماخوذ ہے اور تمام امت کے لئے مشعل راہ ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حکمت عملی کے پیش نظر اپنے ماحول کا لحاظ رکھا چونکہ قبائل عرب میں انتہائی رقابت تھی اور اسی رقابت باہمی کی وجہ سے مسلسل لڑائیاں ہوتی تھیں پھر ہر

قبیلہ کو اپنی فصاحت و بلاغت پر ناز تھا ویسے ہی عربوں کے پاس سب سے زیادہ سرمایہ فخر و مباہات یہی زبان کی بلاغت تھی مباہات زبان چونکہ ایک مادی چیز ہے اسلئے تمام زبانوں کو ایک لغت میں ملحوظ رکھنا ناممکن تھا اگر ایک قبیلہ کے تلفظ کو اپنایا جاتا تو اسلام کی اجتماعی قوت کو نقصان پہنچنا اظہر من الشمس تھا زبان کے مسئلے کی دقتوں اور الجھنوں کا اندازہ آپ اس سے بخوبی لگا سکتے ہیں کہ پاکستان میں زبان کا مسئلہ پندرہ سال ہوئے آجتک لاینحل پڑا ہوا ہے اور مستقبل قریب میں اس کے حل ہونے کی صورت نظر نہیں آتی لیکن ہزار ہزار رحمتیں ہوں اس نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ کیسے حکیمانہ انداز میں اس مشکل ترین مسئلہ کو آسانی سے حل فرمادیا ۔ کہ نزول تو ہوا تھا قریش کی زبان پر لیکن زائد جہاں دیگر قبائل کا اختلاف تھا وہاں انہیں اپنے تلفظ کی اجازت فرمادی انتشار کا خطرہ بھی ٹل گیا اور جو ایک دوسرے کے تلفظ کو ادا کرنے میں دقت تھی وہ بھی جاتی رہی امام طحاوی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اس سے ملتی جلتی توجیہ فرمائی تھی یہ اجازت خاص مصلحت کی بنا پر تھی لیکن آہستہ آہستہ ۲۵ ھ میں حضرت عثمان کے عہد خلافت تک ایسے حالات پیدا ہوگئے کہ قرآنی ہدایات قبائل کے قلوب میں راسخ ہوگئیں لسانی تعصبات گھٹ گئے دینی وحدت فروغ پا گئی تو متفقہ طور پر اجماع صحابہؓ سے دیگر لغات کو ختم کرکے صرف لغت قریش جو قرآن حکیم کے نزول کی اصل زبان تھی باقی رکھی گئی ۔

رسم الخط

رسم الخط کا مسئلہ بڑا اہم ہے ۔ اس لئے کہ وقف کرنے اور تمام کرنے میں پڑھنے والے کا اعتماد الفاظ پر ہوتا ہے ۔ جیسے لکھا ہوگا ویسے ہی پڑھا جائے گا اور خود قرآن مجید میں ایک ہی لفظ کبھی ایک طرح لکھا گیا ہے کبھی دوسری طرح ظاہر ہے کہ ایسا اتفاقا نہیں ہوا ۔ بلکہ ضرور ان کے پاس اس کا کوئی سبب ہوگا اور اس کو جاننا ضروری ہے حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں جب قرآن لکھا جارہا تھا التابوت کی

کتابت میں اختلاف پیدا ہوگیا - زید نے کہا اتابوت لکھنا چاہیئے باقی تین قریشیوں نے کہا ' التابوت ' لکھا جائے - فیصلہ حضرت عثمان کے پاس آیا انہوں نے فرمایا قرآن چونکہ قریش کی زبان میں نازل کیا گیا ہے اس لئے " التابوت " لکھو - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآنی رسم الخط قریش کے رسم الخط پر ہے امام احمد بن حنبل نے فرمایا مصحف عثانی کے خط کی مخالفت حرام ہے - امام مالک سے سوال کیا گیا حروف زوائد اگر قرآن میں پائے جائیں تو ان کو بدل دیا جائے - فرمایا نہیں - انہیں پہلی کتابت پر رہنے دو - ابن عباسؓ کا کہنا ہے کہ سب سے پہلے عربی کی کتابت حضرت اسماعیل علیہ السلام نے وضع کی صحیح یہی معلوم ہوتا ہے کہ عربی رسم الخط توقیفی ہے قرآن مجید میں ہے علم با القلم کہ قلم سے تعلیم دی یہ تعلیم اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے واسطہ سے دی - ابن فارس نے اپنی کتاب فقہ اللغہ میں ذکر کیا ہے کہ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے تمام زبانیں لکھیں اور مٹی پر لکھ کر اسکو آگ میں پکایا اور ان کو محفوظ رکھا پھر جب طوفان آیا تو وہ دنیا میں پھیل گئیں ان تختیوں میں سے ایک تختی جو عربی میں تھی حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ہاتھ لگ گئی اس کی تائید حضرت ابن عباسؓ کے قول سے بھی ہوتی ہے جو اوپر نقل کیا گیا ہے صحابہؓ کرام نے جو کتابت کی متوارث زبان پر تھی وہ نسلا بعد نسل " حضرت اسماعیل سے منتقل ہوتی چلی آرہی تھی و علم ادم الاسماء کلھا - الایہ یہ حروف اور ان کے اسماء بھی شامل ہیں -

اعراب قرآن

امام اوزاعی کہتے ہیں کہ یحیٰ بن ابن کثیر فرماتے تھے شروع میں قرآن پاک کے حروف پر نقاط نہیں تھے اور نہ اعراب تھے یعنی زبر - زیر - پیش وغیرہ بعد ازاں یا اور تا پر نقطے ڈالے گئے کہ اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ یہ قرآن کے لئے نور ہیں " اسی طرح امام اوزاعی نے حضرت قتادہؓ سے بھی نقل کیا ہے کہ قتادہ فرماتے ہیں" کہ ہم سے پہلے لوگوں نے قرآن کے حروف پر نقطے ڈالے پھر خمس و عشر میں

تقسیم کیا ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ اور کبار تابعین نے نقطے بھی ڈالے اور خمس و عشر کے نشانات بھی ڈالے ۔ کیونکہ قتادہ تابعی ہیں اس لئے ان کے پیش رو صحابہ اور کبار تابعین ہی ہوسکتے تھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام صحابہ نے اتفاق رائے سے کیا ۔ اس لئے کہ اختلاف کا کوئی خاص ذکر نہیں کیا گیا بعد میں جب عجمی لوگ قرات میں غلطیاں کرنے لگے تو نقطے اور حرکات ڈالی گئیں بعض روایتوں میں ہے حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں ایک اعرابی مدینہ میں آیا اور خواہش ظاہر کی کہ مجھے کوئی شخص قرآن پڑھائے ایک آدمی نے اسے سورۃ توبہ پڑھائی جب ان اللہ بری من المشرکین ورسولہ پر پہنچا تو اسنے رسولہ کی بجائے رسولہ لام کی زیر سے پڑھایا جس کا معنی یہ ہے کہ اللہ اپنے رسول سے بیزار ہے اعرابی نے کہا اللہ اپنے رسول سے بیزار ہے اگر ایسا ہے تو میں بھی اس کے رسول سے بیزار ہوں جب یہ واقعہ حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا تو انہوں نے اعرابی کو بلایا اور پوچھا کیا تو اللہ کے رسول سے بیزار ہے تو اس نے کہا کہ مجھے اسی طرح پڑھایا گیا ہے اور میں نے سمجھا کہ اگر قرآن میں ایسا ہی ہے تو میں بھی خدا کے رسول سے بیزار ہوں حضرت عمر نے فرمایا اے اعرابی ۔ ایسا نہیں ہے ۔ اعرابی بولا ۔ امیر المومنین بتایئے کیسے ہے تو حضرت عمر نے پڑھا ۔ ان اللہ بری من المشرکین و رسولہ ۔ رسولہ لام کے پیش کے ساتھ ۔ تو اعرابی نے کہا ۔ جس سے اللہ اور اس ؛ رسول بیزار ہیں میں بھی اس سے بیزار ہوں اس واقع نے حضرت عمرؓ ہی کو نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کو چونکا دیا امیرالمومنین نے اعلان کیا جو شخص لغت عرب کو نہیں جانتا وہ قران نہ پڑھائے پھر ابوالاسود کو بلایا اور حکم کیا کہ آپ لغت عرب کے قوانین و ضع کریں اور لوگوں کو اعراب کا علم سکھائیں شروع میں اعراب ظاہر کرنے کے لئے بھی نقاط ڈالے گئے ۔ لیکن ابوالاسود اور خلیل نے ضمہ ۔ فتحہ ۔ کسرہ کے علامات ایجاد کئے یہ دونوں شخص بصری تھے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ والے نقاط ڈالتے تھے ۔ لیکن بعد میں انہوں نے بھی اہل بصرہ کا طرز اختیار کر لیا بعض صحابہ اور تابعین نے اس میں احتیاط سے کام لیا لیکن بعد میں اس پر اتفاق ہوگیا امام مالک فرمایا کرتے تھے ۔ اصل مصحف کو مجرد رکھنا چاہئے لیکن جن مصاحف پر تعلیم دی جاتی

ہے ان کو تختیوں پر لکھنے میں کوئی حرج نہیں

لفظ قرآن کی لغوی اور شرعی تحقیق ۔

لفظ قرآن کے متعلق دو قول ہیں ۔ امام شافعی اور اکثر علماء کے نزدیک اسم علم ہے اور ائمہ لغت میں سے اکثر کا خیال ہے کہ وصف ہے وصفی کی دو قسمیں ہیں عام اور خاص ' وصف خاص جیسے اعلام عالیہ اور وصف عام ہر پڑھی جانے والی شئی راجح یہ ہے کہ قرآن وصف خاص ہے بمرتبہ علم " قرآن " قرا ' یقرا سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے قرا کے معنی جمع کرنے کے ہیں عرب کہتے ہیں قرات الماء فی الحوض ای جمعتہ ۔ کہ میں نے حوض میں پانی جمع کیا اس مناسبت سے قرآن اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ تمام سورتوں کا جامع ہے یا اس لئے کہ کتب سابقہ کے مضامین کا جامع بھی ہے "

دوم ۔ قرء کے معنی پڑھنے کے بھی ہیں اس مناسبت سے کہ قاری سننے والے کے ذہن میں الفاظ جمع کرتا ہے اس اعتبار سے قرآن بمعنی مقرو ہوگا یعنی پڑھی جانے والی کتاب ہوگا ۔

سوم ۔ قرء کے معنی دور کرنے کے بھی آتے ہیں عرب کہتے ہیں " قرات الناقہ اسلامہ " کہ اونٹنی نے بچہ دانی نہیں پھینکی اس معنی کے اعتبار سے قرآن اسلئے کہلایا ۔ کہ قرآن انسان کو عقائد باطلہ اور اعمال فاسدہ سے دور رکھتا ہے نیز جہنم کی آگ اور عذاب الٰہی سے دور رکھتا ہے ۔

سورۃ فاتحہ کی مختصر تشریح "

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین ۔ الرحمن الرحیم ۔ مالک یوم الدین ۔ ایاک نعبد وایاک نستعین ۔ اھدنا الصراط المستقیم ۔ صراط الذین انعمت علیھم ۔ غیر المغضوب علیھم ولاالضالین ۔

ترجمہ ۔ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے سب

تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سارے جہاں کا پالنے والا ہے ۔ بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے اور روز جزاء کا مالک ہے (اے اللہ) ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ۔ ہم کو سیدھے راستہ پر چلا ان لوگوں کا راستہ جن پر تونے انعام فرمایا ۔ نہ وہ جن پر غصہ ہوا اور نہ وہ جو گمراہ ہوئے ۔
احادیث میں اس سورۃ مبارکہ کے کئی نام مذکور ہیں مثلاً (۱) فاتحۃ الکتاب (۲) ام القرآن (۳) الحمد (۴) صلوۃ (۵) سبع مثانی (۶) قرآن عظیم (۷) الشفاء (۸) کافیہ ۔

یہ سورت مکہ معظمہ میں نازل ہوئی مقام نزول کے متعلق کئی اور اقوال بھی ہیں مگر یہی قول زیادہ صحیح ہے ۔ قرآن کریم میں ہے ۔ ولقد اتینک سبعا من المثانی والقران العظیم پ ۱۴ ۔ ۶") اور ہم نے آپکو سات آیتیں وظیفہ اور قرآن بڑے درجہ کا دیا " احادیث صحیحہ میں تصریح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورۃ " فاتحہ " یہ ہی سبع مثانی " اور قرآن عظیم ہے (یعنی بڑا قرآن) فرمانا درجہ کے اعتبار سے یہ "شافیہ" بھی کہلاتی ہے نبی اکرمؐ نے فرمایا " فاتحۃ الکتاب " موت کے سوا ہر بیماری کے لئے شفا ہے اس کا نام فاتحہ اس لئے ہے کہ قرآن مجید کا افتتاح اسی سے ہوا ہے نیز اس لئے کہ قرآن کے مطالب و معانی کو کھولتی ہے اور واضح کرتی ہے ۔ اسے ام القرآن اس لئے کہا جاتا ہے کہ گویا یہ ایک متن ہے اور باقی سارا قرآن اس کی تفصیل ہے اور قرآن پاک کے تمام مطالب اجمالی طور پر اس میں بیان کر دیئے گئے ہیں اس کو قرآن کا دیباچہ بھی کہہ سکتے ہیں حضرت ابی بن کعبؓ کا بیان ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تورات ۔ انجیل ۔ زبور ۔ قرآن کسی کتاب میں اس کا مثل نازل نہیں فرمایا اس سورت میں باتفاق آراء سات آیتیں ہیں پچیس کلمات اور ایک سو تیرہ حروف ہیں یوں تو قرآن مجید بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع ہوتا ہے لیکن قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔ فاذا قرات القران فاستعذ باللہ من الشیطان الرجیم پ ۱۴ ۔ ۱۹) (اے نبی) جب قرآن پڑھنے لگیں تو شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرلیا کریں اسلئے قرات قرآن کے آداب میں سے ہے کہ اول اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۔ پڑھا جائے

اسی بنا پر تمام مفسرین نے بسم اللہ سے پہلے اعوذ باللہ کی تفسیر فرمائی ہے لہٰذا مناسب ہے کہ سب سے پہلے اسی کی تشریح کی جائے ۔

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم - میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ لیتا ہوں شیطان ہمیشہ اس کوشش میں رہتا ہے کہ لوگوں کو نیک کاموں سے روکے خصوصاً قرات قرآن کے وقت تو اس کی یہ کوشش اور شدید ہو جاتی ہے - چنانچہ اگر وہ قرات سے باز نہ رکھ سکے تو ایسی آفات میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہے جو قرات قرآن کا حقیقی فائدہ حاصل ہونے سے مانع ہوں ان تمام مغویانہ تدبیروں اور مکارانہ سازشوں سے بچاؤ کا طریقہ یہی ہو سکتا ہے جب مومن قرات قرآن کا ارادہ کرے تو پہلے صدق دل سے شیطان مردود سے بھاگ کر خداوند قدوس کی پناہ میں آجائے - کلمات استعاذہ کی تلاوت سے اس عقیدہ کا اظہار بھی مقصود ہے کہ اس کی حفاظت کے لئے اس کے وسائل اور قوتیں کافی نہیں ہیں بلکہ ان سب کے ہوتے ہوئے ایک بزرگ و برتر ہستی کی بھی حاجت ہے غور فرمایئے - جو معاشرہ اس عقیدہ کی بنیاد پر تعمیر ہوگا وہ کس قدر متوکل اور خدا ترس ہوگا نیز اس میں واحد کا صیغہ اس لئے استعمال کیا گیا ہے کہ اگر ایک ایک فرد شیطان سے محفوظ ہوگیا تو پوری جماعت محفوظ ہوجائے گی نیز اس لئے کہ اکیلے کو زیادہ خطرہ ہوتا ہے قرآن مجید کی تلاوت کے علاوہ دوسرے مواقع پر بھی شیطان سے بچنے کے لئے استعاذہ ضروری اور مفید ہے چنانچہ انبیاء - صحابہ کرام - نیز اولیاء و صلحاء کا یہی طریقہ رہا ہے -

نوٹ : شیطان کا اطلاق صرف جن پر ہی نہیں ہوتا بلکہ جن وانس حیوانات و جمادات پر بھی کیا گیا ہے جیسے قولہ تعالیٰ " من الجنۃ و الناس " اور حضورؐ نے فرمایا الکلب الاسود ' اور ایسے ہی قرآن میں ہے طلعھا کانہ روس الشیطن

بسم اللہ الرحمن الرحیم - اسی آیت شریفہ میں خداوند قدس کے تین نام بیان ہوئے ہیں اللہ - الرحمن - الرحیم جس سے تینوں حقیقتوں کا اظہار مقصود ہے - یہ کہ الشواجب الوجود ہے - اور تمہارا اور جو عطا کردہ اسی کا ہے نیز وہ رحمن ہے کہ تمہارے دنیوی فوائد کا مالک ہے اور وہ رحیم ہے کہ آخروی فوائد بھی اسی کے

قبضہ قدرت میں ہیں -

ان تین چیزوں سے جو تصور وجود میں آتا ہے وہ ایک مومن کے ایمان کی جان ہے اس کو زندہ رکھنے کے لئے اسلامی تہذیب کا ایک اصول قرار پایا - کہ مسلمان کا ہر ایک کام اللہ کے نام سے شروع ہونا چاہیئے جس کا ایک فائدہ یہ بھی ہوگا ' کہ انسان کسی نہ کسی وقت یہ سوچنے لگے گا کہ جس کا نام لیکر ہر کام کی ابتداء کر رہا ہوں وہ اس کی مرضی اور حکم کے خلاف تو نہیں - نیز اس کے تکرار سے خدا کی غلامی کا تصور پیدا ہوگا اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ خدا کے نام کی برکت سے وہ کام ادھورا نہیں رہے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ ہر کام جو اللہ کے نام سے شروع نہ کیا جائے وہ ادھورا ہے الحمد للہ رب العالمین - الحمد میں لام جنسی ہے اور اللہ میں لام ملک کا یعنی تعریف کا حقیقی حق دار اللہ تعالیٰ ہے بلاواسطہ ہو یا بالواسطہ ' اس لئے کہ ہر نعمت اور ہر خوبی کا مالک بھی وہی ہے اور عطا کرنے والا بھی وہی ہے -

رب العالمین - تمام کائنات کا رب ہے ہر نوع کا بھی ہر فرد کا بھی - فرشتے - جن - انسان - حیوان - سب کا پرورش کرنے والا ہے اس آیات میں ان تمام تصورات کی بیخ کنی ہو جاتی ہے جن کے تحت لوگ مخلوق پرستی کرتے اور السلطان ظل اللہ کے مدحیہ قصیدے پڑھتے ہیں -

الرحمن الرحیم - رب العالمین میں جو تخویف و ترھیب (یعنی خوف و ڈر) پایا جاتا ہے اس وحشت کو دور کرنے کے لئے فرمایا وہ نہایت رحم کرنے والا اور بڑا مہربان ہے قرآن مجید کا یہ خاص اسلوب بیان ہے کہ جہاں وہ اللہ تعالیٰ کے جلال کا ذکر کرتا ہے جمال کا بیان بھی کردیتا ہے تاکہ قاری کو وحشت نہ ہو نیز - الرحمن الرحیم - کو دوبارہ اس لئے لایا گیا کہ صفت رحمت کا دوسری صفات کے مقابلہ میں غلبہ کا اظہار ہو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں " ان رحمتی وسعت کل شی"

مالک یوم الدین ' الرحمن ' الرحیم ' میں جس کثیر رحمت کا ذکر ہے اس کے بعد مالک یوم الدین اس لئے لایا گیا ہے تاکہ ظاہر ہو سکے کہ باغی اور ظالم اس کی رحمت کو نہ پاسکیں گے کیونکہ وہ منصف بھی ہے اور رحمت کی وجہ سے اس سے

صرف امید ہی نہ رکھیں بلکہ اس کے انصاف سے ہم ڈریں بھی اور وہ اکیلا مالک ہوگا کوئی مجازی مالک اس دن کا نہ ہوگا اور اس دن صرف اسی کا فیصلہ ہوگا ۔ لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار ۔ اس دن کس کا ملک ہوگا صرف اکیلے زبردست اللہ کا ۔

ایاک نعبد وایاک نستعین ۔ بعض سلف سے منقول ہے کہ فاتحہ قرآن کا خلاصہ ہے اور سورت فاتحہ کا خلاصہ یہ آیت ہے اس آیت شریفہ سے معلوم ہوں کہ اللہ کے سوا کسی کی نہ عبادت جائز ہے اور نہ ہی کسی سے مدد مانگنا عبادت تو انتہائی تعظیم کا نام ہے عرب کہتے ہیں " طریق معبد " پاؤں تلے روندا ہوا راستہ لہٰذا انتہائی تعبد و تذلل اسی ذات کے حضور ہونا چاہیئے جس نے ہم کو پیدا کیا ۔ اسباب زیست پیدا کیئے اور جو زندگی بعد الموت کا مالک ہے اللہ ' رب ' رحمن ' رحیم ' مالک ' کی صفات کا ذکر تمہید ہے اس بات کی کہ عبادت کے لائق وہی ہے دست بستہ قیام ' رکوع ' سجدہ ' دعا ' یہ سب عبادت کے اہم جز ہیں ان میں سے کسی ایک کا بھی اللہ کے سوا کسی کا حق نہیں ۔ حضرت لقمان علیہ السلام نے بیٹے کو فرمایا اے میرے بیٹے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر بے شک شرک بڑا بھاری ظلم ہے ۔

وایاک نستعین ۔ جب ہم نے یہ کہا کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں تو اس میں فخر ' کبر ' اور نخوت کا اظہار ہوتا تھا تو کہا کہ اس کی توفیق بھی تیری مدد کے سوا نہیں اور صرف توہی مدد کر سکتا ہے پھر جب ہم عبادت میں کھڑے ہوگئے تو اب دل کے حاضر ہونے اور اخلاص کیلئے تیری مدد درکار ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " بندہ کا دل رحمان کی دو انگلیوں کے درمیان ہے " حضورؐ فرمایا کرتے تھے " اے دلوں کے پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر قائم رکھ " لہٰذا ہمیں ہر وقت اور ہر کام میں تیری مدد درکار ہے

اھدنا الصراط المستقیم ۔انسان کو زندگی میں کئی قسم کے حالات سے گزرنا پڑتا ہے کئی قسم کے اعتقادی ۔ اخلاقی ۔ معاشرتی ۔ اقتصادی ۔ نظریات ۔ اس کے اوپر اثر انداز ہوتے ہیں اس نظریاتی کشمکش میں خدا کی پسندیدہ " سیدھی راہ " پر قائم

رہنا بجز فضل ایزدی بندہ کیلئے ناممکن ہے ۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اسلامی تاریخ کئی ایسے ادوار سے گزری ہے جس میں خود مسلمانوں کے اندر بے شمار نظریات کی کشمکش رہی ۔ جس کے نتیجہ میں کئی فرقے پیدا ہوگئے ۔ حروریہ ۔ خارجی ۔ رافضی ۔ جبریہ ۔ قدریہ ۔ اشعری ۔ معتزلہ ۔ ایسے وقت میں یا موجودہ نظریاتی کشمکش کی دنیا میں باطل نظریات کا شکار ہونا عین ممکن ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے دولت ۔ عزت ۔ حکومت ۔ صحت ۔ کی بجائے ہدایات کی دعا سکھائی اس لئے کہ یہی سب سے اہم مطلوب انسانی ہے ۔

"صراط الذین انعمت علیھم " یہ صراط مستقیم کی تفسیر ہے ۔ مطلب یہ کہ وہ کوئی نئی راہ نہیں ۔ بلکہ وہی ہے جس پر ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ لوگ چلتے رہے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا پ ۵ - ٦) یعنی " جو کوئی حکم مانے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کا وہ اللہ کے انعام یافتہ ' نبیوں ' صدیقوں ' شہیدوں اور نیک بخت لوگوں کا ساتھی ہے اور ان کی رفاقت اچھی ہے " اس آیت میں وضاحت کردی گئی ہے کہ وہ آدم ' نوح ' ابراھیم ' موسیٰ و عیسیٰ و محمدؐ علیھم السلام کی راہ ہے حضرت ابوبکر صدیقؓ ' عمر فاروقؓ ' عثمانؓ ' علیؓ ' حمزہؓ ' رضوان اللہ علیھم اجمعین اور ان کے علاوہ تمام انبیاء کرام پر ایمان لانے والوں کی راہ ہے جنہوں نے ساری عمر اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف لوگوں کو دعوت دی ۔ خداوند قدوس کی رضا جوئی کیلئے مصائب برداشت کئے اور خود عمل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے جا ملے ۔ "غیر المغضوب علیھم ولاالضالین "" یہ منعم علیھم " کی ہی دو سلبی صفتیں ہیں ' کہ انعام پانے والوں سے ہماری مراد وہ لوگ نہیں جو بظاہر دنیوی شان و شوکت اور نمائیشی جاہ و جلال تو رکھتے ہیں مگر انجام کار اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے تیرے غضب کے مستحق ہوتے ہیں اور فوز و فلاح سے محروم رہتے ہیں بلکہ انعام سے مراد ہماری حقیقی اور پائیدار انعامات ہیں جو ایمان و

عمل صالح کے نتیجہ میں ملتے ہیں وہ عارضی و نمائیشی انعامات جو قبل ازیں ابوجہل ' ابولہب ' فرعون و نمرود اور قارون کو ملے تھے اور آج بھی بڑے بڑے ظالموں ' بدکاروں اور گنہگاروں کو ملے ہوئے ہیں ہمارا مطلوب نہیں ہیں - امام رازی نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ مغضوب علیہم سے مراد فساق و فجار اور مفسد فی الارض بد عمل لوگ ہیں جن کے پاداش عمل سے دنیا میں بھی غضب الٰہی برستا رہتا ہے اور آخرت میں بھی اور ضالین سے مراد بد عقیدہ اور نفاق و شقاق اور حسد و بغض کی قلبی بیماریوں میں مبتلاء لوگ ہیں جن کی راہ سے بچاؤ کی تدبیر کی گئی ہے - امین - حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سورۃ فاتحہ ختم کرتے تو امین کہتے لیکن یہ جز و قرآن نہیں اس لئے قرآن میں اس کی کتابت نہیں کی گئی اکثر نے اس کا معنی " اللہم استجب لنا " یعنی " یا اللہ قبول کر " سے کیا ہے صحیح مسلم میں ابو موسیٰؓ نے مرفوعا ذکر کیا ہے کہ :" اذقال - یعنی الامام - ولاالضالین فقولوا امین یجبکم اللہ " کہ جب امام ولاالضالین کہے تو تم آمین کہو اللہ تمہاری دعا قبول کرے گا یہ سورت دعاء بھی ہے اس میں ہمیں تعلیم دی گئی ہے کہ دعاء کا طریقہ کیا ہے - پہلے اللہ تعالٰی کی تعریف کرنی چاہیئے بعد میں اپنی حاجت پیش کرے - چھوٹتے ہی مانگنے لگ جانا آداب دعاء کے منافی ہے -

"صفات الٰہی کا اسلامی تصور"

(۱) قل ھو اللہ احد - اللہ الصمد - لم یلد - ولم یولد - ولم یکن لہ کفوا احد - (الاخلاص) - اے پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ وہ یعنی اللہ یکتا ہے اللہ بے نیاز ہے نہ اس نے کسی کو پیدا کیا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا - اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت میں خدا کے متعلق لوگوں میں کئی قسم کے تصورات پائے جاتے تھے کوئی دو خدا رہرمن ' یزداں کا قائل تھا اور کوئی ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں کہتا تھا یہود و نصاری عزیر علیہ السلام اور مسیح علیہ السلام کو

خدا کا بیٹا سمجھتے تھے ۔ اور بعض یہودی یعقوب علیہ السلام کو خدا سے بھی طاقتور خیال کرتے تھے ان سب کی تردید اس سورۃ میں فرمائی اور خدا کا واضح تصور پیش کیا جو امتداد زمانہ سے ملیامیٹ ہو چکا تھا ۔ بعض روایات میں ہے کہ چند رؤسائے قریش حضورؐ کے پاس آئے اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کا وصف و نسب بیان کیجئے تو یہ سورۃ نازل ہوئی ۔ جو سورۃ اخلاص کہلاتی ہے ۔

(۲) اللہ لاالہ الا ھو الحی القیوم لاتاخذہ سنۃ ولا نوم لہ مافی السموت وما فی الارض من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ ۔ یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم ۔ الایہ ۔ اللہ وہ زندہ جاوید ہستی ہے جو تمام کائنات کو سنبھالنے والی ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ۔ نہ اس کو اونگھ دبا سکتی ہے نہ نیند ۔ زمین اور آسمان میں جو کچھ ہے اسی کا ہے کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے پاس سفارش کر سکے جو کچھ بندوں کے سامنے ہے اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ ان سے اوجھل ہے اسے بھی ۔ اور اسکی معلومات میں سے کوئی چیز ان کے ادراک میں نہیں آسکتی الا یہ کہ کسی چیز کا علم وہ خود ہی ان کو دیتا ہے اس کی حکومت آسمانوں اور زمین پر چھائی ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ کو ان کی حفاظت کوئی تھکا دینے والا کام نہیں ہے بس وہی ایک بزرگ و برتر ذات ہے ۔ انسانوں کے عقائد و نظریات خواہ کتنے ہی مختلف ہوں ان کی غلط فہمیوں سے اس حقیقت نفس الامری میں جس پر زمین و اسمان کا نظام ہے ذرہ برابر کوئی فرق نہیں آتا واقعہ یہی ہے کہ خدائی پوری کی پوری بلا شرکت غیرے اس غیر فانی ذات کی ہے جو کسی کی عطا کردہ زندگی سے نہیں ۔ بلکہ خود اپنی حیات سے زندہ ہے اور ساری کائنات کا قیام اس سے ہے جو انسانی کمزوریوں سے مبرا ہے اور زمین و آسمان کا نظام اس کے ہاتھ میں ہے کوئی بڑے سے بڑا پیغمبر اور کوئی مقرب فرشتہ بھی اس کے حضور میں بلا اجازت زبان تک کھولنے کی جرات نہیں کر سکتا اس کے پاس کسی کا زور نہیں چلتا کہ وہ اپنی سفارش سے اس کے فیصلہ پر اثر انداز ہو سکے اور کسی کے پاس اتنا علم ہی نہیں کہ کائنات کی مصلحتوں کو سمجھ سکے انسان خود اپنی ذاتی مصلحتوں کو بھی سمجھنے کا اہل نہیں اس کا بھی کار ساز خدا تعالیٰ ہی ہے ۔

(۳) قل اللھم ملک الملک توتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر - انک علی کل شی قدیر - تولج الیل فی النھار وتولج النھار فی الیل وتخرج الحی من المیت وتخرج المیت من الحی و ترز ق من تشاء بغیر حساب -

ترجمہ - اے پیغمبرؐ تم کہو کہ اے اللہ ! تمام ملک کے مالک تو جسے چاہے ملک بخش دے اور جس سے چاہے چھین لے اور تو جسے چاہے عزت بخش دے اور جس کو چاہے ذلیل کردے - ہر طرح کی بھلائی تیرے اختیار میں ہے بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے تو رات کو دن میں شامل کردیتا ہے اور دن کو رات میں - جاندار کو بے جان سے نکالتا ہے اور بے جان کو جاندار سے اور تو جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے -

نجرانی وفد کے قائد ابوحارثہ بن علقمہ نے کہا تھا کہ اگر ہم محمدؐ پر ایمان لائیں تو روم کے بادشاہ ہماری مدد بند کردیں گے اور دیگر یہ کہ مسلمان مٹی بھر اور بے سرو سامان ہیں یہ قریش سے بچنے کے لئے مدینہ کے گرد خندق کھود رہے ہیں ان کی سربلندی اور غلبہ بعید از امکان ہے خود مسلمان بھی اپنی ملت اور بے سرو سامانی کو دیکھ کر بعض دفعہ سوچنے لگتے تھے کہ قیصرو کسری پر غلبہ کا تصور ایک خواب ہی معلوم ہوتا ہے ان حالات میں فرمایا کہ تمام کائنات کا نظام خداوند قدوس کے ہاتھ میں ہے یہ دنیا تو معمولی چیز ہے - اس نے تو نبوت اور پیغمبری جیسی عظیم چیز بنی اسرائیل سے چھین کر بنی اسمٰعیل کے حوالے کردی یہ بادشاہی بھی جب وہ چاہے گا تو اسے کون روک سکتا ہے چنانچہ حضور صلعم اور صحابہؓ اس آیت کے نزول پر اور زیادہ پر امید ہوگئے اور چند ہی سالوں کے بعد قیصرو کسری کے خزانے اللہ وحدہ نے محمدؐ کے غلاموں کے سپرد کردیئے -

(۴) ولقد اتینا لقمن الحکمہ ان اشکر للہ ومن یشکر فانما یشکر لنفسہ ومن کفر فان اللہ غنی حمید - واذ قال لقمن لابنہ وھو یعظہ یبنی لاتشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم - ووصینا الانسان بوالدیہ حملتہ امہ وھنا علی وھن وفصلہ فی عامین ان اشکرلی ولوالدیک - الی المصیر - وان جاھداک علی ان تشرک بی مالیس لک بہ علم -

فلاتطعهما وصاحبهما فی الدنیا معروفا واتبع سبیل من اناب الی ثم الی مرجعکم فانبئکم بما کنتم تعملون -

ترجمہ - اور ہم نے لقمان کو دانشمندی دی - کہ اللہ کا شکر کرو ' اور جو شخص شکر کرے گا اس کا فائدہ اسی کو ملے گا ' اور جو نا شکری کرے گا تو اللہ بے پرواہ ہے خوبیوں والا ہے اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا بیٹا خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھرانا بے شک شرک کرنا بہت بڑا بھاری ظلم ہے - اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے متعلق نیکی کی تاکید کی ہے اس کی ماں نے اسے بہت بڑی تکلیف سے پیٹ میں رکھا اور دو برس میں اس کا دودھ چھڑایا کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کیا کر اور میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے اگر وہ دونوں تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ ایسی چیز کو شریک ٹھرا جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہیں تو ان کا کہنا نہ مان اور دنیا میں دستور کے مطابق ان کا ساتھ دے اور اس شخص کے طریقہ پر چلنا جو میری طرف رجوع کرے پھر تم سب نے میرے پاس آنا ہے پھر میں تمہیں وہ تمام چیزیں بتلاؤں گا جو تم کرتے تھے -

ف : حضرت لقمان علیہ السلام ایک پاکباز اور متقی انسان تھے پیغمبر نہیں تھے - ان کا زمانہ حضرت داؤد علیہ السلام کے قریب کا زمانہ تھا - قرآن نے یہ قصہ اس لئے بیان کیا ہے کہ شرک کا قبیح ہونا جس طرح فطرت انسانی کی شہادت اور انبیاء کی وحی سے ثابت ہے اہل عرب میں مشہور حکیم لقمان نے بھی اس کی تائید و توثیق کی ہے پس توحید کو چھوڑ کر شرک اختیار کرنا ضلال مبین نہیں تو اور کیا ہے - آگے خدا کا حکم ہے کہ ہم نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی ہے اور ماں کا حق باپ سے بھی زیادہ ہے اس لئے کہ وہ مہینوں تک اس کا بوجھ پیٹ میں اٹھائے پھری پھر جننے کے بعد دو برس تک دودھ پلایا لیکن دین کے خلاف ماں باپ کا کہنا نہ ماننا - ہاں دنیوی معاملات میں ان کے ساتھ نیکی اور سلوک کرنا اور خدا کے ہاں پہنچ کر اولاد اور والدین کو پتہ چل جائیگا کہ زیادتی کس کی تھی -

عبادات (نماز)

اقم الصلوة لدلوک الشمس " الایہ : " ومن الیل فتھجد بہ " الایہ (اے پیغمبر) پابندی کرو نماز کی سورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک - اور نماز فجر کی بھی ' بیشک فجر کی نماز ہوتی ہے (فرشتوں کے) روبرو اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد پڑھا کرو (یہ زیادتی (خاص) تمہارے لئے ہے - جلد پہنچائے گا تم کو تمہارا پروردگار پسندیدہ مرتبے تک -

اس آیت میں پانچ نمازوں اور دوسری میں نماز تہجد کا ذکر ہے زوال آفتاب سے عشاء تک چار نمازیں اور نماز فجر پانچویں اور تہجد اس کے علاوہ ابن عباسؓ کا یہی قول ہے کہ اس آیت میں پانچوں نمازوں کا ذکر ہے قرآن مجید میں نماز کے لئے کہیں صلوۃ کا لفظ آیا ہے کہیں تسبیح و حمد - ذکر - قیام - رکوع - سجدہ اس طریقہ سے قرآن مجید نے ضمناً اشارہ کردیا ہے کہ نماز کے اجزائے ترکیبی کیا ہیں انہی ارشادات کی راہنمائی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی یہ ہیئت مقرر فرمائی جو اب مسلمانوں میں رائج ہے حدیث میں ہے کہ نماز مومنوں کے لئے ترقی کا زینہ ہے حضورؑ کو بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان نمازوں کی پابندی کرو خدا تعالیٰ تمہیں پسندیدہ مرتبہ پر پہنچادے گا -

(روزہ) شھر رمضان الذی انزل فیہ القران ھدی للناس و بینت من الھدی و الفرقان فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ ومن کان مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر یرید اللہ بکم الیسر و لایرید بکم العسر ولتکملوا العدۃ ولتکبرو اللہ علی ما ھدکم ولعلکم تشکرون - الایہ -

ترجمہ - رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قران مجید اتارا گیا جو سراپا ہدایت ہے لوگوں کے لئے - اور (اس میں) دلیلیں ہیں راہ پانے کی اور حق کو باطل سے جدا کرنے کی - جو شخص تم میں سے یہ مہینہ پائے وہ اس کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا سفر میں (ہو) تو گنتی پوری کرے دوسرے دنوں میں اللہ تم پر آسانی کرنا چاہتا ہے اور تم پر سختی نہیں کرنا چاہتا - اور (یہ آسانی) اس لئے ہے کہ تم

گنتی پوری کرلو اور اس لئے بھی (کہ) تم اللہ کی بڑائی بیان کرو اس (بات) پر کہ تم کو (اچھے) کاموں کے کرنے کی راہ بتائی تاکہ تم (اس کا) احسان مانو۔

فائدہ: اسلام نے جتنی عبادات مقرر فرمائی ہیں ان کو تقویٰ پیدا کرنے کا ذریعہ قرار دیا گیا روزہ بھی اسلئے فرض کیا گیا ہے کہ انسان کو نفس کی خواہش کے دبانے اور اس کو قابو میں رکھنے کی عادت پڑ جائے۔ پرہیز گاری اور تقویٰ کی صفت پیدا ہو اور یہ تقویٰ تمام نیکیوں کی جڑ ہے سورۃ البقرہ پ ۲ ۔ ۱۸۵)

فائدہ: بیت المقدس وغیرہ مقامات مقدسہ بعد میں تعمیر ہوئے ہیں سب سے پہلا متبرک اور مقدس گھر جو لوگوں کی توجہ الی اللہ کے لئے مقرر کیا گیا اور ہدایت کا مرکز بنایا گیا وہ یہی بیت اللہ شریف ہے جو مکہ مکرمہ میں واقع ہے اس میں خدا کے ہاں پسندیدہ ہونے کی بین علامتیں پائی جاتی ہیں جیسے ابرھہ کی فوج پر قہرالٰہی نازل ہونا اور جاہلیت کے زمانہ میں بھی اس کا دارالامین ہونا وغیرہ وغیرہ اس لئے اسے ادائے حج کے لئے مخصوص کیا گیا ہے کیونکہ حج ایک ایسی عبادت ہے جسکی ہر ادا سے خدا کے عشق کا اظہار ہوتا ہے اس لئے جو خدا کے عشق کا دعویٰ رکھتا ہو اور مالی اور بدنی حیثیت سے بیت اللہ تک پہنچنے کی طاقت بھی رکھتا ہو وہ کم از کم ایک بار اپنی عمر میں حج ضرور کرے اور جو مدعی محبت اتنی تکلیف اٹھانے سے بھی گریز کرے سمجھ لو کہ وہ جھوٹا عاشق ہے اللہ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں چاہئے وہ یہودی ہوکر مرے یا عیسائی ہو کر اللہ اس سے بے نیاز ہے۔

(زکوٰۃ) انما الصدقت للفقراء والمسکین والعاملین علیها والمولفة قلوبهم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل فریضة من اللہ واللہ علیم حکیم۔

ترجمہ۔ صدقات تو صرف غریبوں کا حق ہے اور محتاجوں کا اور جو کارکن صدقات پر متعین ہیں اور جن کی دلجوئی کرنا اور غلاموں کی گردن چھڑانے اور قرضداروں کے قرضہ میں اور جہاد کرنے والوں کا حق ہے اور مسافروں کا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے۔

اس میں زکوٰۃ کے مصارف کا بیان ہے حضورؐ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے زکوٰۃ کی تقسیم کو نبی یا غیر نبی کی مرضی پر نہیں چھوڑا بلکہ بذات خود اس کے مصارف

متعین کر دئے ہیں جو آٹھ ہیں
(۱) فقیر جس کے پاس کچھ نہ ہو ' جسمانی نقص یا بڑھاپے کی وجہ سے کمانے سے معذور ہو - (۲) مسکین - وہ ہے جس کو بقدر حاجت میسر نہ ہو حدیث میں اس کی تشریح اس طرح آئی ہے مسکین وہ ہے جو اپنی حاجت بھر مال نہ پائے اور نہ پہچانا جائے کہ اس کی مدد کی جائے اور نہ کھڑا ہو کر لوگوں سے مانگتا ہو گویا وہ ایک شریف آدمی ہے جو محتاج ہے لیکن اپنی احتیاج لوگوں پر ظاہر نہیں کرتا (۳) والعاملین علیھا "ایسے لوگ جو اسلامی حکومت کی طرف سے تحصیل صدقات اور اس کی حفاظت پر مامور ہوں ان کو وظائف و تنخواہ اسی مد سے دی جائیں گی لیکن بنی ہاشم کیلئے اس طرح بھی روا نہیں - (۴) ایسے لوگ جن کے اسلام لانے کی امید ہو یا مال دے کر ان کی اسلام دشمنی کو ٹھنڈا کیا جا سکتا ہو - (۵) غلام ازاد کرانے یا اسیر چھڑانے پر - (۶) مقروض یا جن پر کوئی حادثہ پڑا ہو یا کسی کی ضمانت کے بوجھ تلے دب گئے ہوں (۷) جہاد میں جانے والے کی مدد کی جائے - (۸) مسافر " خواہ اپنے گھر میں غنی ہو - لیکن حالت سفر میں اگر وہ مدد کا محتاج ہوگیا ہے تو اس کی مدد مد زکوۃ سے کی جائے گی - سورۃ التوبہ پ ۱۰ - ٦۰)

صفات المومنین

بسم اللہ الرحمن الرحیم - الم - ذالک الکتاب لاریب فیہ - ھدی للمتقین - الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلوۃ ومما رزقنھم ینفقون والذین یومنون بما انزل الیک و ماانزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون - اولئک علی ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون -

ترجمہ - اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے - اس کتاب میں کوئی شک نہیں ' ڈرنے والوں کو ہدایت دیتی ہے جو بے دیکھی چیزوں کا یقین رکھتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے ان کو دے رکھا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں اور جو آپ پر نازل کیا گیا ہے اور جو آپ سے پہلے

نازل کیا گیا تھا سب پر ایمان لاتے ہیں اور آخرت کو وہ یقینی جانتے ہیں ایسے لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی فلاح پانے والے ہیں -

فائدہ : الف - لام - میم یہ حروف مقطعات ہیں - ان کے معنی اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے - کسی کلام میں شک ہونے کی دو صورتیں ہیں - یا خود اس کلام میں کوئی نقص ہو یا سننے والے اور سمجھنے والے کے فہم میں قصور ہو - یہاں اس بات کی نفی ہے کہ اس کتاب میں کوئی شک و شبہ نہیں اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اس کتاب کے ما بعد الطبیعت اور مافوق الادراک مسائل دنیا کی دوسری کتابوں کی طرح قیاس و گمان پر مبنی نہیں اس لئے کہ اس کا نازل کرنے والا تمام حقائق کا عالم ہے - ڈرنے والوں کو ہدایت دیتی ہے اس لئے کہ جو اپنے رب سے خائف ہوگا وہی یہ جاننے کی کوشش کرے گا کہ وہ نا راض کن باتوں سے ہوتا ہے اور راضی کن باتوں سے اسی لئے خدا تعالیٰ فرماتے ہیں - والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا - جو ہدایت کے متلاشی ہوں ان پر اس کتاب کے ذریعے ہم ہدایت کے دروازے کھول دیتے ہیں - غیب سے مراد وہ حقائق ہیں جو اس سے پوشیدہ ہوں اور عقل کے ادراک میں نہ آسکیں جیسے خدا کی ذات و صفات ' ملا ئکہ - وحی - جنت - دوزخ ان کو بغیر دیکھے ماننا اس اعتماد پر کہ نبیؐ ان کی خبر دے رہے ہیں یہ ایمان بالغیب ہے صرف ان ہی حقائق کا اعتماد کافی نہیں بلکہ اس کے بعد عملی اطاعت کرنا بھی ضروری ہے جس کی پہلی علامت یہ ہے کہ نماز کو اس کے وقت پر اور تمام حقوق کی رعایت کے ساتھ ادا کرے قلبی اور بدنی اطاعت کے بعد اس کے مال میں جو خدا اور بندوں کے حقوق مقرر کئے گئے ہیں ان کو بھی ادا کرے اور صرف اس کتاب پر ہی ایمان نہ لائے بلکہ اس بات کا بھی اقرار کرے 'کہ حضورؐ سے پہلے انبیاء پر جو کتابیں نازل کی گئی تھیں وہ بھی بر حق تھیں اور وہ انبیاء بھی بر حق تھے - اور یہ بھی یقین جانے کہ اس دنیا کے خاتمے کے بعد خدا ایک دوسرا جہان بنائے گا جس میں تمام جن وانس کو بیک وقت دوبارہ پیدا کرکے ان کے اعمال کا حساب لے گا جو لوگ ان تمام صفات سے متصف ہیں یہ ہدایت یافتہ اور راہ راست پر ہیں اور انہی کے لئے اس دنیا میں بھی اور اگلے جہان میں بھی فلاح

و کامیابی ہے۔

(۲) امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون - کل امن باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ لانفرق بین احد من رسلہ - وقالوا سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا لھا ما کسبت وعلیھا ما اکتسبت - ربنا لاتواخذنا ان نسینا او اخطئنا - ربنا ولاتحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا ربنا ولاتحملنا مالا طاقۃ لنا بہ واعف عنا - واغفرلنا - وارحمنا - انت مولانا فانصرنا علی القوم الکفرین -

ترجمہ - رسول ایمان لایا ہے اس پر جو اس کے رب کی طرف سے اس پر نازل ہوئی ہے اور ایمان لانے والوں نے اس کو دل سے تسلیم کر لیا ہے - یہ سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو مانتے ہیں اور کہتے ہیں ہم اللہ کے رسولوں کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کرتے - اور ہم نے سنا اور قبول کیا - اے ہمارے رب تیری بخشش چاہتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے - اللہ کسی متنفس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا جو نیکی کسی نے کی اس کا پھل اسی کے لئے ہے اور جو برائی کی اس کا وبال بھی اسی پر ہے - اے ہمارے رب - اگر ہم بھول چوک جائیں تو اس پر گرفت نہ کر - اے ہمارے رب ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالے تھے - اے اللہ جس بوجھ کو اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں ہے وہ ہم سے نہ اٹھوا - ہم سے درگزر فرما - ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم کر - تو ہمارا رب ہے کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد کر -

فائدہ : اس آیت میں ایمان کا خلاصہ بیان کر دیا گیا ہے اللہ اور اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اور تمام رسولوں کو بغیر فرق کے ماننا اور آخرت پر یقین کرنا یہ پانچ چیزیں اسلام کے بنیادی عقائد ہیں - خود حضورؐ بھی اور تمام مومن ان کا اعتقاد رکھتے ہیں دوسری حقیقت یہ بیان کی گئی ہے کہ اللہ نے جو دین نازل فرمایا ہے اس کا یہ حکم انسان کی طاقت کے موافق ہے لیکن یہ فیصلہ اللہ ہی کر سکتا ہے کہ انسان کس چیز کی طاقت رکھتا ہے اور کس کی نہیں تیسری چیز یہ بیان کی گئی ہے کہ

کسی کا کوئی عمل دوسرے کے کام نہیں آئے گا جو عمل کرے گا وہ اس کی جزا یا سزا پائے گا لاتزر وازرۃ وزر اخری " کوئی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا چوتھی چیز یہ کہ جو آزمائش اور ابتلائیں ہم سے پہلے لوگوں کو پیش آئیں ان میں ہمیں نہ ڈالنا ۔ اگر آزمائش آجائے تو مومن کا یہی کام ہے کہ ثابت قدمی دکھائے لیکن اللہ تعالیٰ سے دعا یہی کرنی چاہیے کہ وہ اسے آزمائش میں نہ ڈالے ۔

(۳) یاایها الذین امنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجهروله بالقول کجهر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون ۔ ان الذین یغضون اصواتهم عند رسول اللہ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبهم للتقوی لهم مغفرۃ واجر عظیم ۔

ترجمہ ۔ اے ایمان والو ، اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے بلند نہ کیا کرو اور ان سے کھل کر نہ بولا کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کھل کر بولا کرتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو بے شک جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دبی آواز سے بولتے ہیں ان کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے ادب کے لئے جانچ لیا ہے اور ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے ۔

فائدہ : شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں ۔ چار چیزیں اعظم شعائر اللہ سے ہیں ۔ قرآن ۔ پیغمبر ۔ کعبہ ۔ نماز انکی تعظیم وہی کرے گا جس کا دل تقویٰ سے مالا مال ہوگا ۔ ان آیات میں مسلمانوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کے آداب سکھائے گئے ہیں اگر آپ سے خطاب کرو تو نرم آواز کے ساتھ اور نہایت تعظیم و احترام کے ساتھ جس طرح آپس میں شوخی سے گفتگو کرتے ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ طریقہ اختیار کرنا خلاف ادب ہے اگر حضورؐ کو ایسی گستاخی سے ایذا پہنچی تو تمہارے تمام اعمال برباد ہو جائیں گے ۔ آپ کی وفات کے بعد حضورؐ کی قبر مبارک پر حاضر ہو وتو وہاں بھی ان آداب کو ملحوظ رکھو ۔ اس طرح آپ کے بعد علماء اور اولوالامر کے ساتھ درجہ بدرجہ اسی ادب سے پیش آنا چاہیے اس آیت کے نزول کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ آپؐ سے اس طرح بولتے جیسے سر گوشی کر رہے ہیں حضرت عمرؓ اتنے آہستہ بولتے کہ بعض دفعہ دوبارہ پوچھنا پڑتا گو آپؐ کے بعد علماء اور اولوالامر کے ساتھ سوا سوء ادب کا وبال اس درجہ کا نہ ہوگا

- ...ن اسلام میں حسب مراتب بجالانا ضروری ہے -

(۴) والمومنون والمومنات بعضهم اولياء بعض - يامرون بالمعروف وينهون عن المنكر - ويقيمون الصلوة ويوتون الزكوة ويطيعون الله ورسوله اولئك سيرحمهم الله ان الله عزيز حكيم -

ترجمہ: مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرتے ہیں ان لوگوں پر ضرور اللہ تعالیٰ رحمت کرے گا بے شک اللہ سب پر غالب اور حکمت والا ہے -

فائدہ: یہاں حقیقی ایماندار معاشرہ کے عادات - اخلاق اور اطوار کو بیان لیا گیا ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے ہمدرد دوست ہوتے ہیں ان کے ہاں نیک باتوں کی تعلیم دینا اور برے کاموں سے ایک دوسرے کو روکنا فرض کی حیثیت رکھتا ہے خدا کی یاد ان کے لئے غذا کی طرح زندگی کی ناگزیر ضروریات میں شامل ہوتی ہے وہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت معاشرے کے لئے رحمت ایزدی کا سبب جانتے ہیں اور ادائے زکوٰۃ کو اپنے مفلوک الحال بھائیوں کی اخلاقی ہمدردی کے لئے ضروری سمجھتے ہیں -

شخصی احکام

(۵)ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتائی ذی القربی وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون - واوفو بعھد اللہ اذا عاھدتم ولاتنقضوا الایمان بعد توکیدھا وقد جعلتم اللہ علیکم کفیلا ان اللہ یعلم ما تفعلون -

ترجمہ = اللہ تعالیٰ عدل اور احسان اور اہل قرابت کو دینے کا حکم فرماتے ہیں - اور بدی اور بے حیائی اور ظلم سے منع کرتے ہیں اور اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت قبول کرو اللہ کے عہد کو پورا کرو جبکہ تم نے اس سے کوئی عہد کیا ہو - اور اپنی قسمیں پختہ کرنے کے بعد مت توڑو جبکہ تم اللہ کو اپنے اوپر گواہ بنا چکے ہو - بے شک اللہ تمہارے سب افعال سے با خبر ہے -

فائدہ : ان دو آیتوں میں تمام عمدہ اور اعلیٰ اخلاق کا حکم ہے اور کمینہ اخلاق و اعمال سے منع کیا گیا ہے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں خدا تعالیٰ نے ہر ایک خیر و شر کے بیان کو اس آیت میں اکٹھا کردیا ہے پہلی چیز یہ کہ لوگوں میں فرق مراتب کے اعتبار سے حقوق میں توازن تناسب قائم ہو - دوسری چیز احسان ہے جس میں فیاضانہ معاملہ اور روا داری کی تلقین ہے عدل اگر معاشرے کی اساس ہے تو احسان اس کا جمال اور کمال ہے - تیسری چیز اس آیت میں صلہ رحمی ہے جو خاص طور پر رشتہ داروں میں احسان کا برتاؤ کرنا ہے اور ان کا مرتبہ اجانب سے مقدم ہے - ان تین بھلایوں کے مقابلہ میں تین برایوں سے منع کیا گیا ہے -" فحشاء" تمام بے ہودہ اور شرمناک افعال ' منکر ' وہ برائی جیسے لوگ بالعموم برا جانتے ہیں " بغی " اپنی حد سے تجاوز کرنا اور دوسروں کے حقوق پر دست درازی کرنا ' اگلی آیت میں تین قسم کے معاہدوں کی اہمیت کو بیان فرمایا گیا ہے جس کا مسلم قوم کے عروج و ترقی اور مستقبل کی کامیابی پر بے انتھاء اثر پڑنے والا تھا ایک وہ عہد جو انسان نے خدا تعالیٰ کے ساتھ باندھا ہے دوسرا وہ عہد جو اللہ کا نام لئے بغیر کیا گیا ہو ان میں درجہ بدرجہ ہر ایک کی پابندی ضروری ہے تاکہ مسلمان معاشرہ کا اعتماد دنیا میں پیدا ہو -

(۶) ولا تتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضکم علی بعض - للرجال نصیب مما اکتسبوا
- و للنساء نصیب مما اکتسبن واسئلوا اللہ من فضلہ ان اللہ کان بکل شی علیما -

ترجمہ = تم کسی ایسے امر کی تمنا نہ کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر فضیلت بخشی ہے - جو کچھ مردوں نے کمایا اس کے مطابق ان کا حصہ ہے - اور جو کچھ عورتوں نے کمایا اس کے مطابق ان کا حصہ ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کی دعا مانگتے رہو بے شک اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے -

فائدہ: اللہ کے ہاں نہ عورت ہونا حقارت کا موجب ہے - نہ مرد ہونا شرف کا باعث ہے شرف کا دارومدار عمل پر ہے - اگر فضل کی طلب ہے تو عمل سے حاصل کرنا چاہیئے نہ کہ حسد اور بے جا تمنی سے - انسان کی ذہنیت ہے کہ جب کسی کو اپنے سے بڑھا ہوا دیکھتا ہے تو بے چین ہو جاتا ہے - اور حسد - اشک - بغض - عداوت - اور کینہ کے جذبات پیدا ہونے لگتے ہیں جو معاشرہ میں فتنہ و فساد اور کشاکش کا موجب بن کر اجتماعی نظم کو تہہ و بالا کر دیتے ہیں اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اسی ذہنیت سے بچنے کی ہدایت فرمائی ہے - البتہ اللہ سے فضل کی دعا کرو وہ جس فضل کو اپنے علم و حکمت سے تمہارے لئے مناسب سمجھے گا عطا کرے گا -

(۷) ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا وقال اننی من المسلمین -
ولاتستوی الحسنۃ ولاالسیئۃ - ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ
ولی حمیم - وما یلقھا الاالذین صبروا ومایلقھا الا ذوحظ عظیم - واما ینزغنک من
الشیطن نزغ فاستعذ بااللہ انہ ھو السمیع العلیم -

ترجمہ = اور اس سے بہتر کس شخص کی بات ہو سکتی ہے جو خدا کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں - نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی - جواب ایسا دو جو بہتر ہو پھر دیکھنا وہ شخص جو تمہارا دشمن تھا ایسا ہو جائے گا جیسا کوئی دلی دوست ہوتا ہے - اور یہ بات متحمل مزاج لوگوں کو ہی نصیب ہوتی ہے اور بڑے خوش نصیبوں کو ، اور اگر کبھی آپ کو شیطان کی طرف سے وئی وسوسہ آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگو بلاشبہ وہ خوب جاننے والا اور خوب

سننے والا ہے ۔

فائدہ : اچھے مسلمان کی تین صفات ہیں (۱) دعوت الی اللہ دینا (۲) خود عمل پیرا ہونا (۳) اور مسلمان ہونے کو فخر سمجھنا یعنی متکبروں کی طرح مسلمانی کو عار نہ سمجھے اور ایک دوسری حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ بدی اور نیکی ایک جیسی نہیں بلکہ ہر ایک کا اثر جدا ہے بدی کے بدلے بدی کرنے سے تو عداوت اور بڑھتی ہے اور بدی کے بدلے نیکی کرنے سے عداوت گھٹتی ہے اور بالآخر بالکل عداوت جاتی رہتی ہے لیکن ایسا کرنا بڑا متحمل مزاج اور نہایت خوش قسمت لوگوں کو میسر آتا ہے ہر کس و ناکس کو نہیں ۔

(۸) یاایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا - یصلح لکم اعمالکم ویغفرلکم ذنوبکم ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزا عظیما -

ترجمہ = اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور بات سیدھی کہو - وہ تمہارے سب کام سنوار دے گا اور تمہارے گناہ معاف کردے گا اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ بڑی کامیابی پائے گا ۔

فائدہ : خوف خدا اور راست بازی کی بات ایک ایماندار کے حقیقی اوصاف ہیں جن پر ساری زندگی کی اصلاح کا دار و مدار ہے ان سے مقبول اعمال کی توفیق ملتی ہے گناہ معاف ہوتے ہیں اس میں اللہ اور رسولؐ کی اطاعت مضمر ہے جس سے فلاح دارین حاصل ہوتی ہے ۔

(۹) قل تعالوا اتل ماحرم ربکم علیکم الا تشرکوا بہ شیئا و بالوالدین احسانا - ولاتقتلوا اولادکم من املاق - نحن نرزقکم وایاھم ولاتقربوا الفواحش ماظہر منہا ومابطن ولاتقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق - ذالکم وصاکم بہ لعلکم تعقلون -

ترجمہ = اے نبیؐ ! کہو کہ آؤ میں تمہیں سناؤں تمہارے رب نے تم پر جو حرام کیا ہے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو - اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو - اور مفلسی کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل مت کرو - ہم تم کو بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی اور بے حیائی کی باتوں کے قریب بھی نہ جاؤ خواہ وہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ - اور کسی جان کو جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے قتل نہ کرو مگر حق

کے ساتھ ' ان باتوں کی اس نے تمہیں ہدایت کی ہے تاکہ تم سمجھو -
فائدہ : قرآن مجید میں کئی مقام پر توحید کے بعد ماں باپ سے حسن سلوک کا حکم آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حقوق العباد میں سب سے مقدم ماں باپ کا حق ہے دوسرے یہ کہ عرب مفلسی کی وجہ سے بعض اوقات اولاد کو قتل کر دیتے ہیں کہ اپنے لئے کھانے کو نہیں اولاد کو کہاں سے کھلائیں گے ' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تم کو بھی اور تمہاری اولاد کو بھی رزق دینے والا خدا ہے لیکن انسان اس غلط فہمی میں رہتا ہے کہ رزق میری محنت سے ہے یہ خدا پر توکل اٹھ جانے کا نتیجہ ہے جو ایمان کے منافی ہے تیسری چیز جس سے اس آیت میں منع کیا گیا ہے - فواحش " شرمناک " برائیاں " زنا " جھوٹ " ہر ننگی وغیرہ فرمایا ان کے قریب بھی نہ جاؤ مطلب یہ کہ زنا کی طرح نظر بد سے بھی اجتناب ضروری ہے - سورۃ انعام پ ۸ - ۱۵۱)

(۱۰) ولاتقربوا الزنی انہ کان فاحشۃ وساء سبیلا - ولاتقتلوا النفس التی حرم اللہ الابالحق - ومن قتل مظلوما فقد جعلنا لولیہ سلطنا فلایسرف فی القتل انہ کان منصورا -

ترجمہ = اور زنا کے قریب بھی نہ بھٹکو وہ بہت برا فعل ہے اور بری راہ ہے - اور اس جان کو قتل نہ کرو جس کو اللہ نے حرام کردیا ہے مگر حق کے ساتھ اور جو ظلم سے مارا گیا ہو اس کے وارث کو ہم نے قصاص کے مطالبے کا حق دیا ہے پس اسے چاہئے کہ قتل میں حد سے نہ گزرے اس کی مدد کی گئی ہے - زنا کرنا تو بہت بڑی بات ہے اس کے قریب بھی مت جاؤ - یعنی مبادیات زنا سے بچو مثلا اجنبی عورت کو بلاعذر شرعی دیکھنا اور آزادانہ خلط ملط کرنا اور بوس و کنار وغیرہ کیونکہ زنا سے انساب میں گڑبڑ ہوتی ہے اور لڑائیاں جھگڑے پیدا ہوتے ہیں علاوہ ازیں ایک شخص کسی دوسرے کی عورت پر نظر کرے گا اور کوئی دوسرا اس کی عورت پر اس سے معاشرہ میں بہت بڑا فساد رونما ہو سکتا ہے - سورۃ بنی اسرائیل پ ۱۵ - ۳۲ - ۳۳)

(۱۱) ولاتقعدوا بکل صراط توعدون فتصدون عن سبیل اللہ من امن بہ فتبغونھا عوجا

واذکروا اذکنتم قلیلا فکثرکم وانظروا کیف کان عاقبۃ المفسدین ۔
اورتم سڑکوں پر اس غرض سے نہ بیٹھا کرو کہ اللہ پر ایمان لانے والوں کو دھمکیاں دو اور خدا کی راہ سے روکنے لگو، اور سیدھی راہ کو ٹیڑھا کرنے کے درپے ہو جاؤ ۔ وہ زمانہ یاد کرو جب تم تھوڑے تھے پھر اللہ نے تم کو زیادہ کردیا ۔ اور دیکھو فساد کرنے والوں کا کیا انجام ہوا ہے ۔ بندوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے کا ایک یہ طریقہ تھا کہ مسافروں کو ڈرا دھمکا کر ان کو لوٹ لیتے تھے یہ راہزنی کا طریقہ کسی ملک و قوم کی انتہائی بد نظمی اور عوام کے اندر خوف و ہراس اور غیر مطمئن زندگی کا ذلیل ترین نمونہ ہے جس ملک کے تاجر ناپ تول میں بد دیانتی اور ملاوٹ شدہ اشیاء فروخت کرتے ہیں اور اس کے دوسرے افراد چوری اور ڈاکے سے سرمایہ داروں کو لوٹتے ہیں ۔ قوم شعیب اسی بحران میں مبتلا تھی اور اس کے علاوہ حق پرستوں اور خدا ترس لوگوں کے لئے یہ معاشرہ مصیبت اور وبال جان ہوتا ہے کمزوروں کے لئے عزت و مال کی حفاظت نا ممکن ہو جاتی ہے چنانچہ اسی صورت حال کے انسداد کے لئے ان مفسدین کے برے انجام سے ڈرایا جا رہا ہے ۔

(۴۲)والذین لایشھدون الزور واذا مروا باللغو مروا کراما ۔ ترجمہ = اور اللہ کے خاص بندے وہ ہیں جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور (بھولے بھٹکے) سے کہیں بے ہودہ مشغلوں کے پاس سے ان کا گزر ہوتا ہے تو سنجیدگی سے گزر جاتے ہیں ۔

فائدہ : یعنی نہ وہ جھوٹی گواہی دیتے ہیں اور نہ بے ہودہ باتوں (جیسے لہو و لعب اور خلاف شرع) میں شامل ہوتے ہیں ۔ اور اگر اتفاقا لہو و لعب کے پاس سے گزر ہو جائے تو سنجیدگی اور شرافت سے گزر جاتے ہیں یعنی اس کے پاس ٹھہرتے بھی نہیں اور نہ گنہگاروں کی تحقیر اور اپنا تکبر ظاہر کرتے ہیں (سورۃ الفرقان پ ۱۹ ۔ ۷۲)

(۴۳) وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ھونا واذا خاطبھم الجاھلون قالو سلما ۔ اور رحمن کے (خاص) بندے وہ ہیں جو زمین پر دبے پاؤں (عاجزی سے) چلتے ہیں اور جب ان سے جاہل لوگ (جہالت کی) باتیں کرتے ہیں تو وہ سلامتی کی بات کہتے ہیں مطلب یہ کہ ان کے مزاج میں تواضع ہے ان کے تمام امور سے

عاجزی انکساری اور متانت اور خاکساری ٹپکتی ہے اور اسی کا اثر ان کے چلنے میں ظاہر ہوتا ہے خاص چال کی ہیئت بیان کرنا مقصود نہیں اور نہ ہی یہ مطلب ہے کہ ریا اور تصنع سے بیماروں کی طرح قدم اٹھاتے ہیں اور دوسروں کے ساتھ ان کا طرز یہ ہے کہ بے ادب اور جاہل لوگوں کی بات کا جواب عفو اور درگزر سے دیتے ہیں جب کوئی جہالت کی بات کرے تو ایسوں سے منہ نہیں لگتے اور جب تک مصروف گفتگو ہوں سلامتی کی بات کرتے ہیں - سورۃ الفرقان پ ۱۹ - ٦۳)

(۴۱) ولاتقف مالیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفئواد کل اولٰئک کان عنہ مسئولا - ولاتمش فی الارض مرحا انک لن تخرق الارض ولن تبلغ الجبال طولا کل ذٰلک کان سیئہ عند ربک مکروھا -

ترجمہ = کسی ایسی چیز کے پیچھے نہ لگو جس کا تمہیں علم نہ ہو - بے شک کان ' آنکھ اور دل ' ان سب کی ہر شخص سے باز پرس میں ہوگی اور زمین پر اکڑ کر نہ چلو تم نہ زمین کو پھاڑ سکتے ہو - اور نہ پہاڑوں کی بلندی کو پہنچ سکتے ہو تیرے رب کو یہ سب برے کام ناپسند ہیں -

فائدہ : علم کے ذرائع تین ہیں - کان - آنکھ - اور دل - انسان کو چاہئے جو قدم بھی اٹھائے وہ ان تینوں سے استفادہ کرنے کے بعد اٹھائے - بلا تحقیق وہم و گمان کی پیروی نہ کرے اس سے کئی خرابیاں پیدا ہونے کا اندیشہ ہے یہی طریقہ ' قانون ' سیاست ' علوم و فنون اور ہر شعبہ حیات میں نیز انفرادی و اجتماعی زندگی میں اختیار کرنا چاہئے - قیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ جو ذارئع علم ہم نے تمہیں عطا کئے تھے ان سے کہاں تک کام لیا- اگلی آیت میں فرمایا کہ جبار اور متکبر قسم کے لوگوں کی روش سے بچو تمہاری ہر بات میں انکساری ' تواضع ہونی چاہئے - یہ اسلامی تہذیب کا خصوصی امتیاز ہے کہ اس کے حاکموں - گورنروں - سالاروں - اور دیگر اعلی افسروں نیز عوام میں فقیری اور درویشی کی شان پائی جاتی ہے سورۃ بنی اسرائیل پ ۱۵ - ۳٦ - ۳۷ - ۳۸ -)

عائلی احکام

الزانیہ والزانی فاجلدوا کل واحد منہما مائۃ جلدۃ ولاتاخذکم بہما رافۃ فی دین اللہ ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاخر ولیشہد عذابہما طائفۃ من المؤمنین - ترجمہ = زانیہ عورت اور زانی مرد ہر ایک کو دونوں میں سے سو سو درے مارو اگر تم اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اللہ کا حکم نافذ کرنے میں تمہیں ان پر ترس نہ آئے اور ان کی سزا کے وقت کچھ ایماندار لوگ موجود ہونے چاہئیں -

فائدہ : اسلامی معاشرہ کو بدکاری اختلاط نسب اور فتنہ و فساد سے محفوظ رکھنے کے لئے زنا کی سنگین سزا مقرر فرمائی ہے کیونکہ اس فعل سے مذکورہ بالا مفاسد معاشرہ کو تہہ و بالا اور درہم برہم کر دیتے ہیں یہاں اس زانی اور زانیہ کی سزا کا ذکر ہے جو آزاد عاقل - بالغ اور غیر شادی شدہ ہوں اور جو آزاد نہ ہو اس کی سزا پچاس درے ہے اس کا حکم پانچویں پارہ کے اول رکوع میں بیان ہوا ہے اور جو عاقل بالغ آزاد شادی شدہ ہو اس کی سزا رجم " سنگسار " ہے جیسا کہ سورۃ مائدہ میں تورات کے حوالہ سے فرمایا " وکیف یحکمونک وعندہم التوراۃ فیہا حکم اللہ " چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین اسی کے مطابق فیصلے کرتے رہے بعد کی اسلامی حکومتیں بھی یہی سزا جاری کرتی رہیں - (۲) والذین یرمون المحصنت ثم لم یاتو باربعۃ شہداء فاجلدوہم ثمانین جلدۃ ولاتقبلوا لہم شہادۃ ابدا واولئک ہم الفسقون - الا الذین تابوا من بعد ذالک واصلحوا فان اللہ غفور رحیم - ترجمہ = اور جو لوگ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگائیں - پھر چار گواہ نہ لائیں تو ان کو اسی ۸۰ درے مارو - اور ان کی کوئی گواہی کبھی نہ مانو وہی لوگ نافرمان ہیں مگر جنہوں نے توبہ کرلی اور سنور گئے تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے -

فائدہ : یہ حکم مسلمانوں کی آبرو اور عزت کی حفاظت کے لئے ہے جس طرح ایک مسلمان کی جان اور مال کی حفاظت اسلام نے کی ہے اسی طرح عزت کی بھی حفاظت کی ہے کہ کوئی شخص لوگوں کی عزت سے نہ کھیل سکے - اور اس میں انسانی جان کی حفاظت مقصود ہے کہ کسی کی تہمت پر چار عینی گواہ ہوں تو تب حد جاری ہوگی اور اگر گواہ نہ ہو تو پردہ دری کرنے والوں کی اسی ۸۰ درے سزا ہے

لیکن توبہ کے بعد خدا کے ہاں مغفرت ہوجائے گی - اگر مقذوف سے بھی معاف کروالے تو آخرت کی سزا سے نجات مل جائے گی -

(۳) ان الذین یرمون المحصنت الغفلت المومنات لعنوا فی الدنیا والاخرۃ ولھم عذاب عظیم - یوم تشھد علیھم السنتھم وایدیھم وارجلھم بما کانوا یعملون -

ترجمہ = بے شک جو لوگ ایماندار بے خبر پاکدامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے جس دن ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور پاؤں ان کے عملوں پر ان کے خلاف گواہی دیں گے -

فائدہ : یعنی پاکدامن اور بے خبر عورتوں پر تہمت لگانا - مہلکات میں سے ہے اس کی شرعی حد کے علاوہ بذات خود یہ فعل ملعون لوگوں کا ہے اور ایسا کرنے والوں کے لئے بڑا عذاب ہے اگر تہمت لگانے والا دنیا میں اسے چار گواہوں سے ثابت نہ کر سکا تو خود اس کے ہاتھ اور پاؤں جن کی تعداد بھی چار ہے قیامت کے دن اس کے خلاف گواہی دیں گے - اور پانچوی زبان بھی جس سے الزام اور تہمتیں لگاتے تھے -

(۴) ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جھنم خالدا فیھا وغضب اللہ علیہ ولعنہ و اعد لہ عذابا عظیما -

ترجمہ = اور جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی سزاء جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور اس کے لئے بڑا عذاب تیار کیا ہے -

فائدہ : اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو قصدا قتل کرے گا تو اس کی سزا آخرت میں جہنم ہے اور لعنت اور عذاب عظیم ہے دنیوی سزا کا ذکر تو سورۃ بقر میں فرمایا لیکن ایسے قتل کا پھر بھی احتمال تھا کہ خفیہ قتل کرکے یا جھوٹے گواہوں یا رشوت دیکر یا ایسی جگہ پر قتل ہو جہاں وہ اکیلا جنگل میں ہے کوئی اسے پکڑنے والا نہیں دنیوی سزا سے بچ جائے تو اس کے لئے فرمایا کہ اگر دنیا کی سزا سے بچ گیا تو آخرت کی سزا جہنم - لعنت - اور عذاب سے نہ بچ سکے گا -

(۵)قل اللمئومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک ازکی لھم ان اللہ خبیر بمایصنعون - وقل اللمئومنات یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن ولایبدین زینتھن الا ماظھر منھا ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن ولایبدین زینتھن الالبعولتھن او بائھن او اباء بعولتھن او ابنائھن او ابناء بعولتھن او اخوانھن او بنی اخوانھن او بنی اخواتھن او نسائھن او ماملکت ایمانھن اوالتابعین غیر اولی الاربہ من الرجال او الطفل الذین لم یظھروا علی عورت النساء ولایضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن فتوبوا الی اللہ جمیعا ایھا المومنون لعلکم تفلحون -

ترجمہ = آپ مومنین ایمانداروں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں - یہ زیادہ پاکیزہ عمل ہے بے شک اللہ خوب جانتا ہے اس کو جو کچھ لوگ کرتے ہیں - اور ایماندار عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو خواہ مخواہ کھلا رہتا ہے اور اپنے ڈوپٹے سینوں پر ڈالے رکھا کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ ہونے دیں سوائے اپنے خاوندوں کے یا اپنے باپ یا اپنے شوہر کے باپ کے یا بیٹوں یا اپنے شوہر کے بیٹوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنی عورتوں کے یا اپنی لونڈیوں کے یا خدمت گاروں کے جو کچھ غرض نہیں رکھتے یا ان لڑکوں کے جنھوں نے ابھی عورتوں کے بھید کو نہیں پہچانا- اور اپنی مخفی زیور ظاہر کرنے کے لئے اپنے پاؤں زور سے نہ رکھیں اور اے ایمان والو سب اللہ کے سامنے توبہ کرو تاکہ فلاح پاؤ -

فائدہ : بد نظری عموما زنا کی پہلی سیڑھی ہے اس سے بڑے بڑے فواحش کا دروازہ کھلتا ہے تو اس کریم نے زنا کو بند کرنے کے لئے سب سے پہلے اسی سوراخ کو بند کیا اور مسلمان مردوں اور عورتوں کو حکم دیا کہ بد نظری سے بچیں اور شہوات کو قابو میں رکھیں لیکن اچانک بلا ارادہ نظر پڑ جائے تو کوئی گناہ نہیں حضورؐ نے فرمایا لک الاولی ولیس لک الاخری دوسری سیڑھی زنا کی بے حجابی ہے عورتوں کو حکم دیا کہ غیر محرموں کے سامنے اپنی زینت کا اظہار نہ کریں اور اپنے سر اور سینہ پر ڈوپٹہ اور چادریں ڈال کر باہر نکلیں اور زینت و زیبائش کے نمود کے لئے پاؤں بھی

دبا کر نہ رکھیں سوائے اپنے محرموں کے لیکن محارم میں بھی فرق مراتب کو ملحوظ رکھیں مثلاً جو زینت خاوند کے سامنے ظاہر کر سکتی ہے وہ دوسرے محرم کے سامنے نہیں کر سکتیں لیکن یہاں صرف یہ بتلایا گیا ہے جس قدر اہتمام اجنبیوں سے تھا اتنا محارم سے نہیں یہ مطلب نہیں کہ ہر ایک عضو کو ان میں سے ہر ایک کے آگے کھول سکتی ہیں یہ ظاہر احکام ہیں - اس کے علاوہ آنکھ کی چوری - دلوں کے کھوٹ اور زینت کی برائی کے متعلق فرمایا - کہ اس کا حال اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے جس کے حضور پیش ہو کر حساب دینا ہے -

(۶) یایها الذین امنوا لاتدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اهلها ذالکم خیر لکم لعلکم تذکرون - فان لم تجدوا فیها احدا فلاتدخلوها حتی یؤذن لکم وان قیل لکم ارجعوا فارجعوا هو ازکی لکم واللہ بما تعملون علیم - لیس علیکم جناح ان تدخلوا بیوتا غیر مسکونة فیها متاع لکم واللہ یعلم ماتبدون وما تکتمون - سورۃ النور پ ۱۸ - ۲۷ - ۲۸ - ۲۹ -)

ترجمہ = اے ایمان والو ! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں نہ جایا کرو جب تک اجازت حاصل نہ کرو - اور ان میں رہنے والوں کو سلام کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو پھر اگر اس میں کسی کو نہ پاؤ تو جب تک اجازت نہ ملے تو اس میں داخل نہ ہو - اگر تمہیں کہا جائے لوٹ جاؤ تو واپس ہو جایا کرو یہی تمہارے لئے بہتر ہے - اور اللہ کو تمہارے سب اعمال کی خبر ہے اور تمہیں ایسے مکانات میں جانے سے کوئی گناہ نہیں جن میں کوئی رہتا نہ ہو اور وہاں تمہارا کوئی سامان ہو (اور جو پوشیدہ کرتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو - اللہ سب جانتا ہے) استیذان کا مسئلہ زنانہ اور مردانہ سب گھروں کے لئے ہے - بے پوچھے جانے میں ناجائز موقع پر نظر پڑجانے کا احتمال ہے - یا گھر والوں کی ایسی حالت پر مطلع ہونے کا اندیشہ ہے جو ان کو ناگوار ہے حضور صلعم نے ایک صحابی سے فرمایا تو اپنی ماں کو ننگا دیکھنا پسند کرتا ہے عرض کی نہیں یارسول اللہ - تو آپ نے فرمایا ' پھر اجازت لیکر گھر میں داخل ہوا کر -

(۷) یایها الذین امنوا لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم والذین لم یبلغوا الحلم منکم ثلث

مرت من قبل صلوٰۃ الفجر وحین تضعون ثیابکم من الظہیرۃ ومن بعد صلوٰۃ العشاء ثلث عورت لکم لیس علیکم ولا علیہم جناح بعدھن طوافون علیکم بعضکم علی بعض کذٰلک یبین اللہ لکم الایت واللہ علیم حکیم - واذا بلغ الاطفال منکم الحلم فلیستاذنوا کما استاذن الذین من قبلہم کذالک یبین اللہ لکم ایتہ واللہ علیم حکیم -

ترجمہ = اے ایمان والو! تمہارے غلاموں اور نا بالغ بچوں کو تین وقتوں میں اجازت لیکر گھر آنا چاہیئے صبح کی نماز سے پہلے اور جب دوپہر کو کپڑے اتار دیا کرتے ہو - اور عشاء کی نماز کے بعد یہ تین وقت تمہارے پردہ کے ہیں ان کے علاوہ نہ تم پر کوئی الزام ہے اور نہ ان پر وہ جو تمہارے پاس آتے جاتے رہتے ہیں کوئی کسی کے پاس اور کوئی کسی کے پاس اسی طرح اللہ تعالیٰ تم پر اپنے احکام کھول کر بیان کرتا ہے اور وہ جاننے والا ہے اور حکمت والا ہے -

فائدہ : ان تین وقتوں میں عموماً زائد کپڑے اتار دیئے جاتے ہیں اور بیوی کے ساتھ مخالطت بھی بیشتران ہی اوقات میں ہوتی ہے اس لئے ان اوقات میں لونڈی اور نا بالغ لڑکوں کو بھی اجازت لیکر آنا چاہیئے اور ان کے علاوہ اجازت کی ضرورت نہیں - اور جب لڑکا بالغ ہو جائے تو اس کا حکم بھی دوسرے مردوں جیسا ہے جب والدہ کے گھر میں بھی بلا اجازت داخل ہونا ممنوع ٹھرا تو دیگر اقرباء و احباب کے گھر جانا تو بدرجہ اولیٰ ممنوع ہوگا اور بلا اذن داخل ہونے میں اور بھی بے شمار معاشرتی مفاسد کا احتمال ہے لیکن بعض لوگ اجازت حاصل کرنے کو توہین سمجھتے ہیں - حالانکہ حکم یہاں تک ہے کہ اگر گھر والے کہیں کہ واپس ہو جاؤ تو بخوشی واپس ہو جانا چاہیئے اور ملول نہ ہونا چاہیئے افسوس کہ آج غیر مسلم اقوام اس پر عمل پیرا ہیں اور وہ اس سے منتفع ہو رہی ہیں لیکن مسلمانوں نے اسے ترک کیا ہوا ہے حضور صلعم نے فرمایا ہے استیذان یہ ہے کہ تین بار دروازے پر سلام کہے اگر جواب ملے تو اندر جائے اگر جواب نہ آئے تو واپس چلا جائے -

(۸) واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولاتفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذکنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا وکنتم علی شفاحفرۃ من النار فانقذکم منھا کذالک یبین اللہ لکم ایتہ لعلکم تہتدون - ترجمہ = سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑلو

اور آپس میں نا اتفاقی نہ کرو اور اللہ کے احسان کو یاد کرو جو اس نے تم پر کیا جبکہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اس نے تمہارے دل جوڑ دیئے اور اس کے فضل سے تم بھائی بھائی بن گئے تم لوگ دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر تھے۔ اللہ نے تم کو اس سے بچا لیا اس طرح اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو اپنے احکام بیان کرکے بتاتے ہیں تاکہ تم لوگ ہدایت پر رہو۔

فائدہ: اللہ کی رسی سے اس کا دین مراد ہے جس نے ایک طرف ایمان والوں کا تعلق خدا سے جوڑ دیا اور دوسری طرف ایمان لانے والوں کو ایک دوسرے سے ملاکر ایک جماعت میں منسلک کردیا۔ اور آگ کے گڑھے کا مطلب یہ ہے کہ کفر اور شرک سے دوزخ کے کنارے پہنچ چکے تھے۔ اور قبائل کی باہمی عداوت اور شب و روز کے کشت و خون کی بدولت پوری عرب قوم نیست و نابود ہونے کو تھی اس تباہی کے غار سے جس چیز نے بچایا وہ یہی نعمت اسلام ہے جس نے تم کو بھائی بھائی بنادیا اور صدیوں کی پرانی دشمنیوں سے نکال کر تمہیں اتفاق و اتحاد کی دولت سے مالا مال کردیا یہ چیزیں تمہاری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں کہ اسلام سے تمہیں کیا ملا اور قبل اسلام تمہیں کن حالات سے سابقہ تھا۔

(۹) وقل عبادی یقولوا التی ھی احسن ان الشیطن ینزغ بینھم ان الشیطان کان للانسان عدوا مبینا۔ ترجمہ = اے پیغمبر میرے بندوں سے کہہ دو ، ایسی بات کیا کریں جو بہترین ہو شیطان لوگوں میں فساد ڈالوانے کی کوشش کرتا ہے واقعی شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

فائدہ: مخالفین کی جہالت اور طعن و تمسخر کے مقابلہ میں تنگ دلی اور سخت مزاجی پر نہ اتر آیئے اور جب مخالف صریح حق کو نہ مانے تو جھنجلا نے کی ضرورت نہیں اور بے ہودگی کا جواب بے ہودگی سے نہ دینا چاہئے بلکہ ٹھنڈے دل سے عمدہ گفتگو اور بر حق بات کہو اور اگر غصے کی آگ اپنے اندر بھڑکتی محسوس کرو تو سمجھ لو یہ شیطان کا کام ہے شیطان چاہتا ہے کہ وہ تمہیں حق کے راستہ سے ہٹا کر لڑائی جھگڑوں میں الجھائی رکھے۔ سو اس سے خبردار رہو۔

(۱۱) فبما رحمہ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک

فاعف عنھم واستغفرلھم وشاورھم فی الامر فاذاعزمت فتوکل علی اللہ ان اللہ یحب المتوکلین - اے پیغمبر - یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ آپ ان لوگوں کے لئے نرم مزاج ہیں اور اگر خدا نخواستہ آپ تندخو اور سخت مزاج ہوتے تو آپ کے پاس سے یہ لوگ دور بھاگ جاتے نہ ان کے قصور معاف کردو ' اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرو اور ان سے خاص خاص کاموں کا مشورہ لیتے رہا کرو پھر جب آپ پکا ارادہ کرلیں تو اللہ پر بھروسہ کرو بے شک اللہ کو وہ لوگ پسند ہیں جو اس کے بھروسے سے کرتے ہیں -

فائدہ : جنگ احد میں مسلمان تیر اندازوں سے زبر دست کوتا ہی ہوئی تھی شاید آپ کا دل خفا ہوا ہوگا اور چاہا ہوگا کہ آئندہ ان سے مشورہ کرکے کام نہ کیا جائے تو اللہ تعالی نے فرمایا کہ آپ تو اللہ کے فضل سے بڑے نرم مزاج ہیں اگر خدا نخواستہ آپ سنگدل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے گرد کب جمع ہوسکتے تھے سب طعن و تشنیع کے خوف سے دور بھاگ جاتے آپ ان کو معاف کردیجئے اور ان کی دلجوئی کے لئے اللہ تعالی سے بھی ان کے لئے معافی طلب کیجئے - اور آئندہ بدستور ان سے مشورہ لیا کرو اور جب ایک بات طے ہوجائے - اور پختہ ارادہ کر لیا جائے - تو خدا پر توکل کرکے وہ کام کرلیجئے خدا متوکلین کو پسند کرتا ہے اس آیت میں وہ تمام اوصاف بیان کردیئے گئے ہیں جو ایک راہ نما کو اپنے متبعین کے ساتھ اختیار کرنے چاہیئں - سورۃ ال عمران پ ۴ - ۱۵۹)

(۴) والذین یرمون ازواجھم ولم یکن لھم شھداء الاانفسھم فشھادۃ احدھم اربع شھادت باللہ انہ لمن الصدقین - والخامسہ ان لعنت اللہ علیہ ان کان من الکذبین - ویدرو عنھا العذاب ان تشھد اربع شھادت باللہ انہ لمن الکذبین - والخامسہ ان غضب اللہ علیھا ان کان من الصدقین - ترجمہ = اور جو لوگ اپنی بیویوں پر عیب لگائیں اور سوائے ان کی اپنی جان کے ان کے پاس گواہ نہ ہوں تو ایسے شخص کی گواہی کی چار یہ صورت ہے کہ چار بار اللہ کی قسم کھاکر گواہی دے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ کی لعنت ہو - اور عورت سے یہ سزا اس طرح ٹل جائے گی کہ وہ اللہ کی قسم کھا کر چار دفعہ گواہی دے کہ وہ شخص جھوٹ

بولتا ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ اگر وہ شخص سچا ہے تو اس عورت پر خدا کا غضب ہو۔

فائدہ: اپنی بیوی کے علاوہ کسی عورت کو تہمت لگائے اور چار گواہ نہ لاسکے تو حد قذف واجب ہے جس کا حکم دوسری آیت میں ہے اور اگر اپنی بیوی کو تہمت لگائے تو اول چار گواہ لائے اگر گواہ گواہی دے دیں تو عورت پر حد زنا جاری ہوگی اور اگر گواہ نہ لاسکے تو مذکورہ صورت میں فیصلہ ہوگا جس کو لعان کہا جاتا ہے خاوند کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ سہولت اس لئے رکھی ہے اگر ایسا معاملہ دیکھے تو دو ہی صورتیں ہیں یا تو حد قذف سے چپ رہے اور ساری عمر خون کے گھونٹ پیتا رہے یا بولے اور گواہ نہ لاسکے تو حد قذف اسی ۸۰ درے کھائے اس لے خاوند کے لئے اس قانون کی ضرورت تھی کیونکہ ممکن ہے وہ سچا ہو بخلاف غیر شوہر کے وہ اظہار میں مضطر نہیں اسلئے اس کے متعلق قانون کی ضرورت نہیں اور قسموں کا سلسلہ دونوں طرف اسلئے مقرر فرمایا کہ اگر محض خاوند کے قسم کھانے پر زنا کا ثبوت ہو جایا کرتا تو عورت کے لئے سخت مصیبت تھی اور اسی طرح عورت کی قسموں کی صورت میں یہ اللہ کی رحمت و فضل اور حکمت کا اثر ہے کہ سب کا لحاظ رکھا ہے۔

(۱۳) ان اللہ یامرکم ان تئودوا الامانا ت الی اھلھا واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ان اللہ نعما یعظکم بہ ان اللہ کان سمیعا بصیرا - ترجمہ = بے شک اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کو امانتیں پہنچا دو - اور جب لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ کرو اللہ تم کو اچھی نصیحت کرتا ہے بے شک اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

فائدہ: ادائے امانت کا ایک یہ مطلب ہے کہ اگر کوئی تمہارے پاس کوئی چیز امانت کے طور پر رکھے تو اس پر مستقل قبضہ جما کر ہضم نہ کر جاؤ - بلکہ ان کے مالکوں کو ادا کرو ' دوسرا مطلب یہ ہے کہ ذمہ داری کے منصب اور مذہبی پیشوائی ایسے لوگوں کے حوالے نہ کرو جو نا اہل ' کم ظرف ' بد اخلاق ہوں ایسے لوگوں کی قیادت پوری قوم کو لے ڈوبے گی اور ایک یہ کہ اپنی مصلحتوں کی خاطر انصاف کے

گلے پر چھری نہ پھیرو خواہ کسی سے دوستی ہو یا دشمنی ہر حالت میں بات انصاف کی کرو اور فیصلہ جب کرو عدل کے ساتھ کرو۔

(۱۴) انما جزاؤ الذین یحاربون اللہ ورسولہ و یسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا اویصلبوا او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض ذالک لھم خزی فی الدنیا ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم ۔ ترجمہ = جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں ان کی یہی سزا ہے کہ قتل کئے جائیں یاسولی دیئے جائیں یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف جانب سے کاٹ دیئے جائیں یا جلاوطن کردیئے جائیں یہ رسوائی تو ان کے لئے دنیا میں ہے اور آخرت میں ان کو بہت بڑا عذاب ہوگا۔

فائدہ : بدامنی کی تمام صورتیں رہزنی ، ڈکیٹی ، قتل و غارت ، فتنہ و فساد ، تمام چیزیں فساد فی الارض میں شامل ہیں ان سے معاشرہ خوف و ہراس اور مضطرب رہتا ہے اور بے چین رہتا ہے اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے اسلام نے سنگین سزائیں مقرر فرمائی ہیں یہ تحفظ جان اور مال کی اہمیت کے لئے نہایت ضروری ہے کہ ایسے بدمعاشوں اور غنڈہ گردی کرنے والوں کو سنگین اور عبرتناک سزائیں دی جائیں ۔ ڈاکوؤں کی چار حالتیں ہونگی ۔ یا قتل کیا ، یا قتل کیا مال بھی لیا ، یا مال لیا قتل نہیں کیا، یا نہ مال چھین سکے نہ قتل تک نوبت پہنچی اور فرار ہوگئے ۔ تو اسی ترتیب سے سزائیں بھی مقرر کی گئی ہیں ۔

(۱۵) یاایھا الناس انا خلقنکم من ذکر وانثی وجعلنکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقکم ان اللہ علیم خبیر۔ ترجمہ = اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف ذاتیں اور مختلف قبیلے بنایا تاکہ ایک دوسرے کی شناخت کر سکو ۔ لیکن اللہ کے نزدیک تم سب سے بڑا شریف وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو اور اللہ جاننے والا خبردار ہے ۔

فائدہ : ایک مرد اور ایک عورت سے مراد آدم اور حوا ہیں ۔ ذاتیں اور قبیلے پہچان کے لئے ہیں تفاخر کے لئے نہیں اس لئے ذات اور قبیلہ وجہ شرف نہیں وجہ شرف پرہیزگاری اور خدا ترسی ہے اس کا حال اللہ کو معلوم ہے کہ کس دل

میں تقویٰ ہے اور کس کے دل میں نہیں - شعب خاندان کی جڑ کو کہتے ہیں اور قبیلہ اس کی شاخ کو مثلاً قریش ایک شعب ہے اور بنو عدی - بنوہاشم - بنومخزوم - قبائل ہیں - سورۃ حجرات پ ۲۶ - ۱۳)

معاملاتی احکام

(۱) بسم اللہ الرحمن الرحیم - ویل للمطففین - الذین اذاکتالوا علی الناس یستوفون - واذا کالوھم اوزنوھم یخسرون - الا یظن اولئک انھم مبعوثون - لیوم عظیم - یوم یقوم الناس لرب العالمین - ترجمہ = شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے - ہلاکت ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے - کہ لوگوں سے لیتے وقت توناپ پورا بھر کر لیں - اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا کر دیں - کیا ان لوگوں کو یقین نہیں ہے کہ ایک بڑے سخت دن میں زندہ کرکے اٹھائے جائیں گے - جس دن تمام لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے -

فائدہ : تطفیف- ناپ تول میں کمی کرنا ایک ذلیل حرکت اور حرام کھانے کا ذریعہ ہے - لیکن اس کی قباحت اس وقت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے جب لینے کے وقت تو پورا لینا چاہے اور دینے کے وقت کم دے یہ کمینگی کی انتہا ہے کہ وہ لینے کے وقت محسوس بھی کرتا ہے کہ اپنے حق سے کم لینا کتنا ناگوار گزرتا ہے لیکن پھر بھی دینے کے وقت دوسروں کا حق کھانے میں شرم نہیں محسوس کرتا ایسے شخص کے متعلق فرمایا کہ اگر ایسا خیال ہوتا کہ مرنے کے بعد پھر اٹھنا ہے اور خدا کے سامنے تمام حقوق و فرائض کا حساب دینا ہے تو ہرگز ایسی حرکت نہ کرتا اس سے معلوم ہوا کہ ایسے شخص کو حساب و کتاب کے دن کا بھی یقین نہیں ہے -

(۲) واوفوا الکیل اذاکلتم وزنو بالقسطاس المستقیم - ذالک خیر واحسن تاویلا - ترجمہ = جب ماپ کرو تو ماپ پورا بھر کر دو اور تولو تو ٹھیک ترازو سے تولو - یہ بہتر ہے اور بلحاظ انجام بھی یہی اچھا ہے -

فائدہ: اشیاء کا تبادلہ معاملات کی جان ہے اور منصفانہ طریقہ ماپ اور تول کے پیمانے ہیں ۔ ان میں کمی کرنے سے معاملات کا نظام مختل ہو جاتا ہے اسلام نے اس کو بڑی اہمیت دی ہے اور اسے افراد کے باہمی معاملات تک محدود نہیں رہنے دیا بلکہ اسلامی حکومت کے قیام کے بعد یہ بات حکومت کے فرائض میں داخل ہوگئی کہ منڈیوں اور بازاروں میں ان پیمانوں کی نگرانی کرے ۔ قوم شعیب کی ہلاکت کا بہت بڑا سبب یہی ماپ تول میں کمی کرنا تھا اسکی اصلاح سے باہمی اعتماد پیدا ہوتا ہے اور انجام کار تجارت کے فروغ اور خوشحالی کا موجب ہوتا ہے اور آخرت میں حقوق العباد میں خیانت کے عذاب سے نجات حاصل ہوتی ہے جو ایک مومن کے لئے اصلی مطلوب ہے (بنی اسرائیل پ ۱۵)

(۳)والی مدین اخاھم شعیبا قال یقوم اعبدوا اللہ مالکم من الہ غیرہ قد جائتکم بینہ من ربکم فاوفوا الکیل والمیزان ولاتبخسوا الناس اشیائھم ولاتفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا ذالکم خیر لکم ان کنتم مومنین ۔ ترجمہ = اور ہم نے مدین والوں کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا انہوں نے کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے واضح دلیل آگئی ہے لہٰذا ناپ اور تول پورا کیا کرو اور لوگوں کا ان کی چیزوں میں نقصان نہ کیا کرو اور زمین میں فسادات مت پھیلاؤ جبکہ اس کی اصلاح ہو چکی ہے اس میں تمہاری بھلائی ہے اگر تم ایمان دار ہو۔

فائدہ: حضرت شعیب اہل مدین اور اصحاب ایکہ دونوں کی طرف مبعوث کئے گئے تھے اور دونوں میں توحید کے علاوہ خاص معاشرتی معاملات کی اصلاح اور حقوق العباد کی نگہداشت پر زور دیا ۔ اور ناپ تول میں کمی کو فساد فی الارض قرار دیا اس سے دکاندار اور گاہک کا اعتماد مجروح ہوتا ہے اور تجارت کو نقصان پہنچتا ہے اور خاص طور پر لوگوں کو ان کی اشیاء گھٹا کردینے سے منع کیا ۔ ناپ تول کے علاوہ ملاوٹ کرنے سے بھی چیز کم ہو جاتی ہے ۔ مثلاً گاہک نے ایک سیر دودھ کے پیسے دئے لیکن دکاندار نے جو دودھ دیا اس میں تین پاؤ دودھ اور باقی پانی تھا تو اس سے بھی حضرت شعیب نے منع کا یہ بھی گاہک سے دھوکا ہے بندوں کے حقوق کی

رعایت اور باہمی معاملات کی درستی خدا کے نزدیک اس قدر اہم چیز ہے کہ اسے ایک جلیل القدر پیغمبر کا وظیفہ قرار دیا اور جس کی مخالفت پر ایک قوم کو تباہ کردیا (سورۃ اعراف پ ۸ - ۸۵)

(۴) ولاتقربوا مال الیتیم الا بالتی ھی احسن حتی یبلغ اشدہ واوفوا الکیل والمیزان بالقسط لاتکلف نفسا الا وسعھا واذا قلتم فاعدلوا ولوکان ذاقربی وبعھد اللہ اوفوا ذالکم وصکم بہ لعلکم تذکرون - ترجمہ = اور یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو مستحسن ہو ' یہاں تک کہ وہ اپنے بلوغ کو پہنچ جائے اور ناپ اور تول میں پورا پورا انصاف کرو ہم کسی شخص کو اس کے امکان سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور جب بات کرو تو انصاف سے کرو - خواہ وہ شخص قرابت دار ہی ہو - اور اللہ سے جو عہد کیا کرو اسکو پورا کیا کرو ان باتوں کا اللہ تعالی نے تمہیں تاکیدا حکم دیا ہے تاکہ تم یاد رکھو -

فائدہ : لاوارث یتیم کے مال کی حفاظت کے احکام قرآن نے بار بار بیان کئے ہیں یہاں پھر بھی بیان فرمایا کہ یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ - سو اس طریقہ سے جو بے غرض نیک نیتی اور یتیم کی خیر خواہی پر مبنی ہو - اور خدا اور مخلوق کی طرف سے اس کو عیب نہ سمجھا جاتا ہو - اور ناپ تول میں پورا حق ادا کرنا بھی قرار دیا گیا لیکن اگر انسان ایمانداری سے ادائیگی حقوق کی پوری کوشش کرے اس کے بعد اگر کوئی کمی رہ گئی جس کا اسے علم نہ ہوسکا تو وہ اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہوگیا بھول چوک یا نا دانستہ کمی بیشی ہو جانے پراس سے باز پرس نہ ہوگی - اللہ کے عہد سے مراد جو انسان خدا سے کرے یا خدا کا نام لیکر بندوں سے کرے سب کو پورا کرنا واجب ہے اور بات انصاف کی کرے چاہے اس کا نقصان کسی قریبی رشتہ دار کو ہی کیوں نہ ہو یہی بے لاگ انصاف ہے اور اللہ نے اس کا تاکیدی حکم فرمایا ہے (سورۃ انعام پ ۸ - ۱۵۱)

(۵) یایھا الذین امنوا لاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم ولاتقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما - ومن یفعل ذالک عدوانا وظلما فسوف نصلیہ نارا وکان ذالک علی اللہ یسیرا - ترجمہ = اے ایمان والو ! آپس میں ایک

دوسرے کے مال باطل طریقوں سے نہ کھاؤ لین دین آپس کی رضامندی سے ہونا چاہئے اور اپنی جانوں کو قتل نہ کرو بے شک اللہ تم پر مہربان ہے اور جو شخص تعدی اور ظلم سے ایسا کرے گا تو اس کو ہم ضرور آگ میں ڈالیں گے یہ اللہ تعالی کے لئے کوئی مشکل نہیں۔

فائدہ : باطل طریقوں سے مراد وہ تمام طریقے ہیں جو شرعا یا اخلاقا نا جائز ہوں "تجارۃ عن تراض" سے مراد تجارت و صنعت و حرفت وغیرہ ہیں جو کس کی رضامندی سے ہوتے ہیں جس میں ناجائز دباؤ اور دغا فریب کو دخل نہیں ہوتا لیکن سود اور جوا میں اس علی الترتیب - یہ دونوں چیزیں پائی جاتی ہیں - ولاتقتلوا انفسکم " سے مراد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دوسروں کا مال ناجائز طور پر کھانا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے اور اس سے نظام تمدن خراب ہو جاتا ہے اور آخرت بھی خراب ہو جاتی ہے اور دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک دوسرے کو قتل نہ کرو - اور یا یہ کہ خود کشی نہ کرو - ایسا کرنے سے تمہاری اپنی بربادی ہے اس کا نقصان اللہ کو کچھ نہیں ہے وہ تو تمہاری بھلائی چاہتا ہے لیکن جو اپنی بھلائی کی راہ پر خود نہیں چلتا اللہ بھی اسے دوزخ میں جھونک دیگا۔

(٦)واتوا الیتمی اموالھم ولاتتبدلوا الخبیث بالطیب ولاتاکلوا اموالھم الی اموالکم انہ کان حوبا کبیرا - ترجمہ = یتیموں کا مال ان کو ہی واپس دو - اور تم اچھی چیز کو بری چیز سے نہ بدلو - اور ان کا مال اپنے مال میں ملا کر نہ کھا جاؤ - ایسا کرنا بہت بڑا گناہ ہے -

فائدہ : یتیم اپنی بے سروسامانی اور بے کسی کے باعث رعایت و حفاظت و شفقت کا زیادہ محتاج ہے اس وجہ سے اس کے مال کی حفاظت کے احکام کھول کر بیان فرمائے ہیں اور حکم دیا ہے کہ یتیم جب بالغ ہو جائے تو اس کا مال اس کے حوالے کردو اور زمانہ تولیت میں ان کی کسی اچھی چیز کو لیکر اس کے بدلے ردی اور گھٹیا چیز ان کے مال میں نہ رکھ دو اور اس اجازت سے کہ ولی اپنا اور یتیم کا کھانا اکٹھا پکا سکتا ہے ناجائز فائدہ نہ اٹھاؤ کہ ان کامال اپنے مال سے ملا کر کھا جاؤ - یہ ملحوظ رہے کہ یتیم کے مال کا نقصان نہ ہو (سورۃ نساء پ ۴ - ۲)

(۷)ان الذین یاکلون اموال الیتمی ظلما انما یاکلون فی بطونهم نارا وسیصلون سعیرا - ترجمہ = بے شک ' جو لوگ یتیموں کے مال بلا استحقاق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ آگ سے بھر رہے ہیں وہ عنقریب جنہم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہونگے -

فائدہ : اس آیت میں یتیم کے مال میں خیانت کرنے پر سخت وعید بیان فرمائی کہ لاوارث لوگوں کا مال کھانا اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرنا ہے اگرچہ اس کے نگران دنیا سے اٹھ گئے ہیں - اور کوئی ان کے مال کی حفاظت کرنے والا نہیں رہا - لیکن اللہ انکا خود محافظ ہے اور قیامت کے دن ان لوگوں کو جہنم کی سزا دے گا اس لئے لاوارث سمجھ کر ان کا مال ہڑپ نہ کر جاؤ -

(۸) ولاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل فتدلوابھا الی الحکام لتاکلوا فریقا من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون - ترجمہ = اور تم لوگ نہ تو آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس اس غرض کے لئے لیکر جاؤ کہ تمہیں دوسروں کے مال کا کوئی حصہ بطریق گناہ کے کھانے کا موقع مل جائے اور تم کو علم بھی ہو -

فائدہ : جب تمہیں علم ہے کہ یہ مال دوسرے شخص کا ہے تو محض اس وجہ سے کہ اس کے پاس اپنی ملکیت کا کوئی ثبوت نہیں یا تم جانتے ہو کہ کسی اینچ پیچ سے تم قبضہ کر سکتے ہو - یا حاکموں کو رشوت دے کر یا اپنا اثرو رسوخ استعمال کرکے اس کا حق مار سکتے ہو - تو ان حیلوں بہانوں سے یہ چیز تمہارے لئے حلال نہیں ہو جائے گی بلکہ حاکم کا ایسا فیصلہ تمہاری حیلہ سازیوں سے دھوکہ کھا جانے کا نتیجہ ہوگا حضور صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر اس طرح اپنے کسی بھائی کے حق میں سے کوئی چیز تم نے میرے فیصلہ کے ذریعے بھی حاصل کی تو وہ دوزخ کی آگ ہوگی (سورۃ بقرہ پ ۲ - ۱)

معاشرتی احکام

(۱) وقضی ربک الاتعبدو الاایاہ وبالوالدین احسانا اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلھما فلا تقل لھما اف ولاتنھر ھما و قل لھما قولا کریما - واخفض لھما جناح الذل من الرحمہ وقل رب ارحمھما کما ربینی صغیرا - ربکم اعلم بما فی نفوسکم ان تکونوا صالحین فانہ کان للاوابین غفورا - ترجمہ = تیرے رب نے فیصلہ کر دیا کہ بجز اس کے کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو - اگر تمہارے پاس ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جاویں تو انہیں اف تک نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو اور ان سے ادب کے ساتھ بات کرو - اور انکے سامنے شفقت اور انکساری کے ساتھ جھک کر رہو - اور دعا کیا کرو اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحم فرمائے جس طرح انہوں نے رحمت و شفقت کے ساتھ مجھے بچپن میں پالا تھا تمہارا رب تمہارے مافی الضمیر کو خوب جانتا ہے اگر تم سعادت مند ہوئے تو وہ توبہ کرنے والوں کی خطا معاف کر دیتا ہے -

فائدہ : اسلامی معاشرہ میں اللہ تعالٰی کے بعد والدین کے ادب ' اطاعت اور ان کے حقوق کی نگہداشت کوایک اہم عنصر کی حیثیت سے شامل کیا گیا ہے اور اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا گیا ہے کہ معاشرے کا اجتماعی اخلاق اولاد کو والدین سے بے نیاز بنانے والا نہ ہو بلکہ ان کا خدمت گار ادب شناس اور فرمانبردار بنانے والا ہو - اور ان کے بڑھاپے میں اس طرح ان کی خدمت کرنا سکھائے جس طرح بچپن میں وہ اس کی ناز برداری کر چکے ہیں اور ان کو جھڑکنا تو درکنار بلکہ اف بھی مت کرو اور یہ سب صمیم قلب سے ہونا چاہئے (سورۃ بنی اسرائیل پ ۱۵ - ۲۳ - ۲۴ - ۲۵)

(۲) یایھا الذین امنوا اذا تناجیتم فلاتتناجوا بالاثم والعدوان ومعصیت الرسول وتناجوا بالبر والتقوی واتقوا اللہ الذی الیہ تحشرون - ترجمہ = اے ایمان والو جب تم سر گوشی کرو تو گناہ اور زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی سرگوشیاں مت کرو - اور احسان اور پرہیز گاری کی باتوں کی سرگوشیاں کرو - اور اللہ سے ڈرو جس کے پاس

تم سب جمع کئے جاؤ گے۔

فائدہ: گناہ کی باتیں اور ظلم و زیادتی کے مشورے جیسے علی الاعلان کرنا گناہ ہے ویسے ہی ان کی سرگوشیاں کرنا اور خفیہ مجلسیں جمانا بھی نا جائز ہے۔ مومنوں سے کہا گیا ہے کہ اگر کسی ضرورت کی بنا پر سرگوشی کرنا پڑے تو گناہ " زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی سرگوشیاں مت کرو۔ بری سرگوشیاں منافقین کی عادت ہے مسلمان کو نیکی تقوی اور اصلاح بین الناس کی باتیں کرنا چاہئیں (سورۃ المجادلہ پ ۲۸ ۔ ۹)

(۳) یایہا الذین امنوا اذا قیل لکم تفسحوا فی المجالس فافسحوا یفسح اللہ لکم واذا قیل انشزوا فانشزوا یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجت واللہ بما تعملون خبیر ۔ ترجمہ = اے ایمان والو! جب تمہیں کہا جاوے کہ مجلس میں کھل بیٹھو تو کھل جایا کرو اللہ تم کو کشادگی دے گا ۔ اور جب تمہیں کہا جائے اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہوا کرو اللہ تم میں سے ایمان والوں کے اور ان لوگوں کے جن کو علم عطا ہوا ہے درجے بلند کریگا اور جو کچھ کرتے ہو اللہ کو پوری خبر ہے ۔

فائدہ: اس آیت میں آداب مجلس کا ذکر ہے کہ جب کوئی آئے اور اس کو جگہ نہ ملے تو سب کو اپنی جگہ سے تھوڑا تھوڑا ہٹ جانا چاہئے تاکہ اس کے لئے جگہ نکل آئے اور حضورؐ کسی کو چلے جانے کو کہیں تو اسے اپنے دینی بھائی کی عزت کے لئے اٹھ کر بھی چلے جانا چاہئے اور غرور تکبر سے اسے برا نہ منائے اسلام ابتری اور بد نظمی نہیں سکھاتا بلکہ انتہائی نظم اور شائستگی سکھاتا ہے اب اس قسم کی انتظامی چیزیں ہیں اولوالامر اور واجب الاطاعت یا صدر مجلس کے احکام کی اطاعت کرنی چاہئے سچا ایمان اور صحیح علم انسان کو ادب و تہذیب سکھلاتا ہے اور متواضع بناتا ہے اہل علم و ایمان جس قدر علم و ایمان میں ترقی کرتے ہیں اسی قدر عاجزی کرتے اور اپنے کو ناچیز سمجھتے ہیں ۔ حضورؐ نے فرمایا ہے من تواضع للہ رفعہ اللہ جو انکساری کرتے ہیں اللہ ان کو بلند کرتا ہے ۔ یہ متکبر بے دین اور جاہل لوگوں کا شیوہ ہے کہ اتنی سی بات پر لڑ پڑتے ہیں کہ مجھے یہاں سے کیوں اٹھایا اور وہاں

کیوں بیٹھایا - یا مجلس سے کیوں اٹھادیا (سورۃ المجادلہ پ ۲۸ - ۱۱)

(۴) واتل علیھم نبا ابنی ادم بالحق اذقربا قربانا فتقبل من احدھما فلم یتقبل من الاخر قال لاقتلنک قال انما یتقبل اللہ من المتقین - لئن بسطت الی یدک لتقتلنی مااناا بباسط یدی الیک لاقتلک انی اخاف اللہ رب العالمین - انی ارید ان تبواء باثمی واثمک فتکون من اصحب النار وذالک جزاء الظلمین - فطوعت لہ نفسہ قتل اخیہ فقتلہ فاصبح من الخسرین - ترجمہ = اور ذرا ان کو آدم کے دوبیٹوں کا حال واقعی سنا دو - جب ان دونوں نے قربانی کی تو ایک کی مقبول ہوئی اور دوسرے کی مقبول نہ ہوئی اس نے کہا میں تجھ کو قتل کرونگا اس نے جواب دیا کہ اللہ متقیوں کی ہی قربانی کرتا ہے اگر تو مجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ اٹھائے گا ' تو میں تجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا میں اللہ پروردگار عالم سے ڈرتا ہوں - میں چاہتا ہوں کہ تو میرا اور اپنا دونوں کا گناہ لے جائے اور تو دوزخ والوں میں سے ہو جائے اور ظالموں کی یہی سزا ہے آخر کار اس کا نفس اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ ہوگیا اور اس کو قتل کردیا اور ان لوگوں میں شامل ہوگیا جو نقصان اٹھانے والے ہیں (سورۃ مائدہ پ ٦ - ۲۷ - ۲۸ - ۲۹ - ۳۰)

فائدہ : مفسرین کا خیال ہے کہ دنیا میں پہلا قتل ایک نکاح کے سلسلہ میں ہوا تھا حضرت آدم دستور کے مطابق جو لڑکی ہابیل کے نکاح میں دینا چاہتے تھے قابیل اس لڑکی خود خواہش مند تھا چنانچہ فیصلہ قربانی کرنے کا ہوا لیکن قابیل کی قربانی مقبول نہ ہوئی تو حسد سے آگ بگولا ہوگیا اور ہابیل کے قتل پر آمادہ ہوگیا لیکن ہابیل نے نہایت صبرو تحمل سے فرمایا کہ میں ایک مسلمان کو قتل کرکے اپنی عاقبت برباد نہیں کرونگا - یعنی تجھ سے ڈر کر نہیں بلکہ خدا سے ڈر کر یہ چاہتا ہوں کہ جہاں تک شرعاً گنجائش ہے بھائی کے خون میں اپنے ہاتھ رنگین نہ کروں - حضرت شاہ عبد القادر فرماتے ہیں اگر کوئی ناحق کسی کو مارنے لگے تو اس کو رخصت ہے کہ ظالم کو مار دیوے اگر صبر کرے تو شہادت کا درجہ ہے لیکن یہ حکم اپنے مسلمان بھائی کے مقابلہ میں ہے ورنہ جہاں انتقام و مدافعت میں شرعی مصلحت ہو وہاں ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہنا جائز نہیں مثلاً کافروں یا باغیوں سے ؟ حضورؐ نے فرمایا کسی مسلمان

سے لڑائی کرنے میں آدم کے بہترین بیٹے کی طرح روش اختیار کرو - ایوب سختیانی فرماتے ہیں امت محمدیہ میں پہلا شخص جس نے اس آیت پر عمل کر کے دکھایا حضرت عثمان ہیں جنہوں نے اپنا گلا کٹوایا - لیکن اپنی رضا سے کسی مسلمان کی انگلی نہ کٹنے دی - اس سارے واقعہ میں مسلمان قوم کیلئے آپس کے نزاعات میں ایک عظیم عبرت ہے -

(۵) وان طائفتن من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینهما فان بغت احداهما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفی الی امر الله فان فائت فاصلحوا بینهما بالعدل واقسطوا ان الله یحب المقسطین - انما المومنون اخوة فاصلحو بین اخویکم واتقوا الله لعلکم ترحمون - ترجمہ = اگر مسلمانوں میں دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کروا دو - پھر اگر ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرتا ہے تو اس گروہ سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے امر کو مان لیں - تو ان دونوں میں عدل کے ساتھ صلح کروا دو اور انصاف کرو - اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے سب مسلمان بھائی بھائی ہیں تو ان بھائیوں میں صلح کرا دیا کرو ' اور اللہ سے ڈرتے رہو - تاکہ تم پر رحم کیا جائے (سورۃ حجرات پ ۲۶ - ۹ - ۱۰)

فائدہ : یعنی معاشرتی اصلاح کے تمام سابقہ احکام کے باوجود اگر کبھی مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو سب مل ملا کر ان کی صلح کرادو - اگر اس میں کامیابی نہ ہو اور کوئی فریق دوسرے پر زیادتی ہی کرتا چلا جائے اور فہمائش کے باوجود باز نہ آئے تو پھر خاموش تماشائی بن کر نہ بیٹھو بلکہ جو ظالم ہے سب مل کر اس کے خلاف لڑائی کا اعلان کردو - یہاں تک کہ وہ مجبور ہو کر ظلم سے باز آجائے لیکن اس کے بعد جو وجہ نزاع تھی اس کا بھی انصاف کے ساتھ تصفیہ کرادو کیونکہ اگر وجہ نزاع بدستور موجود رہی تو پھر فتنہ کا احتمال ہے یہ آیت انصار کے دو گروہ اوس و خزرج کے ایک وقتی ہنگامے کے متعلق نازل ہوئی تھی حضورؐ نے اسی دستور کے مطابق ان میں صلح کرادی -

(۶) یایها الذین امنوا ان جالکم فاسق بنبئا فتبینوا ان تصیبوا قوما بجهالہ فتصبحوا علی مافعلتم نادمین - ترجمہ = اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق آدمی خبر لائے تو خوب

تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ لاعلمی سے کسی قوم کو کوئی ضرر پہنچا دو اور بعد میں تمہیں پچھتانا پڑے - (سورت حجرات پ ۲۶ - ٦)

فائدہ : اکثر نزاعات و اختلافات کی ابتداء جھوٹی خبروں سے ہوتی ہے اس لئے سب سے پہلے اسی سرچشمہ اختلاف کو بند کرنے کا حکم دیا لوگ کئی مزاج کے ہوتے ہیں اور قسم قسم کے جذبات رکھتے ہیں اگر کسی شخص نے کسی غلط فہمی سے جذبات میں آکر کوئی بات کردی تو تمہیں بلا تحقیق محض اس کے بیان پر کوئی اقدام نہ کرنا چاہئے ہو سکتا ہے کہ تم کوئی ایسا کام کر بیٹھو جس سے کسی کو نقصان پہنچتا ہو اور بعد میں تمہیں معلوم ہو کہ وہ خبر ہی جھوٹی تھی اور پھر پچھتانا پڑے اسلام نے ہر خبر کے متعلق اس احتیاط کی تلقین کی ہے چاہے وہ معاملہ دینی ہو یا دنیوی اسلئے کہ اسلام دین و دنیا کی تمیز کا قائل نہیں -

(٦) یاایها الذین امنوا لایسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منهم ولانساء من نساء عسی ان یکن خیرا منهن ولاتلمزوا انفسکم ولاتنابزو بالالقاب - بئس الاسم الفسوق بعد الایمان - ومن لم یتب فاولئک هم الظلمون - ترجمہ = اے ایمان والو ! نہ تو مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہئے ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہئے ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں - اور ایک دوسرے پر عیب نہ لگاؤ - اور نہ ایک دوسرے کو برے لقب سے پکارو - ایمان لانے کے بعد برے نام رکھنا گناہ ہے اور جو باز نہ آئے گا وہ ظالم ہے -

فائدہ : تمسخر وہ ہنسی ہے جس سے دوسرے کی تحقیر اور دل آزاری ہو اور جس سے دوسرے کا دل خوش ہو - وہ مزاح کہلاتا ہے - یعنی خوش طبعی یہ جائز ہے اور تمسخر کو اسلام نے حرام قرار دیا ہے کیونکہ ذاتی حقارت نہ مرد میں ہے نہ عورت میں ہے اگر بالفعل کسی میں ہے تو خاتمہ بالخیر کا احتمال ہے اس لئے "عسی ان یکونو خیرا منهم " فرمایا - کہ ممکن ہے کل یہ اس سے بہتر روش اختیار کرے برے لقب اور عیب لگانا بھی تمسخر کی قسم سے ہے جس میں دوسرے کی حقارت پائی جاتی ہے افسوس ہے کہ مسلمانوں میں عیب لگانا اور برے لقب سے پکارنا دونوں برائیاں پائی جاتی ہیں جس سے کبھی کبھی لڑائی جھگڑے تک نوبت پہنچ جاتی ہے -

(۸) یایها الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولاتجسسوا ولایغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ واتقواللہ ان اللہ تواب رحیم - ترجمہ = اے ایمان والو ! بہت سے گمانوں سے بچا کرو کیونکہ بعضے گمان گناہ ہوتے ہیں اور سراغ نہ لگایا کرو - اور کوئی کسی کی غیبت نہ کرے ' کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اس سے تو تم نفرت کرتے ہو - اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے -

فائدہ : غیبت ' طعن و تشنیع ' اور عیب جوئی ' اور بد گمانی ' سو باہمی اختلاف اور تفرقہ پیدا کرنے میں بطور خاص ان کا دخل ہے ایک فریق دوسرے فریق سے ایسا بد گمان ہو جاتا ہے کہ حسن ظن کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی مخالف کی کوئی بات ہو اس کا حمل اپنے خلاف نکال لیتا ہے اس کی بات میں ہزار احتمال بھلائی کے ہوں اور صرف ایک پہلو برائی کا نکلتا تو ہمیشہ اس کی طبیعت برے پہلو کی طرف چلے گی اور اسی برے اور کمزور پہلو کو قطعی اور یقینی قرار دیکر فریق مخالف پر تہمتیں اور الزام لگانا شروع کردے اور اس تجسس میں رہتا ہے کہ دوسری طرف کے اندرونی بھید معلوم کرکے خوب حاشیہ آرائی کرے اس سے جہاں تفرقہ زور پکڑتا ہے دل بھی سیاہ اور بدکار بن جاتا ہے جس سے دوسرے کی بجائے اپنا دینی اور روحانی نقصان زیادہ ہوجاتا ہے سورۃ حجرات پ ۲۶ - ۱۲) اعاذنا اللہ من ھذا الشرور -

(۹) یایها الذین امنوا کونوا قومین للہ شہداء بالقسط ولایجرمنکم شنان قوم علی الاتعدلوا اعدلو ھو اقرب للتقوی واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون - ترجمہ = اے ایمان والو ! اللہ کی خاطر راستی پر قائم رہنے والے اور انصاف کی گواہی دینے والے بنو کسی گروہ کی دشمنی تمہیں اتنا مشتعل نہ کردے کہ تم انصاف سے پھر جاؤ - عدل کرو کہ وہ تقوی سے زیادہ قریب ہے - اور اللہ سے ڈرو بلاشبہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالی اس سے پوری طرح باخبر ہے سورۃ مائدہ پ ٦ - ٧)

فائدہ : بے انصافی کی وجہ دو چیزیں ہوتی ہیں یا تو ایک فریق کی رعایت ' یا کسی فریق کی عداوت - یہاں دوسرے سبب کا ذکر ہے کہ کسی کی دشمنی کیوجہ سے حق

کہنے اور سچی گواہی دینے سے انحراف نہ کرو - یہاں یہ نہیں فرمایا کہ اگر گواہی کا موقع آئے اور تمہیں خواہ مخواہ گواہی دینی پڑے تو انصاف کی روش اختیار کرو - بلکہ یہ فرمایا ہے کہ تم انصاف کے علمبردار بنو - اور تمہاری ہر دم یہ کوشش ہونی چاہئے کہ ظلم دنیا سے مٹے اور عدل و انصاف دنیا میں قائم ہو - یہ سب کچھ کسی ذاتی مفاد کے لئے نہیں بلکہ محض خدا کے لئے ہونا چاہئے یہ طریقہ پرہیز گاری کی زندگی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے

(١٠) یایہا الذین امنوا کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ ولو علی انفسکم اوالوالدین والاقربین ان یکن غنیا او فقیرا فاللہ اولی بہما فلاتتبعوا الھوی ان تعدلوا وان تلوا اوتعرضوا فان اللہ کان بماتعملون خبیرا - ترجمہ = اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہنے والے اور اللہ کے لئے گواہی دینے والے بنو - خوہ تمہارے انصاف اور تمہاری گواہی کی زد خود تمہاری اپنی ذات پر یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں پر پڑتی ہو - وہ شخص اگر امیر ہے تو اور غریب ہے تو بھی دونوں کے ساتھ اللہ تعالی کو زیادہ تعلق ہے لہذا اپنی خواہش کی پیروی میں تم عدل سے نہ ہٹ جاؤ اگر تم نے سچ بیانی کی یا سچائی سے پہلو تہی کی تو یاد رکھو جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس چیز کی خبر ہے (سورۃ نساء پ ۵ - ١٣۵)

فائدہ : اس آیت میں بے انصافی کی اس وجہ کا ذکر ہے جو انسان ذاتی مفاد یا کسی کی رعایت کے لئے کرتا ہے اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ تم معاملات میں انصاف کی روش اختیار کرو اور گواہی کے وقت یہ خیال نہ کرو کہ اس کا نقصان تمہیں پہنچے گا - یا ماں باپ یا کسی عزیز رشتہ دار کو اور یہ خیال کرو کہ جس کے خلاف گواہی دے رہے ہو وہ امیر ہے اس سے ڈرنا چاہئے اور نہ یہ خیال کرنا چاہئے کہ غریب ہے بے چارہ ساری گواہی سے تباہ ہو جائے گا کیونکہ ان سب کے ساتھ اللہ کو تم سے زیادہ تعلق ہے اور جب اپنے قومی تعلق کے باوجود حق تعالٰی نے ان کی بھلائی اسی میں رکھی ہے کہ حق ظاہر کیا جائے - تو تم کو کیا حق ہے کہ عارضی تعلق کی بنا پر کتمان حق کی راہ اختیار کرو -

(١١) ان الذین کفروا سواء علیہم ء انذرتھم ام لم تنذرھم لایئومنون - ختم اللہ علی

قلوبهم وعلى سمعهم وعلى ابصارهم غشاوة فلهم عذاب عظیم - ترجمہ = بے شک جو لوگ کافر ہو چکے ان کے لئے یکساں ہے خواہ تم انہیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ بہر حال وہ ایمان نہیں لائیں گے اللہ نے ان کے دلوں پر اور انکے کانوں پر مہر لگادی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے -

فائدہ : پہلی آیات میں اس گروہ کا ذکر تھا جس نے سچے دل سے دین اسلام کو قبول کیا اور اس کے پیش کردہ تمام تصورات کی تصدیق کی ان دو آیتوں میں ایک دوسرے گروہ کا بیان ہے جس نے ضد - تعصب - عداوت کی بنا پر ان تمام حقیقتوں کو جھٹلایا جو حضور صلعم نے ان کے آگے پیش کیں اور آپؐ کا کلام سننا بھی گوارہ نہ کیا اور" اللہ نے مہر لگا دی " یہ مطلب نہیں کہ اس مہر لگانے سے انہوں نے ماننے سے انکار کیا بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب انہوں نے نہ ماننے کا عہد کر لیا اوراس طرح مخالف سمت میں چل پڑے اور اس طرح اندھی دشمنی کی وجہ سے ان کے کان بہرے اور آنکھیں اندھی اور دل مردہ ہونے کے بعد ایسا معلوم ہونے لگتا ہے کہ واقعی ان کے دلوں پر مہر لگی ہوئی ہے جبھی تو کوئی بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں کو دشمنی نے اندھا کردیا ہے حالانکہ اس کی آنکھیں موجود ہوتی ہیں اور کفار سے خاص ابوجہل اور ابولہب جیسی قسم کے لوگ مراد ہیں -

(۴) ومن الناس من یقول امنا باللہ .... بما کانوا یکذبون ترجمہ =ـ اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہیں اور وہ ہرگز مومن نہیں ہیں - وہ اللہ اور ایمان لانے والوں سے دغا کرتے ہیں مگر وہ اصل میں اپنے آپ کو ہی دھوکے میں ڈال رہے ہیں اور نہیں سوچتے - ان کے دلوں میں بیماری ہے جسے اللہ نے اور زیادہ بڑھا دیا - اور اس بات پر کہ جھوٹ کہتے تھے ان کیلئے دردناک عذاب ہے سورۃ بقرہ پ ا ....)

فائدہ : ان آیات میں ان لوگوں کا بیان ہے جن کو اسلام کی حقانیت کا دل سے یقین نہیں ہے جو حقیقت میں ایمان ہے بلکہ مومنوں اور کافروں کے دونوں گروہوں سے اپنے دنیوی مفاد کے تحفظ کے لئے یہ روش اختیار کر رکھی ہے کو

مومنوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں اور کفار سے ملتے ہیں تو اپنے آپ کو کافر بتلاتے ہیں وہ اس غلط فہمی میں مبتلاء ہیں کہ ان کی یہ منافقانہ روش ان کے لئے مفید ہوگی ایک منافق چند روز کے لئے تو لوگوں کو دھوکہ دے سکتا ہے مگر ہمیشہ اس کا دھوکہ نہیں چل سکتا آخر اس کی بد دیانتی ضرور ظاہر ہو جاتی ہے اور دونوں گروہوں میں ذلیل سمجھا جانے لگتا ہے اور جوں جوں اسلام کو ترقی کرتے دیکھتے ہیں ان کا بغض اور حسد اور بڑھ جاتا ہے اور ایسے لوگ بھی درحقیقت کافروں کی ہی ایک قسم ہے جن کے لئے بہت بڑا عذاب ہوگا -

(۳) والعصر ان الانسان لفی خسر ...... وتواصوا بالصبر - ترجمہ = قسم ہے زمانہ کی یقیناً انسان گھاٹے میں ہے مگر جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیئے اور ایک دوسرے کو حق کی فہمایش کرتے رہے اور صبر کی تلقین کرتے رہے سورۃ العصر پ - ۳۰)

فائدہ : قرآن کی قسمیں تعظیم کے لئے نہیں بلکہ شہادت کے لئے ہیں" عصر" زمانہ کو کہتے ہیں مطلب یہ کہ زمانہ بالفعل شاہد ہے کہ ایک لمحہ کے توقف کے بغیر تیزی سے نکلا جارہا ہے اس میں انسان کی عمر بھی داخل ہے برف بیچنے والے دکاندار کی طرح اس کی تجارت کا راس المالی یعنی " عمر عزیز " دم بدم کم ہوتا جارہا ہے یہی انسان کے لئے روز مرہ کا خسارہ ہے کہ جتنی حیات مستعار آخرت بنانے کے لئے ملی ہے اس کا وقت کم ہوتا جارہا ہے لیکن اس خسارے سے بچنے کے لئے چار باتوں کی ضرورت ہے جو انسان کو خسارے سے بچا سکتی ہیں اول یہ کہ خدا اور رسول پر ایمان لائے اور ان کی ہدایات اور وعدوں پر یقین رکھے دوسرے اس یقین کا اثر صرف دل و دماغ تک محدود نہ رہے بلکہ اعمال میں بھی ظاہر ہو - تیسرے صرف اپنی انفرادی اصلاح پر قناعت نہ کرے بلکہ قوم و ملت کے اجتماعی مفاد کو پیش نظر رکھے اور ایک دوسرے کو ملتے وقت سچے دین کی تلقین کرے اور چوتھے یہ کہ ہر ایک کو دوسرا نصیحت و وصیت کرتا رہے کہ دین کے معاملے میں اور شخصی اور قومی اصلاح کے راستے میں جس قدر سختیاں اور دشواریاں پیش آئیں یا خلاف طبع امور کا تحمل کرنا پڑے پورے صبر و تحمل سے کام لیں جو خوش

قسمت حضرات ان چار اوصاف کے جامع ہونگے ان کو نہ دنیا میں خسارہ ہے اور نہ آخرت میں - امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے سچ فرمایا ' " اگر قرآن میں سے صرف یہی ایک سورۃ نازل کردیجاتی تو عقل مند لوگوں کی ہدایت کے لئے کافی تھی

حجیت حدیث

دین کے دو بازو ہیں ۔ کتاب اور سنت ۔ آج بعض لوگ سنت پر اشتباہ کرتے ہیں ۔ ایسے لوگوں کے شکوک کی بنیاد صرف دو چیزیں ہیں ایک یہ کہ اگر دین کی بنیاد صرف قرآن نہ ہو بلکہ حدیث بھی ہو ۔ تو قرآن کامل نہ ہوا جواب یہ ہے کہ اس سے قرآن کے کامل ہونے میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا حافظ ابن عبدالبر نے حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ اور ابن مسعودؓ سے ذکر کیا ہے فرماتے ہیں ۔ قرآن "تبیانا لکل شئی" اس معنی میں ہے کہ جو قوانین تہذیب نفوس اور تہذیب بشری سے تعلق رکھتے ہیں وہ سب اسی میں موجود ہیں یعنی اپنے موضوع کے اعتبار سے اس میں سب کچھ ہے ۔ اور قرآن کامل ہے کلیات کے اعتبار سے ۔ اور کلیات دین اس میں پورے کے پورے موجود ہیں لیکن کلیات کی تشریح کی ضرورت ہوتی ہے ۔ حدیث کو چھوڑو ۔ خود قرآن کا لفظ لغت کا محتاج ہے ۔ اور اسی طرح قواعد عربیہ کی بھی احتیاج ہے ۔ لیکن یہ احتیاج قرآن کی احتیاج نہیں بلکہ ہماری اپنی احتیاج ہے ایسے ہی قرآن کی تشریحات و توضیحات میں ہم صاحب قرآن کے محتاج ہیں

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ اگر حدیث بھی قرآن کی طرح ماخذ دین ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی میں قرآن کی طرح ایک جزو حدیث بھی دے جاتے اس کا جواب یہ ہے ۔ اگر حدیث متفرق اجزاء میں ہونے کی وجہ سے حجت نہیں تو قرآن بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں متفرق اجزاء میں تھا ایک مجموعہ کی حیثیت سے نہ تھا ۔ کچھ کھجور کی چھالوں پر اور ہڈیوں ۔ چمڑوں ۔ اور کپڑوں پر لکھا ہوا تھا ۔ ایک مصحف حضرت ابوبکر نے جمع کیا ۔ لیکن حفاظ کی سینوں میں مرتب موجود تھا ۔ اسی طرح حدیث بھی صحابہ کرام کے سینوں میں اور مختلف اجزاء میں موجود تھی ۔ جیسا کہ ہم ثابت کرچکے ہیں ۔

دوسرا جواب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پانے کے وقت فرمایا ترکت فیکم امرین لن تضلوا ابدا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ وسنتی ۔ کہ میں تم میں

دو چیزوں چھوڑ کر جا رہا ہوں ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری سنت یہ اس بات کا بین ثبوت ہے ۔ کہ آپ دو چیزیں امت کو دے کر گئے تھے ۔ اور پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ بعض انبیاء کو کتاب ملی ۔ بعض پر بغیر کتاب کے نبوت کی وحی اتری ۔ اسی وحی کا نام حدیث ہے ۔ مثلاً ۔ حضرت نوح اور ھود علیہ والسلام وغیرہ لیکن اس وحی کے انکار پر قوم نوح اور قوم ہود پر عذاب آیا اسی طرح موسے علیہ اسلام کو تورات فرعون کی غرق ہونے کے بعد ملی اگر کتاب کے علاوہ پیغمبر کی وحی ماخذ دین نہیں تو فرعون نے کس کتاب کے دین ہونے کا انکار کیا تھا ۔ اور اس وحی کا کیا نام تھا ۔ جو تورات کے علاوہ موسے علیہ السلام پر اتری ۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ شریعت اور دین ایک اہم فن ہے ۔ ہر فن کی خاص اصطلاحات ہوتی ہیں اور شریعت بھی اپنی خاص اصطلاحات رکھتی ہے ان اصطلاحات کی تشریح و توضیح شارع کرتا ہے نہ کہ لغت ۔ لغت میں حج ۔ صوم ۔ صلوۃ ۔ زکوٰۃ کا جو معنی ہے شریعت میں ان کا مفہوم اس سے بالکل مختلف ہے اور اس کی تشریح حضورؐ نے اپنے عمل سے فرمائی ۔ اور قرآن پاک نے مؤمنین کو اس نمونہ عمل کے اپنانے کی تلقین فرمائی ۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ ۔ کہ تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایک بہترین نمونہ ہے ۔ اور دوسری جگہ فرمایا وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزل الیھم (سورۃ نحل آیت ۴۴) اور (اے نبی) یہ ذکر ہم نے تمہاری طرف اس لئے نازل کیا ہے کہ تم لوگوں کے لئے اس تعلیم کو واضح کرو جو ان کی طرف اتاری گئی ہے ۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی علیہ وسلم کے سپرد یہ خدمت تھی ۔ آپ قرآنی احکام وہدایات کی توضیح وتشریح فرمائیں ۔ ایک موٹی سی عقل کا آدمی بھی کم ازکم اتنی بات تو سمجھ ہی سکتا ہے ۔ کہ کسی بات کی توضیح وتشریح محض اس کتاب کے الفاظ پڑھکر سنا دینے سے نہیں ہوتی ۔ بلکہ تشریح کرنے والا اس کے الفاظ سے زائد بھی کچھ کہتا ہے ۔ تاکہ سننے والا کتاب کا مطلب پوری طرح سمجھ جائے ۔ اگر کوئی بات کس عملی مسئلہ کے متعلق ہو ۔ تو شارح عملی مظاہرہ کرکے بتاتا ہے یہی چیز حدیث اور سنت رسول

کہلاتی ہے ۔ قرآن پاک نے انبیاء سابقین مثلاً نوح اور ھود ۔ اور ان کی قوموں کے واقعات بیان کئے ہیں ۔ وہ سب ان انبیاء کی احادیث ہیں ۔ ورنہ ان انبیاء پر کوئی کتاب نازل نہیں کی گئی تھی اور ان قوموں نے ان کی کسی کتاب کا انکار نہیں کیا تھا بلکہ کتاب کے بغیر جو احکام ان کو دیئے گئے ان کا انکار کرنے پر عذاب الہٰی کا نزول ہوا تھا ۔ یہ عجیب بات ہے کہ جن انبیاء کی نبوت محدود اور غیر اکمل تھی وہ ایک خاص قوم کی طرف بھیجے گئے تھے ۔ ان کی باتیں اور احکام تو کتاب کے بغیر حجت تھے ۔ اور ان کے انکار پر خدا کا عذاب نازل ہوا ۔ لیکن جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پوری دنیا کے لئے بشیر ونذیر تھے ۔ جن کی شریعت اکمل ترین شریعت ہے جو خاتم النبیین اور رحمۃ للعالمین ہیں ان اس کی کوئی بات کتاب اللہ کے بغیر حجت نہیں موسیٰ علیہ السلام کو توراۃ فرعون کے غرق ہونے کے بعد ملی اور فرعون اس لئے کافر ہوا تھا کہ اس نے موسیٰ اور ہارون کی اس وحی کا انکار کیا تھا جو توراۃ کے علاوہ تھی ۔ لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر کتاب اللہ کے علاوہ کوئی حکم دیں تو موجب اطاعت نہیں ؟ بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فلا و ربک لایؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لایجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما ترجمہ : (اے نبیؐ) تیرے رب کی قسم وہ ہرگز مومن نہ ہونگے جب تک کہ وہ اپنے جھگڑوں میں تجھے فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں ۔ پھر جو فیصلہ تو کرے اس کی طرف سے اپنے دل میں کوئی تنگی تک محسوس نہ کریں ، بلکہ اسے بسروچشم قبول کرلیں ۔ اب فرض کرو ایک آدمی حضورؐ کے سامنے دعوے دائر کرتا ہے ۔ کہ میری زمین پر فلاں نے ناجائز قبضہ جما رکھا ہے ۔ دوسرا کہتا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ غلط کہتا ہے ۔ زمین اس کی نہیں میری ہے ۔ دونوں اپنا اپنا ثبوت پیش کرتے ہیں ۔ کیا اب خدا کا پیغمبر یہ فیصلہ کرے گا کہ اللہ کا حکم ہے کسی کا ناحق مال نہ کھاؤ ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل ۔ جاؤ اس کے مطابق خود جا کر فیصلہ کرلو بس تمہارا یہی فیصلہ ہے ۔ کم عقل سے کم عقل آدمی بھی جانتا ہے ۔ کہ یہ فیصلہ کا طریقہ نہیں ہے ۔ بلکہ آیت کے علاوہ کچھ اور

بھی فرمائیں گے کہ یہ غلط کہتا ہے اور وہ سچا ہے۔ زمین اس کو دے دو۔ اب یہ الفاظ حضورؐ کے اپنے ہیں قرآن کی آیت نہیں اب اس کو جو شخص دل اور عمل سے بخوشی قبول نہ کرے قرآن کہتا ہے۔ وہ کافر ہے۔ اس کو حدیث کہا جاتا ہے۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (اے نبیؐ) کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا اس آیت میں خود اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو پیشوا مقرر کر رہا ہے اور ان کی پیروی کا حکم دے رہا ہے، اس میں دو چیزوں کا ذکر ہے۔ اللہ کا محب بننا اور اس کا محبوب بننا یہ دونوں موقوف ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع پر اور اتباع قول وفعل کی پیروی کا نام ہے۔ اب اگر کوئی شخص حضور کے قول وفعل کی پیروی کئے بغیر خدا کا محب یا محبوب ہونے کا مدعی ہے تو وہ اس اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔ اس لئے کہ اللہ نے اپنی محبت کا معیار اپنے رسولؐ کے قول وفعل کی پیروی کو قرار دیا ہے۔ اب خود ہی فیصلہ کرلیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کے قول وفعل کو ماخذ دین قرار دیا ہے یا کہ نہیں۔

یایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر۔ اے ایمان والو۔ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانوں رسولؐ کا اور حاکموں کا جو تم میں سے ہوں۔ پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیزیں میں تو اس کو لوٹا دو اللہ اور رسولؐ کی طرف اگر ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور قیامت کے دن پر۔ اس آیت میں ایمان والوں کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اللہ اسکے رسولؐ اور مسلمان حاکموں کی اطاعت کرو۔ لیکن اگر تم میں اور اولوالامر میں باہم اختلاف ہو جائے تو اس کو اللہ اور اسکے رسولؐ کی طرف لوٹا دو۔ ظاہر ہے کہ اگر مرجع صرف اللہ ہوتا تو صراحت کے ساتھ رسولؐ کا ذکر محض بے معنی ہوتا۔ پھر اگر اللہ کی طرف رجوع کرنے سے مراد کتاب اللہ کی طرف رجوع کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہے تو رسولؐ کی طرف رجوع کرنے کا مطلب بھی اس کے سوا کچھ نہیں ہوسکتا کہ عہد رسالت میں خود حضورؐ کی طرف اور اس عہد کے

بعد سنت رسولؐ کی طرف رجوع کیا جائے۔ اس سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ رسولؐ اولوالامر میں شامل نہیں بلکہ ان سے الگ اور بالاتر ہیں۔ اور ان کا درجہ اولوالامر سے مقدم اور خدا کے بعد دوسرے نمبر پر ہے۔ اور نیز یہ کہ اولوالامر سے نزاع ہوسکتی ہے مگر رسولؐ کا حکم علی الاطلاق واجب التسلیم ہے جو شخص رسولؐ کے اس درجہ کو نہیں مانتا وہ قرآن کے حکم کا منکر ہے۔

تدوین حدیث

حفاظت حدیث کا معاملہ بعینہٖ حفاظت قرآن کی طرح رہا ہے۔ اور جن قدسی صفات ہستیوں سے اللہ تعالیٰ نے حفاظت قرآن کا کام لیا ہے۔ حفاظت حدیث کا کام بھی انہی کے ہاتھوں انجام پایا ہے۔ قرآن پہلے محفوظ فی الصدور اور مکتوب فی السطور تھا۔ لیکن یک جا نہ تھا۔ اس کے متفرق اجزاء تھے پھر عہد صدیقی اور عہد عثمانی میں یکجا کیا گیا اور پھر شکل مصحف میں جمع ہوا جیسے اب ہمارے یہاں ہے۔ بعینہٖ یہی طریقہ حدیث کا رہا صحیح مسلم میں ابوسعید خدری سے روایت ہے کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھ سے قرآن کے سوا کچھ نہ لکھا کرو۔ اور جس نے قرآن کے علاوہ کچھ لکھا ہو وہ اسے مٹا دے اور فرمایا "وحدثوا عنی ولا حرج" لیکن مجھ سے حدیث بیان کیا کرو۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور یاد رکھو جس نے مجھ پر عمداً جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے گا۔ اس حدیث میں دو حکم ہیں ایک یہ کہ قرآن کے علاوہ کچھ نہ لکھو۔ اور دوسرا یہ کہ مجھ سے حدیث بیان کرو۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ یہ حکم تو بالکل واضح ہے۔ کہ حدیث بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن کتابت حدیث سے منع فرمایا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ قرآنی مسودہ پر کتابت حدیث نہ کرو۔ حافظ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری میں یہی تشریح کی ہے۔ ارباب ہدایت سب چیزوں کو سامنے رکھ کر بات کرتے ہیں۔ اور ارباب ضلالت اپنے مطلب کی چیز لے اڑتے ہیں۔ اور باقی کو چھوڑ دیتے ہیں۔ حالانکہ اسی حدیث میں "حدثوا عنی ولا حرج" کا جملہ موجود ہے جو ثبوت

حدیث پر دلالت کرتا ہے اس کی تصدیق اس بات سے بھی ہوتی ہے۔ نمبر(۱) کہ فتح مکہ کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ایک بہت بڑا تاریخی خطبہ دیا۔ تو یمن کا ایک شخص ابو شاہ نامی نے اٹھ کر عرض کیا یا رسول اللہؐ۔ یہ خطبہ مجھے لکھ دیجئے حضورؐ نے فرمایا اکتبوالابی شاہ کہ ابو شاہ کو لکھ دو۔ نمبر(۲) امام بخاری نے بیان کیا کہ سعد بن عبادہ انصاریؓ کے پاس صحیفہ تھا جس میں حضورؐ کی احادیث لکھی ہوئی تھیں اور سعدؓ کا بیٹا اس صحیفہ سے روایت بیان کیا کرتا تھا۔ امام بخاری فرماتے ہیں یہ صحیفہ عبد اللہ بن ابی اوفی صحابی کا تھا جو اپنے ہاتھ سے حدیثیں لکھتا تھا اور لوگ اس صحیفہ سے اس کے پاس حدیثیں پڑھتے تھے نمبر(۳) اور سمرہ بن جزب صحابی نے ایک بہت بڑے نسخے میں بہت سی حدیثیں لکھ کر جمع کر رکھی تھیں۔ وہ صحیفہ سمرہؓ کے بیٹے کے پاس تھا۔ جس سے وہ حدیثیں بیان کیا کرتا تھا اس صحیفہ کے متعلق ابن سیرین تابعی نے فرمایا تھا۔ فی رسالہ سمرۃ الی نبیر علم کثیر۔ کہ سمرہ کے صحیفہ میں بہت علم ہے۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا۔ میرے پاس قرآن کے علاوہ سوائے ان لکھی ہوئی احادیث اور فہم کے جو اللہ نے مجھے دیا ہے اور کچھ نہیں ہے۔ حافظ ذہبی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ ابوبکرؓ نے پانچ سو احادیث کو جمع کیا اور لکھا۔ موسیٰ بن عقبہ کے معازی میں ہے۔ کہ ہمارے پاس کریب نے عبد اللہ بن عباسؓ کی لکھی ہوئی احادیث اتنی رکھیں جو ایک اونٹ کا بوجھ تھیں

اس فہرست میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص اور صحابہ میں معمر ترین بزرگ حضرت انسؓ بھی ہیں۔ ان کی حدیثوں کی تعداد ایک ہزار دو سو چھیاسی ہے دارمی میں ان سے منقول ہے کہ وہ اپنی اولاد سے فرمایا کرتے تھے۔ میرے بیٹو! اس علم حدیث کو قلمبند کرلیا کرو۔

مستدرک حاکم میں سعید بن ہلال کا بیان ہے۔ ہم جب حضرت انسؓ سے زیادہ احادیث کے بارہ میں پوچھ گچھ کرتے تو وہ اپنے گھر سے ایک تھیلا نکالتے اور فرماتے یہ ہیں وہ حدیثیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنیں اور ان

کو لکھا اور لکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کر چکا ہوں۔

اور داری جو حدیث کی مستند کتاب ہے اس میں ہے حضرت ابوھریرہؓ کے مشہور ترین شاگرد بشیر بن نہیک نے ایک نسخہ ان کی حدیثوں کا تیار کرکے خود ان کو پڑھ کر سنایا۔ فرماتے ہیں جو حدیثیں میں حضرت ابوھریرۃ سے سنا کرتا تھا انہیں لکھ لیا کرتا تھا۔ جب میرا ارادہ ان سے الگ ہونے کا ہوا تو ان کی حدیثوں کو میں نے ان کے سامنے پڑھ کر سنایا۔ اور آخر میں کہا کہ یہ وہ حدیثیں ہیں جو آپ سے میں نے سنی ہیں بولے۔ "ہاں"

اور اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز روایت "صحیفہ ابوھریرۃ" کی ہے جسے ان کے شاگرد ھمام بن منبہ نے روایت کیا ہے۔ اور بعد میں صحیفہ ھمام کے نام سے مشہور ہوا یہ صحیفہ ۴۰ ھ کے بعد اور ۵۷ ھ سے پہلے لکھا گیا تھا۔ جو "الصحیفہ الصحیتہ" کے نام سے مشہور ہے اس صحیفہ ھمام کا مخطوط اب بھی دمشق اور برلن کی لائبریریوں میں بلفظہ موجود ہے جو موجودہ زمانہ کے مشہور عالم ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے خود دیکھا ہے جس کی احادیث کی تعداد ایک سو اڑتیس ہے۔ اور یہی احادیث مسند احمد میں اور بہت سی بخاری میں بھی موجود ہیں جو ایک دوسرے کی تصدیق کے لئے ایک عظیم انکشاف ہے اور نمبر مشہور ترین صحیفہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لکھا گیا تھا۔ "الصحیفہ الصادقہ" تھا۔ جسے عبد اللہ بن عمرو بن عاصؓ نے جمع کیا تھا۔ اور اس میں ایک ہزار حدیث تھیں۔ الہی عبد اللہ بن عمرو کا واقعہ ہے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ کہ جو کچھ آپ سے سنوں لکھ لیا کروں۔ آپ نے فرمایا "ہاں" پھر پوچھا۔ غصے اور رضا دونوں حالتوں میں فرمایا۔ ہاں۔ میں کوئی بات دین میں ناحق نہیں کہتا ' ایک دوسری روایت میں ہے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ میری زبان سے جو نکلتا ہے حق ہوتا ہے۔ ابوھریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کے صحابہ کے پاس مجھ سے زیادہ احادیث نہیں تھیں سوائے عبد اللہ بن عمرو کے۔ اس لئے کہ وہ لکھتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا ان واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کے زمانہ میں خود حضورؐ کی اجازت سے احادیث لکھی گئی تھیں۔ نہی کا

تعلق صرف اس سے تھا کہ قرآنی مسودہ کے ساتھ خلط ملط نہ ہو جائے ۔ لیکن جن کو "لاتقربوا الصلوۃ" سے غرض ہے وہ "اقیموا الصلوۃ" کیوں پڑھیں گے اس کے بعد تابعین کا دور آتا ہے ۔ ہم دیکھتے ہیں ان کے پاس بھی لکھی ہوئی احادیث کے مجموعے موجود تھے ۔ سعید بن جبیر جو کبار تابعین سے ہیں فرماتے ہیں میں ابن عمر اور ابن عباس سے احادیث سنتا اور لکھ لیتا تھا ۔

شعبی فرماتے تھے ۔ جب تم مجھ سے کوئی چیز سنو تو لکھ لیا کرو ۔ اور جب وہ ۱۰۴ ہجری میں فوت ہوئے تو ان کے پاس ایک کتاب پائی گئی جس میں فرائض اور مباحات کی احادیث تھیں ۔ مجاہد بن جبر مکی اپنے مکان کی چھت پر بیٹھ کر اپنی کتاب سے لوگوں کو احادیث لکھاتے تھے عطاء بن ابی رباح خود بھی احادیث لکھتے اور شاگردوں کو بھی لکھنے کی اجازت فرماتے ۔ حضرت قتادہؓ لوگوں کو لکھنے کی تاکید فرماتے تھے ۔ علاوہ ازیں امام زہری خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبد العزیز کا حدیث لکھنے کا اہتمام محتاج بیان نہیں ' امام زہری کے استاد امام مالک کا موطا آج تک موجود ہے یہ کتابت کا ایسا سلسلہ تھا جس میں کسی زمانہ میں بھی کوئی خلا واقع نہیں ہوا اس لئے یہ کہنا بالکل غلط ہے ۔ کہ احادیث دوسو ۲۰۰ سال بعد میں لکھی گئیں صحابہ کرام ۔ تابعین اور تبع تابعین کے ایسے بے شمار واقعات اور بھی موجود ہیں ۔ جنہیں ہم طوالت کے خوف سے حذف کر دیتے ہیں ۔ خلاصہ یہ کہ احادیث کی کتابت کا سلسلہ ۔ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ ہی سے شروع ہو کر صحابہ کرام ۔ تابعین تبع تابعین الی از منتنا ھذا جاری وساری ہے کسی زمانہ میں خلا واقع نہیں ہوا ۔

حدیث کی تعریف

معرفة القوانين التي يعرف بها احوال المتن والسند ۔

یعنی ان قواعد کا جاننا جس سے متن اور سند کے احکام معلوم ہوسکیں ذات رسول صلی اللہ علیہ وسلم من حیث انہ رسول موضوع حدیث ہے ہم یہ جان لیں

کہ حضور صلعم کی پیروی کا طریقہ کیا ہے ۔

"بحث جرح و تعدیل"

جرح

اس مارنے کو کہتے ہیں جو چمڑے کو پھاڑ دے اور حدیث کی اصطلاح میں جرح ایسی صفت جو حدیث میں نقص کو واجب کر دے

اسباب جرح دو ہیں نمبر(۱) سوء الاعتقاد نمبر(۲) سوء العمل ۔ باقی جتنے بھی اسباب جرح ہیں وہ سب ان دو کی شاخیں ہیں ایک اعتقاد مکفر اور ایک غیر مکفر ۔ مکفر وہ عقیدہ ہے کہ ضروریات دین میں سے کسی کا انکار کرے ۔ ایمان تمام ضروریات دین کو ماننا ہے ۔ یہ (موجبہ کلیہ) ہے اور کسی ایک ضرورت دین کا نہ ماننا کفر ہے ۔ یہ (سالبہ جزیہ) جس راوی کا اعتقاد کفر کی حد تک پہنچا ہوا ہو ۔ اس کی روایت مقبول نہیں اور اگر کفر کی حد تک پہنچا ہوا ہو مگر جھوٹ کو حرام سمجھے اور اس کی روایت بدعت کے لئے موجب تقویت بھی نہ ہو ۔ تو اس کی روایت بھی مقبول ہے ۔ امام بخاری پر بعض نے الزام لگایا ہے کہ وہ شیعہ سے روایت لیتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے ۔ کہ شیعہ قدماء تھے اور ایک متاخرین ہیں ۔ قدماء تو صرف حضرت علیؓ کی فضلیت کے قائل تھے ۔ لیکن ہمارے زمانے کے متاخرین شیعہ جو تبرائی ہیں ان سے نہ پہلے کسی نے روایت لی اور نہ اب لیتے ہیں ۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ امام بخاری جیسا نقاد صدق و کذب کو پرکھ سکتا تھا ۔

سوء العمل ۔ اس میں فیصلہ وہی ہے جو عدالت کی تعریف میں کیا گیا ہے یعنی کبیرہ گناہوں اور جو کام مروہ کے خلاف ہیں ان سے اجتناب کرے

جرح کے مسئلہ میں دو مستثنیات

ایک امام نے دوسرے پر جرح کی اگر وہ دونوں معاصر بھی تھے اور ان میں منافرت بھی تھی ۔ ایسی جرح قابل اعتبار نہ ہوگی ۔ جیسے ابوسفیان ثوری اور امام ابوحنیفہ کہ دونوں ہم عصر بھی تھے ۔ اور امام ثوری کو ان سے منافرت بھی تھی ۔ تو امام ثوری کی جرح امام ابوحنیفہ کے حق میں معتبر نہ ہوگی ۔ ایسے ہی ابن ابی ذئب کی طرح امام مالک پر کہ انہوں نے امام مالک کے موطا کے مقابلہ میں موطا نامی ایک کتاب لکھی اس بنا پر امام مالک پر جرح کی ۔ یا نسائی کی جرح احمد بن صالح پر

ان دو کے علاوہ اسباب جرح

سوء اعتقاد اور سوء عمل کے علاوہ جو چیزیں سبب جرح خیال کی گئی ہیں ان میں ایک سوء حفظ ہے کیونکہ سوء حفظ کی وجہ سے خطرہ رہتا ہے ۔ کوئی لفظ رہ گیا ہو یا تبدیل ہوگیا ہو ۔ راوی غیر حافظ اور غیر ضابط ہو ۔ یہ روایت بھی مردود ہوگی یا راوی مجہول ہو ۔ یعنی جو طلب حدیث میں شہرت نہیں رکھتا ۔ اور محدثین نے اس سے حدیث نہ لی ہو تیری چیز یہ کہ راوی مستور الحال ہو ۔ عادل یا غیر عادل ہونا معلوم نہ ہو ۔ خواہ شہرت رکھتا ہو ۔ چوتھی یہ کہ راوی مضطرب ہو ۔ ایک بار حدیث کو ایک طرز پر بیان کرتا ہے دوسری مرتبہ دوسری طرز پر اس کی روایت بھی مقبول نہ ہوگی (تعدیل) کسی راوی کو عادل قرار دینا ۔ عدالت ایک وصف ہے ۔ جس کی تعریف امام غزالی نے مستصفی میں یوں کی ہے

العدالہ ' ہیئہ راسخہ فی النفس تحمل علی ملا زمہ التقوی وترک مایخل لمروة

۔ یعنی روح ایسی مضبوط قوت جو انسان کو تقویٰ پر برا نگیختہ کرے اور خلاف مروة کاموں کو چھڑا دے ۔

تقویٰ یہ ہے کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرنا اور صغائر پر اصرار سے بچنا

"مروة"

جو چیز عرف کے اعتبار سے خلاف آداب ہو اس سے پرہیز کرنا - یہ ضروری نہیں کہ وہ عمل گناہ بھی ہو ' عرف ہر ملک کا مختلف ہوتا ہے - مثلاً ایشیاء میں مجلس میں تھوکنا اور ناک جھاڑنا خلاف حیا نہیں لیکن یورپ میں اس کے برعکس ہے - یا کسی ملک میں راستہ چلتے کھانا خلاف حیا ہے - اس ملک میں یہ چیز خلاف مروۃ ہوگی - مذکررہ صفات کے اختلاف سے حدیث کی اقسام بھی مختلف ہو جاتی ہیں اس لئے قدرتی طور پر حدیث کی کئی اقسام ہو جاتی ہیں لہٰذا اب انہی کا بیان کیا جاتا ہے -

لفظ ' حدیث ' اثر ' خبر ' سنت ' کی تحقیق -

حدیث

حدیث کے لغوی معنی الحدیث الکلام قلیلہ وکثیرہ لانہ یحدث شیئا ' حدیث کے معنی کلام کے ہیں - تھوڑی ہو یا زیادہ کیونکہ وہ تازہ بتازہ پیدا ہوتی ہے - حدیث کی ضد قدیم ہے قرآن چونکہ قدیم ہے - اس لئے اس کے بالمقابل قول رسولؐ کو حدیث رسولؐ کا نام دیا گیا ہے - اس کی جمع ' احادیث ہے - آئمہ لغت متفق ہیں کہ یہ جمع قیاس کے خلاف ہے خلاف قیاس کا معنی نامعقول نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ عرب کے محاورات کے تتبع کے بعد کچھ الفاظ ایسے پائے گئے ہیں جو ضابطہ اور قانون کے مطابق ہیں ان کو موافق قیاس کہا جاتا ہے اور جو الفاظ ضابطہ اور قانون کے خلاف ہیں ان کو خلاف قیاس کہا جاتا ہے - حدیث فصیل کے وزن پر ہے قانون عرب کے مطابق فصیل کی جمع کو فعلہ ' افعال ' فعال کی وزن پر آنی چاہیئے لیکن افاعیل کے وزن پر ہے اس لئے یہ قانون کے خلاف ہے - قراء کا خیال ہے کہ احادیث - احدوثہ کی جمع ہے اور افعولہ کی جمع افاعیل آتی ہے - لیکن یہ محض تکلف ہے -

حدیث کی تعریف

علم یبحث فیہ عن اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وافعالہ وتقریداتہ
حدیث اسے کہتے ہیں جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال ' اقوال اور تقریرات سے بحث ہو ۔

خبر

موقوفات صحابہ ' موقوفات تابعین اور مرفوع احادیث سب پر خبر کا اطلاق ہوتا ہے لہٰذا خبر عام اور حدیث خاص ہے ان دونوں کے مابین عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے ہر خبر حدیث ہے ۔ لیکن ہر حدیث خبر نہیں اور جن محدثین نے دونوں کو مترادف قرار دیا ہے وہ مدلول لغوی کے اعتبار سے ہے ۔

اثر

اثر اور خبر دونوں مترادف ہیں لہٰذا اثر کا لفظ حدیث پر بھی بولا جاسکتا ہے ۔

سنت

سنت کے متعلق دو قول ہیں ۔ ایک لغوی دوسرا اصطلاحی ۔ لغوی اعتبار سے سنت اس دینی طریقہ کا نام ہے جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم زندگی بھر عمل پیرا ہوں ۔ اس اعتبار سے سنت عمل سے مختص ہے ۔ اور حدیث قول سے ۔ لیکن شرعی اصطلاح میں صحیح یہ ہے کہ یہ مترادف ہیں حدیث کے صحیح اور ضعیف ہونے کا دار و مدار راویوں کی صفات پر موقوف ہے لہٰذا ہم سب سے پہلے راویوں کی صفات کا بیان کرتے ہیں

راویوں کی صفات

ضبط 'ملازمت ' اور حفظ ' تینوں میں فرق ہے جب شاگرد استاد سے حدیث لیتا ہے اسے وقت تحمل کہتے ہیں ۔ اور جب دوسرے وقت میں دوسرے شخص کو بتاتا ہے اسے وقت ادا کہتے ہیں ۔ اگر حدیث کے الفاظ تحمل کے وقت محفوظ کرے تو راوی حافظ کہلاتا ہے اور ادا کے وقت بھی اگر محفوظ ہوں تو وہ ضابط کہلاتا ہے ۔ تیسری چیز ملازمت ہے ۔ اگر شاگرد نے زیادہ عرصہ استاد کے ساتھ گذارا ہو تو کثیر الملازمت کہلاتا ہے ۔ ایک چھوتھا لفظ اتقان بھی ہے حفظ اور ضبط کا تعلق الفاظ سے ہے اور اتقان کا تعلق معنی سے متقن راوی وہ ہے جس نے الفاظ حدیث بھی یاد رکھے اور ٹھیک ٹھیک معنی بھی یاد رکھا ۔ پانچویں چیز عدالت ہے ۔

عدالت تین اوصاف کے مجموعہ کا نام ہے کہ راوی کبائر سے اجتناب کرے اور صغائر پر اصرار نہ کرے اور خلاف مروۃ کاموں سے اجتناب کرے جیسے راستے میں پیشاب کرنا یا راستہ میں چلتے چلتے کھانا ۔

توثیق

"الجامع بين العدل والضبط "عدل وضبط کے مجموعہ کا نام ہے ۔ لفظ طبقہ تاریخ میں اس جماعت پر بولا جاتا ہے جو مشترک فی السن ہو ۔ یعنی ہم عصر لوگ ۔ اگر طبقہ کا لفظ فن رجال میں آئے تو اس جماعت کو کہتے ہیں جو اوصاف و کمالات میں برابر ہو ۔ خواہ ایک آدمی پہلی صدی کا ہو ۔ اور دوسرا دوسری صدی کا طبقات رواۃ پانچ ہیں ۔

طبقہ اول ۔ جو راوی اپنے استاد کے ساتھ کثیر الملازمت ہو اور کثیرا لضبط بھی ہو یہاں خطاء کا امکان کم ہوگا ۔

طبقہ دوم ۔ جو راوی اپنے شیوخ سے قلیل الملازمت ہو لیکن کثیرا لضبط ہو ۔

طبقہ سوم ۔ جو راوی اپنے استاد کے ساتھ کثیر الملازمت ہو لیکن قلیل الضبط ہو ۔

طبقہ چہارم ۔ جو راوی اپنے استاد سے قلیل الملازمت بھی اور قلیل الضبط بھی ہو لیکن ناقدین کی جرح سے مامون ہو ۔
طبقہ پنجم ۔ قلیل الضبط اور قلیل الملازمتہ بھی ہو لیکن ناقدین کی جرح سے مامون نہ ہو ۔

انواع کتب احادیث

نوعیت کے اعتبار سے کتب احادیث کی آٹھ اقسام ہیں الصحاح ' الجوامع ' المسانید ' المعاجم ' المستدرکات ' المستخرجات ' الاجزاء ' سنن ۔
الصحاح ۔ کتب صحاح چھ ہیں ۔ بخاری ' مسلم ' ابوداؤد ' ترمذی ' نسائی ' ابن ماجہ ۔ بعض علماء نے ابن ماجہ کی بجائے موطا امام مالک کو درج کیا ہے ۔ اور بعض نے مسند دارمی کو ۔ ان کو صحاح تغلیبی طور پر کہا جاتا ہے ۔ ورنہ سنن نسائی و ترمذی ' ابوداؤد اور ابن ماجہ مرتبہ کے اعتبار سے بخاری اور مسلم سے کم ہیں ۔
الجوامع ۔ جوامع وہ کتابیں ہیں جن میں مندرجہ ذیل آٹھ ابواب پائے جائیں باب العقائد ۔ باب الاحکام ' باب الرقاق ' بات آداب الطعام واشراب ' باب التفسیر والتاریخ والسیر ۔ باب القیام والقعود ۔ یعنی باب الشمائل ' باب الفتن ' باب المناقب والمثالب ان آٹھوں ابواب کی جامع صرف دو کتابیں ہیں ۔ جامع البخاری ' جامع الترمذی ۔
المسانید ۔ مسانید جمع ہے مسند کی ۔ مسند وہ ہیں جن میں صحابہ کی ترتیب پر احادیث بیان کی گئی ہوں ' وہ ترتیب چاہے حروف تہجی کے اعتبار سے ہو یا سابقت فی الاسلام یا نسب کے اعتبار سے ' اس میں مسند ابوداؤد طیاسی متوفی ' سن ۲۰۴ ہجری ' مسند بقی ابن مخلد المتوفی ۲۹۶ ھ مسند امام احمد ' التوفی ۲۴۱ ھ مسند داری ہیں ۔
"معاجم" جمع معجم کی ہے معجم اسے کہتے ہیں جس میں شیوخ کے اعتبار سے یا حروف معجم کے اعتبار سے احادیث بیان کی گئی ہوں وہ مندرجہ ذیل ہیں ۔

معجم الطبرانی الکبیر، والمتوسط، والصیفر۔
مستدرکات ۔ مستدرکات جمع مستدرک کی ہے مستدرک وہ ہے کہ ایک مصنف سے اپنی شروط مقررہ کے مطابق جو احادیث چھوٹ گئی ہوں ان کو ذکر کیا جائے ۔ اس میں نیساپوری کی مستدرک علی الصحیحین ہے لیکن وہ احادیث جن کو حاکم نے مستدرک میں ذکر کیا ہے کہ یہ شروط صحیحین کے مطابق تھیں لیکن ان سے رہ گئی ہیں اس میں حاکم کی رائے ٹھیک نہیں بلکہ مسلم وبخاری کی رائے ٹھیک ہے کیونکہ حاکم صحت حدیث کی شروط میں تساھل ہے ۔

السنن ۔ سنن جمع ہے سنت کی ۔ سنن وہ کتابیں ہیں جن میں احادیث کو فقہی ابواب کے طرز پر جمع کیا گیا ہو ، ابوداؤد ، ابن ماجہ ، نسائی ، ترمذی ، سنن دار قطنی ۔

اجزاء۔ اجزاء جز کی جمع ہے ۔ یہ وہ ہیں جن میں ایک مسئلہ کی احادیث جمع ہوں جیسے جزاء القراءۃ ۔ جزاء رفع یدین ۔ اس میں امام بخاری کے دو رسالے ہیں ۔

المستخرجات ۔ مستخرج اسے کہتے ہیں جس میں مصنف نے کسی کتاب کی حدیثیں اپنی طرف سے ذکر کی ہوں ۔ اور صاحب کتاب کی سند کو چھوڑ دیا ہو ۔ اور اپنی سند صاحب کتاب کے شیخ یا شیخ الشیخ سے ملا دے یہ کتابیں مستخرج ابی بکرالاسماعیل علی البخاری ۔ مستخرج ابوعوانہ علی مسلم ۔ مستخرج ابی علی الطوسی علی الترمذی ۔ مستخرج محمد بن عبد المالک بن ایمن علی ابی داؤد ہیں ۔

قبول روایت میں جس چیز کو زیادہ دخل ہے اس کے جاننے کے علاوہ ایسی چیزوں کا جاننا بھی ضروری ہے جس سے احادیث قابل قبول نہیں ہوتیں اسے جرح کہا جاتا ہے ۔ اس لئے اب ہم پہلے جرح کی وضاحت کریں گے اور پھر عدالت کی ۔

اقسام الحدیث

یہ بھی طبعی حقیقت ہے ۔ کہ جب بھی کوئی بات کرے گا یا وہ مقبول ہوگی اس کا نام صحیح ہے یا وہ مردود ہوگی اس کا نام ضعیف ہے ۔ لیکن محدثین نے ثنائی تقسیم کی بجائے ثلاثی کو ترجیح دی ہے ۔ وہ کہتے ہیں کوئی حدیث تین حالتوں سے باہر نہ ہوگی صحیح ' حسن اور ضعیف ۔ موضوع کو اقسام حدیث میں شمار نہیں کرتے چونکہ احوال رواۃ اور احوال ستون غیر محصور ہیں اس لئے ان اقسام ثلاثہ کی کئی اقسام ہو جاتی ہیں اب ہم ان اقسام کی علیحدہ علیحدہ تعریف کرتے ہیں

صحیح ۔ وہ حدیث ہے جس کا بیان کرنے والا عادل اور تام الضبط اعلیٰ درجہ کا ہو اور اتصال سند بھی ہو ۔ اس سند میں شذوز اور علت بھی نہ ہو ۔

حسن ۔ وہ حدیث ہے جس میں اتصال سند بھی ہو شذوز اور علت بھی نہ ہو عادل بھی ہو لیکن ضبط اعلیٰ درجہ کا نہ ہو ۔ اور کذب کا احتمال بھی نہ ہو ۔

ضعیف ۔ وہ حدیث ہے جس میں حسن اور صحیح کی صفات نہ پائی جائیں اور کذب کا احتمال پیدا ہو جائے ۔

موضوع ۔ وہ ہے کہ جس میں کذب قطعی پایا جائے

مندرجہ بالا تقسیم کیفیت رواۃ کے اعتبار سے ہے دوسری تقسیم کمیت رواۃ کے اعتبار سے ہے اس کی چار اقسام ہیں : متواتر ' مشہور ' عزیز ' غریب

متواتر ۔ وہ حدیث ہے ۔ جس کے سلسلہ اسناد کے اول ' اوسط ' اور آخر میں راویوں کی تعداد اتنی زیادہ ہو کہ عقل انکے جھوٹ پر اتفاق کرلینے کو محال قرار دے ۔ اور امر منقول کا تعلق حس اور مشاہدہ سے ہو ۔

مشہور ۔ وہ حدیث ہے جس میں راویوں کی تعداد تواتر کی کثرت کے برابر نہ ہو بلکہ کم ہو لیکن ہر دور میں تین افراد سے کم نہ ہوں ۔

عزیز ۔ وہ حدیث ہے جس میں راویوں کی تعداد کسی دور میں دو تک پہنچ جائے ۔

غریب ۔ وہ حدیث ہے جس میں راویوں کی تعداد کسی دور میں ایک تک پہنچ جائے ۔

" تقسیم حدیث اتصال سند یا انقطاع سند کے لحاظ سے "

مرسل ۔ وہ حدیث ہے جس میں صحابی کا ذکر نہ ہو ۔ اور تابعی کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

معلق ۔ وہ حدیث ہے جس میں انقطاع راوی فقط ابتدائے سند میں ہو ۔

معضل ۔ اگر وسط سند میں دو راوی اکٹھے حذف ہوگئے ہوں اس کو معضل کہتے ہیں ۔

مقطوع ۔ وہ حدیث ہے اگر راوی وسط سند میں اکٹھے گرے ہوئے نہ ہوں بلکہ جدا جدا ہوں اس حدیث کو منقطع بھی کہتے ہیں ۔

متصل ۔ وہ حدیث ہے جس کی سند میں کہیں بھی کوئی راوی گراہوانہ ہو ۔

تدلیس کی تین قسمیں ہیں اسنادی ۔ تسویہ ۔ وصفی

تدلیس اسنادی ۔ یہ ہے کہ راوی اور مروی عنہ کا زمانہ ایک ہے لیکن راوی بغیر سماع کے روایت کرتا ہے ۔

تدلیس تسویہ ۔ یعنی سند کو ہموار کرنا ایک محدث ثقہ استاد سے روایت کرنا چاہتا ہے اور اس کا استاد غیر ثقہ ہے تو وہ استاد الاستاد سے بیان کر دیتا ہے ۔ کیونکہ وہ ثقہ ہے تاکہ حدیث میں عیب نہ رہے ۔

تدلیس وصفی ۔ کہ راوی جس سے روایت کرتا ہے وہ کنیت سے مشہور ہے اور یہ اس کا نام ذکر کرتا ہے ۔ یا نام سے مشہور ہو اور وہ کنیت سے بیان کر دے مقصد یہ ہوتا ہے کہ راوی مجروح ہے اور اس کو بچانے کے لئے ایسا کرتا ہے ۔

معلل ۔ ایسی حدیث جو بظاہر کسی علت سے پاک ہو لیکن اس میں کسی خفیہ علت کا پتہ چل جائے ۔ جس سے اس کی صحت مخدوش ہو جائے ۔

مضطرب ۔ اگر راوی نے اسناد میں یا متن میں تقدیم و تاخیر کر دی یا کمی بیشی کر دی تو وہ مضطرب ہے ۔

مدرج ۔ وہ حدیث ہے جس میں راوی نے اپنا کلام یا کسی صحابی یا تابعی کا کلام کسی غرض کے لئے حدیث میں درج کر دیا ہو ۔

معنعن ۔ وہ حدیث ہے جو راوی مروی عنہ سے عن کے ساتھ بیان کرے

لیکن عن کے ساتھ بیان کی ہوئی روایت میں امام مسلم کے ہاں دونوں کا ہم عصر ہونا شرط ہے امام بخاری کے نزدیک ملاقات بھی شرط ہے اور بعض کے نزدیک مروی عنہ سے حدیث لینا بھی ضروری ہے

شاذ ۔ وہ ہے 'کہ ثقہ راویوں کے یا اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کے خلاف بیان کرے ۔

محفوظ ۔ وہ حدیث ہے جو شاذ کے مقابلہ میں زیادہ ثقہ راوی کی روایت ہو ۔

منکر ۔ وہ حدیث ہے جس کو ضعیف راوی اپنے سر سے زیادہ ضعیف راوی کے خلاف بیان کرے ۔

معروف ۔ وہ حدیث ہے جو منکر کے مقابلہ میں زیادہ ضعیف راوی کی روایت ہو ۔

متابع ۔ وہ حدیث ہے کہ ایک راوی کسی حدیث کو روایت کرے اور دوسرا راوی اس کے موافق حدیث بیان کرے تو یہ دوسری حدیث متابع ہوگی اور متابع میں شرط ہے کہ دونوں حدیثیں ایک ہی صحابی سے ہوں ۔

شاہد ۔ اگر دونوں حدیثیں دو صحابیوں سے روایت کی گئی ہوں تو دوسری کو شاہد کہیں گے ۔

متروک ۔ وہ حدیث ہے جس کو ایسا راوی روایت کرے جو متہم بالکذب ہو یا فاسق ہو یا روایت حدیث میں غفلت کرنے والا ہو یا کثیر الوھم ہو ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم ۔

انتخاب الاحادیث

العقائد و ثارھا

۱ ۔ عن ابی ھریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما بارزا للناس فاتاہ رجل فقال یا رسول اللہ ۔ ما الایمان قال ان تومن باللہ و ملائکتہ و کتابہ و لقائہ و رسلہ و تومن بالبعث الاخرقال یا رسول اللہ ما الاسلام قال الاسلام ان تعبداللہ فلا تشرک بہ

شیئا و تقیم الصلوۃ المکتوبہ و تودی الزکوۃ المفروضہ و تصوم رمضان قال یا رسول اللہ ما الاحسان قال ان تعبداللہ کانک تراہ فانک ان لاتراہ فانہ یراک : (مسلم : کتاب الایمان)-

ترجمہ - ابوھریرۃؓ کہتے ہیں ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے یکایک ایک آدمی آیا اس نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایمان کیا چیز ہے آپ نے فرمایا - ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر اس کے فرشتوں پر اور آخرت میں اللہ کے ملنے پر - اور اللہ کے پیغمبروں پر اور اس کی کتاب پر ایمان لاؤ اور قیامت کا یقین کرو - پھر اس نے سوال کیا - اسلام کیا چیز ہے حضورؐ نے فرمایا - اسلام یہ ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اور شرک نہ کرو ' اور فرض نماز پڑھو ' زکوٰۃ مفروضہ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو - اس نے پھر سوال کیا احسان کیا چیز ہے - آپؐ نے فرمایا کہ تم اللہ کی عبادت (اس خشوع اور خلوص سے) کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر (یہ حالت نہ ہو کہ تم اسے دیکھ رہے ہو تو یہ خیال رہے کہ وہ تمہیں دیکھتا ہے -

فائدہ - ہر ماتحت اپنے افسر کے سامنے اخلاص سے کام کرتا ہے - لیکن افسر سامنے سے ہٹ جائے تو اخلاص میں کمی آجاتی ہے - حضور و غیبوبت کا یہ فرق درحقیقت نفاق ہے شریعت چاہتی ہے کہ یہ عیب دور ہو جسکی دو تدبیریں ہیں اولا اس تصور کی پختگی کہ گویا وہ خدا اس کو دیکھتا ہے اگر یہ نہ ہو سکے تو اسی تصور کا استحضار کرے کہ خدا اس کو تو دیکھتا ہے دوسری صورت تو بہر حال یقینی ہے اور دونوں صورتوں میں اخلاص و تحسین عمل کا نتیجہ یکساں ہے -

۲ - عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ ' قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الایمان بضع و سبعون شعبہ فافضلھا قول لا الہ الا اللہ و ادنا ھا اماطہ الاذی عن الطریق والحیاء شعبہ من الایمان - متفق علیہ

ترجمہ - ادنیٰ ابوھریرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان ستر سے کچھ اوپر شاخیں رکھتا ہے - سب سے افضل اس بات کا اقرار کرنا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور سب سے کم درجہ ایمان کا کسی اذیت دینے

والی چیز کو راستہ سے ہٹا دینا ہے اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے ۔

فائدہ ۔ ایمان کی اعلیٰ اور ادنیٰ شاخوں کے بیان کے بعد درمیانی شاخوں میں سے صرف حیا کا ذکر کرنا اس کی اہمیت کی دلیل ہے اور حیا کا وصف انسانی خصوصیات میں سے ہے حیوانات میں حیا نہیں اور برائیوں سے بچنے کے لئے ایمان کے بعد سب سے زیادہ دخل حیاء کو ہے ۔

۳ ۔ عن العباس بن عبدالمطلب انہ' سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ذاق طعم الایمان من رضی باللہ ربا و بالا سلام دینا و بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم رسولا ۔ مسلم

ترجمہ ۔ عباس بن عبدالمطلب سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جس شخص نے خدا کو اپنا رب اسلام کو اپنا دین اور محمدؐ کو اپنا رسول مان لیا اس نے ایمان کا مزہ چکھ لیا

(نوٹ) ایمان کا مزہ یہ ہے کہ تمام ایمانی کاموں میں لذت محسوس ہو اور سخت سے سخت دینی کام کی تکلیف میں راحت محسوس کرے جو خدا کی خدائی اور اسلام اور رسالت محمدیؐ پر پختہ یقین کا ثمرہ ہے

۴ ۔ عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل النار احد فی قلبہ مثقال حبہ من خردل من ایمان ولا یدخل الجنہ احد فی قلبہ مثقال حبہ من خردل من کبر ۔ مسلم :

ترجمہ ۔ ان مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے قلب میں رائی کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ دوزخ میں داخل نہ ہوگا اور جس کسی کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہ جائے گا ۔

فائدہ ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تکبر ایمان کی ضد ہے کیونکہ بسا اوقات وہ آدمی کو ضروریات دین کے انکار پر آمادہ کرتا ہے ایسی صورت میں رائی کے برابر ایمان بھی باقی نہیں رہتا ۔ اور دخول جنت سے محروم ہو جاتا ہے ۔ اگر اس سے کم درجہ کا تکبر ہو تو فوری داخلہ جنت سے محروم ہو جاتا ہے وقتیکہ دوزخ میں تکبر کی سزا بھگتنے سے فراغت نہ پائے

۵ — عن انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من و ولدہ والناس اجمعین متفق علیہ

ترجمہ ۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اسے اس کے والد اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں ۔

فائدہ ۔ اس محبت سے طبعی محبت مراد نہیں جو ہر شخص کو والدین اور اولاد سے ہوتی ہے بلکہ عقلی محبت مراد ہے ۔ اور وہ مومن کو والدین کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہونی چاہئے کیونکہ والدین سبب ہیں حیات فانی کے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ذریعہ ہے حیات ابدی کا

٦ —عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یومن احدکم حتی یحب لاخیہ مایحب لنفسہ : بخاری :

ترجمہ ۔ انسؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے (روایت کرتے ہیں) کہ حضورؐ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی نہ چاہے جو وہ اپنے لئے چاہتا ہو ۔

فائدہ ۔ دائرہ ایمان میں داخل ہونے کے بعد تمام اہل ایمان کی مغفرت اور منفعت ایک ہو جاتی ہے اس لئے جو اپنے لئے چاہتے ہیں وہی سب مسلمانوں کے لئے چاہئے تاکہ ایمان کا تقاضا پورہ ہو ۔

۷ — وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلث من کن فیہ وجدبھن حلاوۃ الایمان من کان اللہ ورسولہ الیہ مما سوا ھما ومن احب عبد الا یحبہ الا للہ ومن یکرہ ان یعود فی الکفر بعد ان انقذہ منہ کما یکرہ ان یلقی فی النار ۔ متفق علیہ :

ترجمہ ۔ حضرت انسؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا تین باتیں جس کسی میں ہونگی وہ ایمان کی مٹھاس (کا مزہ) پالے گا ۔ یہ کہ اللہ اور اس کے رسولؐ اسے تمام ما سوا سے زیادہ محبوب ہوں ۔ اور جس کسی سے محبت کرے اللہ ہی کے لئے کرے اور کفر میں واپس جانے کو ایسا سمجھے جسے آگ میں ڈالے جانے کو ہر کوئی برا سمجھتا ہے

فائدہ - ایمان کی ایسی شدید محبت اور اس کی ضد (کفر) سے ایسی نفرت ایمان اور ایمانی کاموں کی لذت کا احساس پیدا کرتی ہے اور یہی حلاوت ایمانی ہے -

۸ - عن تمیم الداریؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الدین النصیحہ قلنا لمن قال للہ ولکتابہ ولرسولہ ولائمہ المسلمین وعامتھم ! مسلم :

ترجمہ - تمیم داریؓ سے (روایت ہے) کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - دین مخلص رہنے (خیر خواہی کرنے) کا نام ہے ہم نے پوچھا کس کے لئے حضورؐ نے فرمایا اللہ اور اس کی کتاب اور اس کے رسول اور ائمہ مسلمین اور عام مسلمانوں کے لئے -

فائدہ - ان پانچ چیزوں کے حقوق کا اعتقاد اور عملاً اخلاص کے ساتھ ان کو ادا کرنا نصیحت ہے جو سارے دین کا لب لباب ہے

۹ - عن النعمان بن بشیرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تری المومنین فی تراحمھم وتوادھم وتعاطفھم کمثل الجسد اذا اشتکے عضوا تداعی لہ سائر الجسد بالسھر والحمی : متفق علیہ :

ترجمہ - نعمان بن بشر کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو مومنوں کو آپس میں رحم کرنے محبت رکھنے اور مہربانی کرنے میں ایسا پائے گا جیسا کہ بدن ہے - جس بدن کا کوئی عضو دکھتا ہو تو سارے بدن کے اعضاء اس کے دکھ میں شریک ہو جاتے ہیں اور بیماری اور بخار میں سارا بدن شریک رہتا ہے -

فائدہ - دائرہ ایمان میں داخل ہونے کے بعد جسم انسانی کی طرح ایک قسم کی وحدت ملی پیدا ہو جاتی ہے جس کے بعد تمام مومنوں کے دکھ اور سکھ رنج و راحت ایک بن جاتے ہیں -

۱۰ - عن ابی ہریرہؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یلدغ المومن جحر واحد مرتین : (متفق علیہ)

ترجمہ - ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کو ایک سوراخ سے دوبار نہیں کاٹا جاتا -

فائدہ - اس حدیث میں مومن کو تدبیر اندیشی اور تجربہ زندگی سے استفادہ کی

تعلیم دی گئی ہے مومن کی صفت یہ ہے کہ وہ نہ کسی کو دھوکہ دے کہ یہ نقصان دین کی دلیل ہے اور نہ کسی سے دھوکہ کھائے کہ یہ نقصان عقل کی دلیل ہے مومن کو ان دونوں سے بری ہونا چاہیے ضروری ہے کہ اس کا دین اور عقل دونوں کامل ہوں یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ایک ہوشیار اور ایک دانش مند کی زندگی بسر کرے تاکہ اپنی حماقت یا دوسروں کی چالبازی کے باعث دھوکہ نہ کھائے

۱۱ - عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایزنی الزانی حین یزنی وهو مومن ولا یسرق السارق حین یسرق وهو مومن ولا یشرب الخمر حین یشربها وهو مومن ولا ینتهب نهبه یرفع الناس الیہ فیها ابصارهم حین ینتهبها وهو مومن ولا یغل احدکم حین یغل وهو مومن فایاکم ایاکم (متفق علیہ)

ترجمہ - ابوھریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زانی زنا کے وقت پورا مومن نہیں رہتا اور چور چوری کے وقت پورا مومن نہیں رہتا - اور شرابی شراب پینے کے وقت پورا مومن نہیں رہتا - اور (دوسروں کا مال) لوٹنے والا جب کہ اس کو لوٹتے ہوئے لوگ دیکھ رہے ہوں - پورا مومن نہیں رہتا اور تم میں سے جو شخص خیانت کرتا ہے خیانت کرتے وقت پورا مومن نہیں رہتا - بس تم ان تمام باتوں سے بچو ؟

فائدہ : زنا ' چوری ' شراب نوشی ' لوٹ ' اور خیانت صفت ایمان کے خلاف ہیں جب تک ایمان میں نقص پیدا نہ ہو مومن ان گناہوں کا ارتکاب نہیں کرسکتا بہادر بہادر ہو کر بزدلی کا کام نہیں کرسکتا - اور سخی سخی ہو کر کنجوسی کا کام نہیں کرسکتا - اس لئے ضروری ہے کہ ان جرائم کے مرتکب کو نقص ایمان کی فکر میں لگ کر اس کا تدارک کرنا چاہئے -

۱۲ - عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث من اصل الایمان الکف عمن قال لا الہ الا اللہ لا تکفرہ بذنب ولا تخرجہ من الاسلام بعمل والجهاد ماض منذ بعثنی اللہ الی ان یقاتل اخر هذہ الامة الدجال لایبطلہ جور جائر ولا عدل عادل والایمان بالاقدار (ابوداؤد)

ترجمہ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا - تین چیزیں ایمان کی جڑ ہیں (۱) جس کسی نے لا الہ الا اللہ پڑھ لیا - تو تو اس کو کسی گناہ کے سبب کافر نہ کہہ اور اسلام سے خارج نہ ٹھہرا - (۲) جہاد جب سے خدا تعالٰی نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے ہمیشہ جاری رہے گا یہاں تک کہ اس امت کا آخری گروہ دجال سے لڑے گا - نہ تو ظلم کرنے والے ظالم امیر کی وجہ سے جہاد ترک کیا جاسکتا ہے اور نہ انصاف کرنے والے منصف کی وجہ سے - (۳) تقدیر پر کامل ایمان رکھنا -

فائدہ - گناہ جو ضروریات دین سے انکار کی حد تک نہ پہونچے اس سے کسی کو کافر نہ سمجھا جائے جیسے خوارج کی رائے سے مسلمانوں کا - ظالم امیر ہو یا عادل ہر حال میں جہاد فرض ہے یہ نہیں کہ ضرور عادل امیر کے تحت فرض ہو جیسے خوارج کی رائے تقدیر پر ایمان رکھنا ہر حال میں ضروری ہے اور انکار تقدیر بدعت اعتقادی ہے جیسے قوریہ اور معتزلہ کی رائے ہے

۱۳ - عن ابی سعید الخدری قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ و ذالک اضعف الایمان - مسلم

ترجمہ - ابوسعید خدری بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے - کہ تم میں سے جو شخص خلاف شرع امر کو دیکھے تو اس کو اپنے ہاتھ سے درست کرے اور اگر اس بات کی طاقت نہ رکھتا ہو تو زبان سے ان کو منع کرے اور اگر اس بات کی بھی طاقت نہ ہو - تو دل میں اس بات کو برا سمجھے اور یہ ایمان کا سب سے کم درجہ ہے -

فائدہ - حسب مراتب تبلیغ فرض ہے حکام کے لئے بذریعہ قوت منکرات کو مٹانا - علماء کے لئے بذریعہ تقریر و زبان - اور عوام کے لئے دل میں اس منکر کو برا جاننا -

۱۴ - عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لاتدخلوا الجنۃ حتی تومنوا ولا تومنوا حتی تحابو الا ادلکم علی شیئی اذا فعلتمو تحاببتم فشوا السلام بینکم - مسلم -

ترجمہ - حضرت ابوھریرہؓ کہتے ہیں - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوسکتے جب تک ایمان نہ لاؤ اور اس وقت تک تمہارا ایمان کامل نہ ہوگا جب تک تم آپس میں محبت نہ کرو - کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتاؤں کہ جب تم اس پر عمل کرو تو تم میں محبت بڑھے وہ یہ ہے کہ آپس میں سلام کو پھیلاؤ -

• فائدہ :- شیوع سلام میں سلامتی کی دعا ہے اس لئے جس کو یہ دعا دی جائے گی - وہ اس دعا کو سن کر اپنے دل میں سلام کہنے والے کے لئے محبت پیدا کریگا اور جب دوسرے وقت میں یہ شخص سلام کہنے والے کو سلام کہے گا تو اس کے دل میں بھی محبت پیدا ہوگی کیونکہ افشاء کا معنی یہ ہے کہ ہر ایک حسب قاعدہ مقررہ دوسرے کو سلام کہے تاکہ سب میں محبت متحدہ پیدا ہو جس سے اخوۃ ایمانی اور ایمان کی تکمیل ہوگی اور ایمان ذریعہ ہے دخول جنت کا -

علم سیکھنے کے احکام

(۱) عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم وان طالب العلم یستغفرلہ کل شی حتی الحیتان فی البحر - (ابن عبد اللہ)

ترجمہ - انسؓ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور طالب علم کے لئے دنیا کی ہر چیز حتی کہ سمندر کی مچھلیاں بھی بخشش مانگتی ہیں -

فائدہ - حیات عالم کی بقاء حیات دین پر موقوف ہے اور حیات دین کا مدار تعلیم اور تعلم دین پر ہے کائنات کی ہر چیز میں حسب مراتب حیات اور شعور موجود ہے اور وہ اپنی حیات کے باقی رہنے کے لئے بقاء دین کی خواہاں ہے اس لئے طلب علم سے اس کو دلچسپی ہے جس کی وجہ سے وہ طالب علم کے لئے مغفرت طلب کرتی ہے -

(۲) عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سلک طریقا یلتمس فیہ علما سھل اللہ لہ بہ طریقا الی الجنۃ - مسلم -

ترجمہ - ابوھریرۃؓ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص علم کی تلاش میں چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے بہشت کے راستہ کو آسان کر دیتا ہے -

فائدہ - جنت کا راستہ قرآن وسنت پر عملدرآمد کا راستہ ہے اس کے علم سے عملدرآمد میں آسانی ہوگی نیز تبلیغ دین بھی علم پر موقوف ہے جو حصول جنت کا ذریعہ ہے علم دین سے مراد تفسیروحدیث وفقہ ہے اور جو علم تفسیرو حدیث میں کام آئے جیسے علم صرف ' نحو ' فصاحت ' وبلاغت سب علم دین میں شامل ہیں اگر نیت خالص ہو تو -

(۳) عن معاویۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یرداللہ بہ خیرا یفقد فی الدین وانما انا قاسم واللہ یعطینی - متفق علیہ -

ترجمہ - حضرت معاویہؓ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس کی بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے اور میں تو علم تقسیم

کرنے والا ہوں - عطا کرنے والا خدا ہی ہے -

فائدہ - اس سے معلوم ہوا کہ علم دین اللہ تعالیٰ کی نظر میں خیر عظیم ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے تقسیم ہوا - اس لئے مسلمان کو چاہیے کہ فرمودہ پیغمبرؐ کو فرمودہ خدا سمجھے -

(۴) عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلموا الفرائض والقران وعلموا الناس فانی مقبوض -

ترجمہ - ابی ھریرۃؓ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اے لوگوں سیکھو فرائض اور قرآن کو پھر سیکھاؤ ' اور لوگوں کو اس لئے کہ میں اٹھالیا جاؤں گا -

نوٹ - عام احکام مفروضہ وراثت کے احکام اور قرآن کا سیکھنا اور سکھانا ضروری ہے خصوصا جب کے صاحب شریعت دنیا سے اٹھ جانے والے ہوں اور آئندہ کے لئے دروازہ نبوت بند ہو -

(۵) عن ابی ہریرۃؓ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما اجتمع قوم فی بیت من بیوت اللہ یتلون کتاب اللہ ویتدار رسون ما بینھم الا نزلت علیھم السکینہ وغشیتھم الرحمہ وحفتھم الملائکہ وذکرھم اللہ فیمن عندہ ومن بطالہ عملہ یسرع بہ نسبہ * مسلم -

ترجمہ - ابوھریرۃؓ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جب کوئی قوم خدا کے گھر (مسجد یا مدرسہ) میں جمع ہوتی ہے اور کتاب اللہ کو پڑھتی اور پڑھاتی ہے تو اس پر خدا کی طرف سے سکینہ نازل ہوتی ہے اور رحمت اس پر چھا جاتی ہے - اور اس کو فرشتے گھیر لیتے ہیں - اور اللہ تعالیٰ اپنے مقرب فرشتے میں اس کا تذکاہ کرتا ہے - لیکن جس نے عمل میں کوتاہی کی اس کا نسب کام نہ آئے گا -

فائدہ - اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس مقام میں قرآن کی تلاوت اور درس جاری ہے وہاں کے تمام شرکاء درس وتلاوت کو اس دنیا میں چار قسم کی نعمتوں سے مالا مال کیا جاتا ہے - ایک یہ کہ انکے قلوب میں اللہ تعالیٰ ایک نور پیدا کر دیتا ہے جس کا اثر یہ ہے کہ اس کا دل دین کے حکم پر مطمئن ہوتا ہے اور اس حکم پر عمل کرنے میں اس کو چین حاصل ہوتا ہے اس کا نام سکینہ ہے دوم یہ کہ منجانب

اللہ ان پر ایک خاص رحمت کا نزول ہوتا ہے جو عام رحمتوں سے بہت بڑی اور محیط ہے اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ ان کے ہر فعل وعمل میں برکت ونفع کا ظہور ہوتا ہے - یہ کہ ملا ئکہ ان کو گھیر لیتے ہیں اور ملا ئکہ کی معیت کا یہ اثر ہوتا ہے کہ شیطانی کاموں سے ان کو نفرت اور خدا کے پسندیدہ کاموں سے ان کو الفت پیدا ہو جاتی ہے

(٦) عن جندب بن عبد اللہؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقرأوا القران ما ائتلفت قلوبکم فاذا اختلفتم فقوموا عنہ - بخاری - مسلم -

ترجمہ - جندب بن عبد اللہؓ کہتے ہیں - حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کو پڑھتے رہو جب تک تمہارے دل زبان سے موافقت کریں اور جب تمہارے دل اور زبان میں اختلاف ہو جائے تو اٹھ کھڑے ہو -

فائدہ - قرات قرآن حضور دل سے چاہئے - اور جب دل حاضر نہ ہو تو صرف زبان سے پڑھنا بے لطف ہے اور حضور دل کے بغیر تفکر و تدبر بھی ممکن نہیں اس طرح کی تلاوت سے دل پر بھی اثر نہیں ہوتا - جو اصلاح اعمال کا سبب ہے -

(٧) عن ابی واقد اللیثیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الاخبرکم عن النفر الثلاثہ اما احدھم فاوٰی الی اللہ فاٰواہ اللہ واما الاخر فاستحیا فاستحیا اللہ منہ واما الاخر فاعرض فاعرض اللہ عنہ - بخاری - مسلم -

ترجمہ - ابی واقد لیثیؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں تین شخصوں کی خبر دیتا ہوں کہ ایک نے خدا کی طرف رجوع کیا تو خدا نے اس کو جگہ دی دوسرا شرمایا تو خدا بھی اس سے شرمایا اور تیسرے نے منہ موڑا تو خدا نے بھی اس سے اعراض کیا -

فائدہ - پوری روایت یوں ہے کہ حضور وعظ فرما رہے تھے تو تین آدمی آئے ان میں سے ایک تو دیکھ کر واپس چلا گیا - اور دو آگے آئے ایک نے مجلس کے اندر جگہ خالی دیکھی وہاں بیٹھ گیا دوسرا سب کے پیچھے بیٹھ گیا اس وقت حضور نے ان کے متعلق فرمایا - یہ علم اور وعظ کی مجلس کا بیان ہے جو قریب ہو کر سنے گا اللہ تعالیٰ اس کی کوشش قبول فرمائیں گے - اور جو دور بیٹھا وہ بھی جائز ہے لیکن

ثواب میں کمتر اور جو ایسی مجلس کو دیکھ کر چلا گیا اور کچھ سننے کی کوشش نہ کی یہ گناہ ہے -

(۸) عن ابی مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نضر اللہ عبدا سمع مقالتی فحفظها ووعها وادها منب حامل فقہ غیر فقیہ و رب فقہ الی من هو افقہ منہ ثلاث لا یغل علیهن قلب مسلم اخلاص العمل للہ والنصیحہ للمسلمین ولزوم جماعتهم فان دعوتهم محیط من ورائهم - احمد - ابن ماجہ -

ترجمہ - حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس بندے کو خوش رکھے جس نے میری کوئی بات سنی پھر سمجھی اور یاد رکھی پھر اسے دوسروں تک پہنچایا - اس لئے کہ بعض عامل دین سمجھ دار نہیں ہوتے تو تبلیغ کے ذریعے یہ علم ایسے لوگوں تک پہنچتا رہے گا جو ان سے زیادہ فہم دین میں سمجھ دار ہونگے - تین باتیں ایسی ہیں جن پر قائم رہ کر مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا ایک تو یہ کہ عمل خالص طور پر خدا کے لئے کرنا دوسرے مسلمانوں کی خیر خواہی کرنا اور تیسرے مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنا - اس لئے کہ جماعت کی دعا اسے چاروں طرف سے گھیر لیتی ہے -

فائدہ - حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اخلاص اور مسلمانوں کی خیر خواہی اور مسلمانوں کی جماعت سے الگ نہ ہونا ایسے کام ہیں کہ ان پر قائم رہ کر مسلمان کا دل خیانت سے پاک ہو جاتا ہے -

(۹) عن ابی موسیٰؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أن مثل ما بعثنی اللہ بہ من الھدی والعلم کمثل غیث اصاب ارضا فکانت منها طائفہ طیبہ قبلک الماء وانبتت الکلاء والعشب الکثیر وکانت منها اجارب امسکت الماء فنفع اللہ بها الناس فشربوا منها وسقوا وزرعوا واصاب طائفہ منها اخری انما هی قیعان لاتمسک ماء ولا تنبت کلاء فذالک مثل من لم یرفع بذاک را ساولم یقبل هدی اللہ الذی ارسلت بہ - بخاری - مسلم

ترجمہ - حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو علم اور ہدایت اللہ نے مجھے دیکر بھیجا ہے اس کی مثال مینہ کی ہے جو زمین پر برسا

اس میں سے جو بہتر زمین تھی اسنے پانی کو قبول کیا اوروہاں اور بہت سا سبزہ اگا اور جو سخت تھی اس نے پانی کو سمیٹ رکھا - (جیسے تالاب اور جھیل) اور اللہ نے اس سے لوگوں کو نفع پہنچایا لوگوں نے خود پیا جانوروں کو پلایا کھیتوں میں پہنچایا - اور جو زمین دوسری تھی وہ چٹیل میدان ہے نہ پانی روکا نہ چارا اگایا - یہ اس کی مثال ہے جسنے خدا کے دین کو سمجھا اور خدا نے اس کو میری پیغمبری سے نفع دیا اس نے علم سیکھا اور دوسروں کو سکھایا - دوسری مثال اس کی جس نے خود تو کوئی فائدہ نہ اٹھایا لیکن لوگوں کو فائدہ پہنچایا - اور تیسری اس کی مثال ہے جس نے چٹیل میدان کی طرح نہ خود قبول کیا نہ دوسروں کو نفع پہنچایا -

فائدہ - اس حدیث میں علم دین اور ہدایات آسمانی کو پانی کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور قلوب کو زمین کے ساتھ زمین کی تین قسمیں ہیں - (۱) (اگانے والی زمین) (۲) دوسروں کے لئے پانی کو روکنے والی زمین (۳) وہ زمین جو پانی جذب کرکے اگانے والی ہو اور نہ ہی روکنے والی ہو - پہلی قسم منتفع اور نافع دونوں ہیں دوسروں قسم نافع غیر منتفع ہے تیسری قسم نہ نافع ہے کہ دوسروں کو نفع دے اور نہ منتفع ہے کہ خود نفع لے - جو شخص علم دین سیکھ کہ اس پر عمل کرے خود بھی سر سبز ہو اور دوسروں کو تعلیم دیکر ان کو بھی فائدہ پہونچائے ایسا شخص پہلی قسم میں داخل ہے - اور جو نہ علم دین خود حاصل کرے اور دوسروں کو سکھانے کی نوبت آئے - وہ تیسری قسم میں داخل ہے اول و سوئم قسم حدیث میں صراحۃ ذکر ہے دوسری قسم استنباطا ہے کیونکہ علم کو اگر عمل کے بغیر فرض کی جائے تو دوسری قسم ہے - پانی کے ساتھ تشبیہ کی وجہ یہ ہے کہ پانی سبب ہے حیات فانی کا اور علم دین سبب ہے حیات ابدی کا تو نفس سبب حیات ہونے میں برابر ہیں -

(۱۰) عن عبد اللہ بن عمرؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مربمجلس فی مسجدہ فقال کلا ہما علی خیر واحد ہما افضل من صاحبہ اما ہولا فیدعون اللہ - ویرغبون الیہ فان شاء اعطاہم وان شاء منعہم واما ہئو لاء فیتعلمون الفقہ اوالعلم ویعلمون الجاہل فہم افضل وانما بعثت معلما ثم جلس فیہم ' داری -

ترجمہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ

وسلم اپنی مسجد میں دو مجلسوں کے پاس سے گزرے (جو الگ الگ بیٹھی ہوئی تھیں) تو آپؐ نے فرمایا دونوں مجلسیں بھلائی پر ہیں - لیکن ایک ان میں سے دوسری سے بہتر ہے - ایک عبادت میں مصروف ہے اور خدا سے دعا کر رہی ہے اور اپنی رغبت کا اظہار کر رہی ہے - اگر اللہ چاہیے تو اس کو دے نہ چاہئے تو نہ دے لیکن دوسری جماعت فقہ اور علم سیکھ رہی ہے اور جاہلوں کو علم سکھا رہی ہے پس یہ مجلس اس سے بہتر ہے - اور میں بھی معلم بناکر بھیجا گیا ہوں (یہ کہہ کر) آپؐ بھی ان میں بیٹھ گئے

فائدہ - اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تعلیم دین تکثیر عبادت سے افضل ہے ایک اس وجہ سے کہ دینی تعلیم کا نفع متعدی ہے اور عبادت کا لازمی - دوئم اس وجہ سے کہ خود عبادت کرنا طریق عبادت کے جاننے پر موقوف ہے جو علم کے بغیر ناممکن ہے سوئم اس لئے کہ بقاء دین تعلیم دین کے بغیر ناممکن ہے -

عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مورت لیلۃ اسری بقوم تقرض شفاھھم بمقاریض من النار فقلت یاجبریل من ھولا قال ھولا خطباء امتک الذین یقولون مالا یفعلون - ترمذی

انسؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معراج کی رات میرا گذر ایسے لوگوں پر ہوا جن کی لبیں اور زبانیں آگ کی قینچیوں سے کاٹی جا رہی تھیں میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں انہوں نے کہا کہ یہ آپؐ کی امت کے خطیب ہیں جو ایسی باتیں کہتے تھے جن پر خود عمل نہیں کرتے تھے : ترمذی -

فائدہ - اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ واعظ کے لئے عامل ہونا ضروری ہے - ہونٹوں کا کاٹا جانا یہ بے عملی کی سزا ہے اور یہ مطلب نہیں کہ عالم بے عمل وعظ ہی نہ کریں - وعظ بہرحال کہنا ہی چاہئے کیونکہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہر آدمی کے لئے نیکی کا کام ہے -

اخلاق

(۱) عن ابیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکمل المومنین ایمانا احسنھم خلقا ' ابوداؤد داری -

ترجمہ - حضرت ابوہریرۃ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومنین میں سے ایمان کامل والے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں

اخلاق اپنی ذات کے اعتبار سے بھی کمال مومن ہے اور دیگر اعمال میں بھی حسن پیدا کرتے ہیں اس لئے صاحب اخلاق کا ایمان کامل ہے -

(۲) عن عائشہ رضی اللہ تعالے عنھا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللھم حسنت خلقی فاحسن خلقی :(احمد)

ترجمہ - حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے - اے اللہ تو نے میری پیدائش کو اچھا کیا میرے اخلاق کو بھی اچھا بنا :

فائدہ - خلق ظاہری جسم و بدن کا حسن ہے اور خلق روح باطن کا حسن ہے - ایک حاصل تھا دوسرے کیلئے حضورؐ نے دعا فرمائی - حسن اخلاق کی نعمت حضورؐ کو پہلے سے ہی حاصل تھی - "انک لعلی خلق عظیم" صرف امت کو تعلیم دینے کے لئے حضورؐ نے دعا فرمائی تاکہ امت اس کی اہمیت کی طرف متوجہ ہو :

(۳) عن یزید بن طلحہؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لکل دین خلقا و خلق الاسلام الحیاء : مالک

ترجمہ - یزید بن طلحہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر دین کا ایک خلق ہوتا ہے اور اسلام کا خلق حیا ہے -

فائدہ - ہر دین کے تمام اجزاء میں ایک مشترک روح کار فرما ہوتی ہے اسلام کے تمام اعمال میں کار فرما چیز حیاء ہے جب صفت حیاء مسلمان میں موجود ہو تو دینی اعمال کی پوری مشینری ٹھیک چلتی ہے - ورنہ خواہشات نفس دینی نظام کو درہم برہم کر دیتی ہیں -

(۴) عن ابن عمرانؓ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الحیاء والایمان قرناء جمیعا فاذا رفع احدھما رفع الاخر : بیہقی :

ترجمہ - ابن عمرؓ سے (روایت ہے) کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیا اور

ایمان ایک دوسرے سے وابستہ ہیں ان میں سے جب ایک کو اٹھایا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھا لیا جاتا ہے ۔

فائدہ ۔ خواہشات نفس کی ناجائز تسکین کی راہ میں صرف دو روکاوٹیں ہیں ایک ایمان اور ایک حیا ۔ دونوں مل کر نفس کو بے راہ روی سے روکتے ہیں جب ایک ختم ہو جاتا تو خواہشات غالب آ جاتی ہیں اس لئے دوسرا بھی ختم ہو جاتا ہے ۔

(۵) عن علی مرفوعاً قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف بکم اذا فسق فتیانکم و طغی نسا کم قالوا یارسول اللہ ان ذالک کائن قال نعم واشدکیف بکم اذا لم تامروا بالمعروف و تنھوا عن المنکر قالوا یا رسول اللہ ان ذالک کائن قال نعم واشد کیف بکم اذا امرتم بالمنکر و نھیتم عن المعروف قالوا یارسول اللہ ان ذالک کائن ۔ قال نعم و اشد کیف بکم اذا رایتم المعروف منکرا والمنکر معروفا : (رواہ رزین و جمع الفوائد)

ترجمہ ۔ حضرت علیؓ سے مرفوعا روایت کی گئی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تمہارے نوجوان برے کاموں میں لگ جائیں گے اور عورتیں سرکش ہو جائیں گی ؟ لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہونے والا ہے ؟ تو آپؐ نے فرمایا ہاں بلکہ اس سے بھی زیادہ (پھر فرمایا) اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم نیکی کا حکم نہ کرو اور برائی سے نہ روکو ۔ لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول کیا ایسا بھی ہونے والا ہے آپؐ نے فرمایا ہاں بلکہ اس سے بھی زیادہ پھر آپؐ نے فرمایا اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا تم نیکی سے روکنا اور برائی کا حکم دینا شروع کر دو گے صحابہ نے پوچھا کیا ایسا بھی ہونے والا ہے آپؐ نے فرمایا بلکہ اسی سے بھی زیادہ پھر آپؐ نے فرمایا اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم معروف کو منکر اور منکر کو معروف سمجھنے لگو گے

فائدہ ۔ اس حدیث میں امت محمدی کے ارتقاء وانحطاط کا بیان ہے ۔ جس میں چار انحطاطی ادوار کی پیش گوئی فرمائی گئی جن میں ہر پچھلا دور پہلے سے بدتر ہے دور حاضر میں مسلمان انحطاط کے آخری دور کو پہنچ گئے ہیں یعنی وہ معروفات دین کو منکرات اور منکرات دین کو مغربی تقلید کے اثر سے معروفات سمجھنے لگے ہیں "نعوذ

باللہ من ذالک "

(٦) عن النعمان بن بشرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل المدھن فی حدو اللہ والواقع فیھا مثل قوم استھموا سفینۃ فصار بعضھم فی اسفلھا و صار بعضھم فی اعلی ھا فکان الذین فی اسفلھا یمرون بالماء علی الذین فی اعلاھا فتاذم بہ طاخذ فاسا فجعل ینقر اسفل السفینۃ فاتوہ فقالوا مالک قال تاذیتھم بی ولا بدلی من الماء فان اخذ و اعلی یدیہ انجوہ و نجوا انفسھم وان ترکوہ ھلکوا واھلکوا انفسھم : بخاری -

ترجمہ - نعمان بن بشر کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی مقرر کردہ حدود میں سستی کرنے والا یا ان حدود کو توڑنے والا ان لوگوں کی مانند ہے جنہوں نے کشتی میں بیٹھنے کے لئے قرعہ ڈالا بعض کشتی کے نچلے حصہ میں بیٹھ گئے اور بعض اوپر کی منزل میں پھر جو لوگ نیچے تھے وہ پانی کے لئے اوپر کی منزل پر جائے - تو وہ اس سے اذیت پاتے جب اوپر والے تنگ آگئے تو انہوں نے نیچے والے لوگوں کو آنے جانے سے روکا - تو ایک روز نیچے والے لوگوں میں سے ایک نے کلہاڑا اٹھایا اور کشتی کے نچلے حصے کو توڑنا شروع کر دیا - اوپر کے لوگ اس کے پاس آئے اور اس سے کہا تو کیا کرتا ہے - اس نے کہا تم میرے آنے جانے سے تکلیف پاتے ہو اور میں پانی حاصل کرنے کے لئے مجبور ہوں (مجھے تو پانی کے لئے کوئی جگہ نکالنی چاہئے ایسی حالت میں دو ہی صورتیں سامنے تھیں) - یا تو لوگ اس کو کشتی توڑنے سے روکیں اور اس کے ساتھ اپنے آپ کو بھی ڈوب جانے سے بچائیں یا اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیں - اس کو بھی ہلاک ہونے دیں اور خود بھی ہلاک ہوں -

فائدہ - اس حدیث میں اجتماعیت کی تعلیم ہے - اور یہ کہ انفرادی اصلاح نجات کے لئے کافی نہیں ایک آدمی پورا نیک ہے لیکن دوسروں کی برائی دیکھ کر خاموش رہتا ہے - وہ ہرگز نجات نہیں پاسکتا - تاوقتیکہ وہ حسب مراتب اس برائی کو مٹانے کی کوشش نہ کرے اگر حاکم ہے تو قوت سے اس برائی کو مٹائے عالم ہے تو تبلیغ سے عام مسلمان ہے تو قلبی نفرت سے تاکہ اس نفرت عمومی اور سوسائٹی کے اثر سے وہ مجبور ہو کر اس برائی کو چھوڑ دے کیونکہ برائی کی مضرت متعدی ہے فاعل

اور غیر فاعل دونوں کو تباہ کرتی ہے جیسے دریا میں سفر کرنے والوں میں سے اگر ایک آدمی کشتی کا تختہ توڑنے لگے اور سب مل کر اس کو نہ روکیں تو سب کے سب ڈوب جائیں گے

(عبادات)

(۱) وعن ابن مسعود قال سالت النبی صلے اللہ علیہ وسلم ای الاعمال احب الی اللہ قال الصلوۃ لوقتھا قلت ثم ای بوالوالدین قلت ثم ای قال الجہاد فی سبیل اللہ - قال حدثنی بھن فلوا استزدتہ لزادنی - متفق علیہ -

ترجمہ - حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ خدا کے نزدیک کون سا عمل سب سے بہتر ہے حضورؐ نے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا میں نے پوچھا اس کے بعد آپؐ نے فرمایا ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا میں نے پھر پوچھا کہ اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا خدا کی راہ میں جہاد کرنا ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ یہ باتیں حضورؐ نے مجھے فرمائیں اور اگر میں اور پوچھتا تو آپ اور بھی بتاتے -

فائدہ - ایسے سوالات کے جواب سائل اور وقت سوال کی مناسبت سے مختلف دے گئے ہیں جو اپنی اپنی جگہ سب موزون ہیں انسان میں تین قوتیں ہیں ملکی قوۃ جس کا اثر محبت الہٰی ہے اس کا بہترین مظہر نماز ہے شہوی یا نزوعی وسیلانی قوۃ اس کا بہترین اثر محبت مخلوق ہے اور سب مخلوق سے بڑھکر اس محبت کا محل والدین ہیں سوئم غضبی قوۃ اس کا صحیح محل جہاد فی سبیل اللہ ہے اس طرح تینوں قوتوں کے حسب مراتب بہترین مواقع صرف اس حدیث میں بتلا دیے گئے ہیں -

(۲) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الصلوت الخمس والجمعہ الی الجمعہ و رمضان مکفرات لما بینھن اذا اجتنبت الکبائر - مسلم -

ترجمہ - ابوھریرہؓ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچوں نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان گناہوں کو مٹا دیتے ہیں جو ان کے درمیان ہوئے

ہیں جب کہ گناہ کبیرہ نہ کیئے گئے ہوں ۔

فائدہ ۔ گناہ کے اثر بد دو ہیں ایک دنیوی کہ قلب میں تاریکی اور ظلمت پیدا ہو جاتی ہے ۔ جس سے نیکی کی رغبت اور شوق میں کمی واقع ہو جاتی ہے دوسرا اخروی اور وہ عذاب دوزخ ہے خواہ صغیرہ گناہوں پر ہو یا کبیرہ گناہوں پر اس حدیث میں گناہ صغیرہ کے ازالہ کی تدبیریں بتلائی گئی ہیں جو تین ہیں پنجگانہ نماز کی پابندی ۔ جمعہ کی پابندی اور رمضان کے روزے ۔ ان سے گناہ صغیرہ مٹ جاتے ہیں اور ان کے اثرات بھی ختم ہو جاتے ہیں ۔ البتہ کبائر گناہوں کے لئے توبہ کی ضرورت ہے ۔ جسے کے تین اجزاء ہیں سابق گناہوں پر دل سے پچھتا توبہ کرنا ۔ فورا اس گناہ کو چھوڑ دینا آئندہ اس کے ترک کا پختہ ارادہ کرنا اور اگر گناہ کبیرہ کسی انسان کے حق سے متعلق ہو تو اس کو یا تو اس کا حق پہونچادے یا حق معاف کروائے اگر دونوں صورتیں ممکن نہ ہوں تو اس کے حق کے انداز پر خیرات کرکے اس کو ثواب بخشدے اسلام میں گناہوں کی تکفیر کا انتظام اللہ جل مجدہ کی طرف سے اس کی بڑی رحمت ہے اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے تاکہ موت کے وقت فراغت حاصل ہو جائے ۔

(۳) عن عائشہ قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم احب الاعمال الی اللہ ادومھا وان قل ۔ مسلم ۔

ترجمہ ۔ عائشہؓ سے روایت ہے کہتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالٰی کے ہاں تمام عملوں سے اچھا وہ عمل ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ وہ تھوڑا ہی ہو ۔

فائدہ ۔ بڑی مقدار میں نیک عمل اگر کبھی کیا جائے اور کبھی نہیں تو اس سے قلب میں نور پیدا نہیں ہوتا لیکن تھوڑا نیک عمل اگر مسلسل پابندی کے ساتھ کیا جائے تو وہ دل کے تزکیہ اور نورانیت پیدا کرنے میں مؤثر ہے جیسے اگر سخت پتھر پر دس من پانی کو یکبارگی گرایا جائے تو پتھر پر کوئی اثر نہیں ہوتا لیکن اگر اس پر ایک ایک قطرہ روز ٹپکتا رہے تو پتھر کے تاثر کا یہ حال ہوتا ہے کہ اس پر کھڈا سا پیدا ہو جاتا ہے یہی حال دل کا ہے

(۴) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اتاہ اللہ مالا فلم یئود

زکوتہ ' مثل لہ مالہ یوم القیامہ شجاعا اقرع لہ زبیبتان یطوقہ یوم القیمہ ثم یاخذ بلھرستیہ یعنی شد قیہ ثم یقول انا مالک انا کنزک ثم تلا ولا یحسبن الذین ینجلون - الایت - بخاری -

ترجمہ - ابوھریرہؓ کہتے ہیں - حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جس کسی کو اللہ نے مال دیا پھر اس نے اس کی زکوۃ ادا نہیں کی ' تو اس کے مال کا قیامت کے دن ایک گنجا سانپ بنایا جائے گا جس کی آنکھوں پر سیاہ نقطے ہوں گے - جس کو طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈالا جائے گا پھر یہ سانپ اس شخص کی دونوں بانچھیں پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال اور تیرا خزانہ ہوں - اس کے بعد آپؐ نے یہ آیت پڑھی "ولا یحسبن الذین ینجلون الخ" یعنی وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں یہ گماں نہ دیں اخرایت تک

فائدہ - قرآن وحدیث دونوں سے معلوم ہوا کہ مسلمان کے لئے ادائیگی زکوۃ سے غفلت وبال عظیم ہے قیامت میں مال بے زکوٰۃ اپنی اصل حقیقت کی شکل میں جو سانپ کی ہے نمودار ہوگا اور بدن انسانی کا وہ حصہ یعنی جو محبت مال اور اکتساب مال کے منصوبوں اور تدابیر کا مرکز ہے اور وہ زبان جس سے ادائے زکوۃ ومنع زکوٰۃ کا فیصلہ وابستہ ہے اس حصہ کے ساتھ چمٹ کر اذیت پہونچائے گا سانپ کا ظاہر خوشنما اور باطن زہربلا ہے ایسا ہی مال بے زکوٰۃ کا ظاہر بھی خوشنما معلوم ہوتا ہے لیکن اس کے باطن میں ہلاکت کا سامان ہے

(۵) عن اب ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مامنع قوم الزکوۃ الابتلاھم اللہ بالسنین - (اوسط طبرانی)

ترجمہ - ابوھریرہؓ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قوم زکوٰۃ نہیں دیتی اللہ تعالیٰ ان کو قحط سالی میں مبتلا کر دیتے ہیں -

فائدہ - یہ منع زکوۃ کی دنیوی مضرت ہے مانع زکوٰۃ نے مساکین اور محتاجوں کا حق مارا اور ان کو بھوکا رکھا اللہ جل مجدہ نے پوری قوم کی بھوک کی سزادی - آج کل معاشی تنگی کا ایک بڑا سبب منع زکوٰۃ بھی ہے - جس ذات کے ہاتھوں میں روزی کی کنجی ہے - اپنی روزی میں کمی نہ آنے کے غلط خیال سے اس کا مقرر

کردہ حصہ مساکین کو ادائیگی سے غفلت پوری قوم کی مصیبت کا سبب بن جاتی ہے اور قسم قسم کی آفات نازل ہو جاتی ہیں ۔

(٦) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ کل عمل ابن ادم یضاعف الحسنۃ بعشر امثالھا ۔ ابی سعماۃ ضعیف قال اللہ تعالی الا الصوم فانہ لی وانا اجزی بہ ۔ متفق علیہ ۔

ترجمہ ۔ حضرت ابوھریرہؓ کہتے ہیں ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ' کہ انسان کے ہر نیک عمل کا ثواب اس طرح بڑھایا جاتا ہے ' کہ ایک ایک نیکی کا ثواب دس دس گنا ملتا ہے یہاں تک کہ یہ ثواب سات سو درجے تک پہنچ جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزہ کا ثواب اس سے بھی زیادہ ہے اس لئے کہ روزہ صرف میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دونگا بخاری و مسلم ۔

نوٹ ۔ روزہ کے علاوہ دیگر اعمال کے اجر و ثواب کو سات سو گنا تک بیان کر دینے کے بعد روزے کے ثواب کو خدا نے اپنی طرف منسوب کیا جس میں یہ بتلانا مقصود ہے کہ روزے کا ثواب دائرہ تضعیف سے خارج ہے بلکہ اس پر اتنا اجر ملے گا جو اللہ تعالیٰ کی عظمت کے شایان شان ہے ۔

دوسرا معنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ خود خداوند تعالیٰ کی ذات اور دیدار روزے کا اجر ہے کیونکہ روزے کو ذات باری تعالیٰ سے ایک مناسبت ہے روزہ جن امور کے ترک کا نام ہے ان امور یعنی کھانے پینے وغیرہ سے اللہ تعالیٰ منزہ ہیں اسی بناء پر دیدار الٰہی اسی عمل کا بدلہ قرار پایا ہے یہ اس صورت میں ہے کہ "اجزی" مجہول ہو ۔

(٧) عن ابی عبیدۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الصوم جنۃ مالم یخرقھا قیل لمم یخرقھا قال بکذب اوغیبۃ ۔ نسائی ۔

ترجمہ ۔ ابوعبیدہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرما رہے تھے ۔ روزہ اس وقت تک ڈھال ہے جب تک اس (ڈھال) کو توڑے نہیں پوچھا کیسے ٹوٹے گی فرمایا جھوٹ سے یا غیبت سے ۔

فائدہ ۔ ہر عمل میں ایک خاصیت ہے ۔ روزہ میں ڈھال کی طرح باطنی دشمن (

نفس و شیطان) اور ظاہری دشمن اور عذاب آخرت سے محفوظ رہنے کی خاصیت ہے بشرطیکہ روزہ دار اس ڈھال کو خود جھوٹ یا غیبت سے نہ توڑے اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹ اور غیبت خصوصیت کے ساتھ روزے کی مقصدیت کا توڑ ہے جھوٹ کا محرک قوۃ شہویہ اور غیبت کا محرک قوۃ غضبیہ ہے نفس ان دونوں قوتوں کے ذریعہ ان گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے حالانکہ یہ دونوں گناہ بے مزہ ہیں اور شراب اور زنا کی طرح ان میں نفس کا مزا نہیں لہٰذا روزے کی حالت میں ان گناہوں کا ارتکاب روزے کے مقصد کا توڑ ہے ایک طرف روزے کے ذریعے روزہ دار رضاء حق کی خاطر تمام مزوں کو قربان کر رہا ہے دوسری طرف گناہ بے مزہ کا مرتکب ہو کر اس کو توڑ رہا ہے -

(۸) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ملک زاد اوراحلہ تبلغہ الی بیت اللہ فلم یحج فلا علیہ ان یموت یھوریا اونصرانیا - ترمذی -

ترجمہ - حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص زاد راہ اور بیت اللہ تک پہنچا دینے والی سواری رکھتا ہو - پھر اس نے حج نہیں کیا تو اس کے یہودی یا نصرانی ہو کر مرنے میں کوئی فرق نہیں ہے -

فائدہ - ترک حج اس شخص کے لئے جس پر حج فرض ہو ایسا عظیم جرم ہے کہ اس سے خدا تعالیٰ کے دشمنوں کیساتھ مشابہت پیدا ہو جاتی ہے اور تارک حج عملی صورت میں یہودی اور نصرانی بن جاتا ہے کیونکہ یہ دونوں گروہ بھی تارک حج ہیں اور جس طرح ایک مسلمان کا فرق یہود ونصاریٰ سے اعتقادی حیثیت سے ضروری ہے اور عملی حیثیت سے بھی ضروری ہے اس لئے ہر مسلمان کے لئے حج کا اہتمام کرنا ضروری ہے -

(۹) وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حج اللہ فلم یرفث فلم لفیسق رجع کیوم للقد امہ - متفق علیہ -

ترجمہ - حضرت ابوھریرۃؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی حج کرے اللہ کے لئے اور اس میں بے ہو وہ کلام نہ کرے - اور منسق (یعنی گناہ کبیرہ) نہ کرے تو وہ حج کرکے اس طرح واپس آتا ہے جیسے آج ہی اس

کی ماں نے اس کو جنا ہے۔

فائدہ۔ حج جب منافیات حج سے پاک ہو تو اس سے تمام گناہوں کا رنگ مٹ جاتا ہے اور روح انسان کا پورا تزکیہ ہو جاتا ہے کیونکہ حج میں ہر قسم کا مجاہدہ ہے۔ حج میں مال خرچ ہوتا ہے یہ مالی مجاہدہ ہوا ایک طویل عرصہ تک ممنوعات حج سے پرہیز وطن اور لباس فاخرہ کا ترک یہ بدنی مجاہدہ ہے تجلیات اور انوار کعبہ سے اکتساب فیض صالح اور نیک ماحول کی معیت پچھلے گناہوں پر پچھتانا اور توبہ کرنا یہ تمام وہ اسباب ہیں جن سے گناہ اور انکے اثرات کا مکمل طور پر ازالہ ہو جاتا ہے بشرطیکہ حج کے اس عظیم مقصد کو ہر قول بد اور فعل بد سے محفوظ رکھے اور بعداز حج بھی اس حالت کو قائم رکھنے کی کوشش کرے اس کا نام حج مبرور ہے۔

شخصی مسائل

(۱۰) عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماتجرع عبد افضل عند اللہ عزوجل من جرعہ غیظ یکظمها ابتغاء وجہ اللہ۔ احمد۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ہاں سب سے افضل گھونٹ جو کوئی شخص پیتا ہے وہ غصہ کا گھونٹ ہے۔ جس کو وہ شخص محض اللہ کی خوشنودی کے لئے پی جاتا ہے۔

فائدہ۔ قلب انسانی پر شیطان کے غلبہ حاصل کرنے کا بڑا ذریعہ غضب ہے۔ غضب کے وقت انسان کی عقل زائل ہو جاتی ہے۔ اور وہ ہر فساد کو محمود سمجھنے لگ جاتا ہے۔ اس لئے غضب کے وقت غصہ پی جانا اور اس کے تقاضے پر عمل نہ کرنا اللہ تعالی کے ہاں نہایت پسندیدہ نیکی ہے۔

(۱۱) عن ابی هریرة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لیس الشدید بالصرعہ انما الشدید الذی یملک نفسہ عند الغضب۔ بخاری، مسلم۔

ترجمہ۔ حضرت ابوهریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ پہلوان وہ نہیں جو کشتی میں دوسرے کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان وہ

شخص ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو پالے۔
فائدہ - برائی کا بدلہ دینا یہ جماعت اور حکومت کا کام ہے - اور عفو درگزر کرنا افراد کا اخلاقی کمال ہے جماعتی قانون کی قوت موجود ہوتے ہوئے افراد کا آپس میں درگزر اور عفو سے کام لینا بلند اخلاقی کی مثال ہے نیز عفو و درگزر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی صفت ہے - اگر یہ نہ ہو تو دنیا ایک لحہ کے لئے بھی قائم نہیں رہ سکتی - بندہ کو بھی **تخلقو باخلاق اللہ** کے تحت اپنے اندر یہ اوصاف پیدا کرنے چاہئیں - تاکہ تشریعی نظام تکوینی نظام سے ہم آہنگ ہوسکے -

(۱۲) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تردی من جبل فقتل نفسہ فھو فی نار جھنم یتردی فیھا خالدا مخلد فیھا ابدا ومن تحسی سما فقتل نسی فسمہ فی یدہ یتحساہ فی نار جھنم خالدا مخلدا فیھا ابدا ومن قتل نفسہ بحدیدۃ فحدیدتہ فی یدہ یتوجا بھا فی بطنہ فی نارجھنم خالدا مخلدا فیھا ابدا - بخاری ' مسلم -

ترجمہ - ابوھریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جس نے اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا کر خود کشی کی تو وہ دوزخ کی آگ میں اونچے مکان سے ہمیشہ ایسا ہی گرتا رہے گا اور جو زہر پی کر خود کشی کرے گا تو اس کے ہاتھوں میں زہر رہے گا اور دوزخ کی آگ میں ہمیشہ اس کو پیا کرے گا اور جو خنجر سے خود کشی کرے گا تو وہ ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہوگا اور دوزخ کی آگ میں ہمیشہ اس کو اپنے پیٹ میں گھونپا کرے گا -
فائدہ - یعنی جب تک دوزخ میں رہے گا ہمیشہ ہی حالت رہیگی یہ اس صورت میں ہے جبکہ ان کاموں کو گناہ سمجھتا ہو اور اگر ان کو گناہ ہی نہ جانتا ہو تب تو دوزخ میں رہنا ہمیشہ کے لئے ہوگا اور یہ حالت بھی ہمیشہ رہے گی -

(۱۳) عن عبد اللہ بن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال علیکم بالصدق فان الصدق یھدی الی البر وان البر یھدی الی الجنۃ ما یزال الرجل یصدق ویتحری الصدق حتی یکتب عند اللہ صدیقا وایاکم والکذب یھدی الی الفجور وان الفجور یھدی الی النار فما یزال الرجل یکذب ویتحری الکذب حتی یکتب عند اللہ کذابا - (بخاری)

ترجمہ - حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا سچائی لازم کرلو - کیونکہ سچائی نیکی کی راہ دکھاتی ہے اور نیکی جنت کی آدمی برابر سچ بولتا اور سچ سوچتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں صدیق لکھ دیا جاتا ہے - دیکھو جھوٹ سے بچتے رہو - جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی آگ کی طرف - اور انسان جھوٹ بولتا اور جھوٹ سوچتا رہتا ہے ہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے -

فائدہ - یہ فرمایا گیا ہے کہ آدمی جھوٹ بولتا اور سوچتا رہتا ہے - یہاں تک کہ اسے وہ کذاب لکھ دیا جاتا ہے اس لئے کہ ایک جھوٹ کے چھپانے کے لئے آدمی کو کئی جھوٹ بولنے پڑتے ہیں اور آدمی سوچتا ہے کہ اگر میری اس بات پر کسی نے یہ سوال کیا تو میں جواب دوں گا یہ کشمکش ہر وقت دماغ میں گردش کرتی رہتی ہے اور ذہن کو گندہ کر دیتی ہے اور دل کو سیاہ بنا دیتی ہے حتیٰ کہ آدمی پکا جھوٹا بن جاتا ہے - اسی طرح اس کے برعکس سچائی کا معاملہ ہے کہ آدمی سچ بولنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کا دماغ دروغ گوئی کی کج بحثیوں کی کشمکش سے صاف رہتا ہے حتیٰ کہ آدمی سچ بولتے بولتے اور سچ سوچتے سوچتے صدیق لکھ دیا جاتا ہے -

اس حدیث میں سچ اور جھوٹ کی دو خاصیتیں بیان کی گئی ہیں اول یہ کہ جب آدمی سچ بولنے کا قصد کرے اور سچ بولنے کی عادت ڈالنے کی کوشش کرے تو بالاخر صدیق ہو جاتا ہے اسی طرح جو آدمی بالا رادہ جھوٹ بولتا ہو اور جھوٹ کی عادت ڈالے وہ کذاب ہو جاتا ہے اور خدائی فہرست میں اول کا صدیقین اور دوسرے کا کذابین میں اندراج ہو جاتا ہے - غرض یہ کہ آدمی کو اولاً یہ سعی واہتمام کرنا چاہئے سچ بولے اور جھوٹ نہ بولے ورنہ عادت پختہ ہونے کے بعد جھوٹ کا ترک مشکل بلکہ متعذر ہو جاتا ہے اور دوسری خاصیت یہ ہے کہ سچ نیکی کا سرچشمہ ہے اور جھوٹ بدی کا اس لئے سچ کو صرف ایک نیکی نہ سمجھیں اور جھوٹ کو ایک بدی نہ سمجھیں بلکہ سچ کو تمام نیکیوں کا مجموعہ اور جھوٹ کو تمام بدکاریوں کا مجموعہ سمجھیں وجہ اس کی یہ ہے کہ آدمی جب بدی کرتا ہے تو استفسار اور انکشاف بدی کے وقت جھوٹ بول کر اس پر پردہ ڈالتا ہے تاکہ سوسائٹی کی بدنامی سے بچ جائے

اس لئے اگر جھوٹ آدمی چھوڑ دے تو تمام برائیں چھوٹ جاتیں ہیں اور صرف نیکیاں کرنے لگ جاتا ہے۔ (۱۴) عن عبد بن عامر قال وعنبنی امی یوما ولرسول الله صلے الله علیہ وسلم قاعد فی بتینا قالت ھا قال اعطیک فقال لھا رسول الله صلی الله علیہ وسلم ما اردت، ان تعطیہ قالت اردت ان اعطیہ تمرا فقال لھا رسول الله صلی الله علیہ وسلم اما انک لو لم تعطیہ شیئا کتبت علک کذبہ۔ ابوداؤد۔

ترجمہ۔ عبد اللہ بن عامرؓ کہتے ہیں ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے تو میری ماں نے مجھے بلایا اور کہا ادھر آو تجھے کچھ دوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری ماں سے پوچھا۔ تو نے اس کو کیا چیز دینے کا ارادہ کیا تھا۔ انہوں نے کہا میں نے ایک کھجور دینے کا خیال کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اس کو کچھ نہ دیتیں تو تمہارے نامہ اعمال میں ایک جھوٹ لکھا جاتا۔

فائدہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو زندگی کے ہر موقع پر سچ اور جھوٹ میں فرق اور اہتمام کی ضرورت ہے یہ نہیں کہ صرف معاملات میں جھوٹ حرام ہے بلکہ معاشرہ کے ہر موقع میں یہاں تک کہ ماں باپ بچوں کا دل بہلانے اور خوش کرنے کے لئے جو بات کہیں وہ بھی اگر خلاف واقعہ ہو تو والدین کے نامہ اعمال میں جھوٹ کا گناہ لکھ دیا جائے گا۔

(۱۵) عن سفیان بن اسد الحضرمی قال سمعت رسول الله صلی الله علیہ وسلم یقول کوت خیانۃ ا یحدث اخاک ھو لک بہ مصدق وانت بہ کاذب۔ ابوداؤد۔

ترجمہ۔ حضرت سفیانؓ بن اسد کہتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سب سے بڑی خیانت یہ ہے کہ تو اپنے مسلمان بھائی سے کوئی بات کہے اور وہ اس بات کو سچ سمجھے اور حقیقت میں تو نے اس سے جھوٹی بات کہیں ہو۔

فائدہ۔ خیانت کی دو قسمیں ہیں اول مالی خیانت اس میں گناہ ہے لیکن مال تو ہاتھ آجائے گا۔ دوئم بات کی خیانت جس میں ہاتھ کچھ نہیں آتا اور جھوٹ بول کر اظہار حقیقت میں خیانت کر دیتا ہے یہ پہلی خیانت سے بڑی ہے۔

(۱۶) عن عمار قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من کان ذا وجھین فی الدنیا کان لہ یوم القیامیہ لسان من نار - دارمی -

ترجمہ - حضرت عمارؓ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا میں جس شخص کی دو زبانیں ہوں تو قیامت کے دن اس کی ایک زبان آگ کی ہوگی -

فائدہ - زبان کی تخلیق کا مقصد اظہار حقیقت اور اصلاح خلق ہے جس شخص میں دو رنگی ہو کہ ایک سے کچھ کہے اور دوسرے سے کچھ کہے اور تو اس نے زبان کی مقصدیت کو ختم کیا اور فساد کا دروازہ اپنی زبان سے کھول دیا اور فساد کی اصل صورت آگ کی ہے اس لئے قیامت میں اس کی زبان آتش فساد کو اصل صورت میں ظاہر کر دیا جائے گا -

(۱۷) عن حذیفہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یدخل الجنہ قتات - (متفق علیہ)

ترجمہ - حذیفہؓ کہتے ہیں میں نے حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ چغل خور جنت میں نہ جائے گا -

فائدہ - چغلی ایک خطرناک عیب ہے جو معاشرہ کے لئے ناسور ہے باہمی دوستی و محبت کو ختم کرنے اور عداوت اور دشمنی پیدا کرنے کے لئے چغلی کی ایک معمولی چنگاری کافی ہے حدیث نے ثابت کر دیا کہ چغلی جنت کی رسائی کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ ہے اس لئے مسلمان کا فرض ہے کہ اس زہر کو اپنے معاشرہ میں گھسنے نہ دیں -

عائلی مسائل

(۱) عن ابی سعد الخدری رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من اسر الناس عند اللہ منزلہ یوم القیامہ الرجل یفضی ال المراۃ وتفضی الیہ ثم ینشر سرھا - مسلم -

ترجمہ - حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ قیامت کے روز مرتبہ کے اعتبار سے انسانوں میں سب سے بدترین مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس شخص کا ہوگا جو اپنی بیوی کے ساتھ مباشرت کرے اور پھر وہ آدمی اس جماع اور مباشرت کے راز کو لوگوں میں پھیلائے ۔

فائدہ ۔ اسلام میں ایک دوسرے کی پردہ دری عام جرم ہے لیکن بدترین جرم یہ ہے کہ شوہر بیوی کے ان رازوں کا افشا کرے جو صرف اسلام میں ہی جرم نہیں بلکہ خلاف حیاء وانسانیت ہونے کی رو سے انسانی جرم بھی ہے تمام انسان اس فعل کو پردہ میں کرتے ہیں گویا پردہ اس فعل کا فطری تقاضا ہے تو جو خاوند اس پس پردہ فعل کو باہر بیان کرے افشا کرے وہ فطرت انسانی کی حدود سے نکل گیا اس لئے اشر الناس کہلانے کا مستحق ہے ۔

(۲) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الترکبن سنن من قبلکم حتی لو ان احد هم جامع امرا تہ فی الطریق لعصلتموه ۔ رواہ اسوطی فی الجامع الصغیر ۔

ترجمہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہتے ہیں حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ ضرور ان کے نقش قدم پر چلو گے جو تم میں سے پہلے تھے یہاں تک کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی بیوی سے عام گذر گاہ پر مجامعت کی ہے تو تم بھی ضرور کرو گے ۔

فائدہ ۔ اس حدیث میں اس امت کے مستقبل کے متعلق پیش گوئی کی گئی ہے کہ یہ امت یہود و نصاریٰ کی نقل اتارنے میں اس قدر مبالغہ کرے گی کہ ان کے تمام فواحش ومنکرات کو اپنائیگی یہاں تک کہ اگر وہ اپنی بیوی سے عام سڑک پر صحبت کرنے لگے تو یہ امت بھی ایسا ہی کرے گی اور کوئی جھجک محسوس نہیں کریگی ۔ حضورؐ کے ارشاد میں تو بیوی کا ذکر ہے لیکن عجب نہیں کہ برملا زنا کرنے میں بھی انکی تقلید شروع ہو جائے ۔

(۳) عن جابر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم المجالس بالامانۃ الاثلثۃ مجالس سفک دمر حرام اوفرج حرام او اقتطاع مال بغیر حق ۔ (مشکوۃ)

ترجمہ ۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ تمام مجلسیں امانت

ہیں (یعنی گفتگو کو امانت سمجھو) سوائے تین مجلسوں کے (ان کی گفتگو کو امانت کے طور پر نہیں رکھنا چاہئے) ایک کسی کو قتل کرنے کا مشورہ - دوسرے زنا کاری کے مشورہ کی گفتگو - تیسرے ناحق کسی کا مال چھین لینے کے مشورہ کی گفتگو (ان سب کو ظاہر کر دینا چاہیے)

فائدہ - ان جرائم سے مراد وہ تمام جرائم ہیں جو کسی کی جان ' آبرہ ' مال سے متعلق ہوں ایسے جرائم کی تین حالتیں ہیں اول قبل ازجرم مشورہ جرم اس کا اظہار جائز ہے تاکہ وقوع جرم کا انسداد ہو جائے حدیث مذکورہ میں یہی صورت مراد ہے دوئم یہ کہ و قوع جرم ہو جائے اور عدالت میں مقدمہ دائر نہ ہوا ہو - ایسی صورت میں اظہار جرم منع ہے ستر مومن والی حدیثیں اس صورت سے متعلق ہیں سوئم یہ کہ مقدمہ عدالت میں دائرہ ہو جائے اور شہادت جرم طلب کی جائے اس صورت میں بھی شہادت کی نہ صرف اجازت ہے بلکہ **"ولا تکتموا الشھادۃ"** کے مطابق کتمان اور اخفاء شہادت کی مخالفت کی گئی ہے -

(۴) عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لایدخلن رجل یومی ھذا معیبہ الا ومعھا رجل او اثنان - مسلم -

ترجمہ - حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج کے دن کے بعد کوئی مرد ایسی عورت کے پاس نہ جایا کرے جس کا خاوند سفر کو گیا ہو یا مر گیا ہو - مگر اس صورت میں کہ اس کے ساتھ ایک اور مرد یا دو مرد ہوں -

فائدہ - یعنی عورت کا خاوند غائب ہو اس کے پاس کوئی غیر محرم مرد اکیلا نہ جایا کرے اگر دو تین مرد ہوں تو مضائقہ نہیں مرد اور عورت کے لئے تنہائی میں بڑے فساد ہیں اس لئے حضرت نے خلوت سے منع فرمایا ایک دوسری حدیث میں ہے کوئی عورت غیر محرم کے ساتھ سفر نہ کرے اس میں فتنہ کا اندیشہ ہے -

(۵) عن عطاء بن یسار ان رجلا سئل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال استاذن علی امی فقال نعم - قال الرجل انی معھا فی البیت فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استاذن علیھا اتحب ان تراھا عریانۃ قال لاقال فاستاذن علیھا - (مالک)

ترجمہ - عطا بن یسارؒ کہتے ہیں ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ

کیا میں امی کے گھر جانے میں بھی اجازت طلب کروں آپؐ نے فرمایا - ہاں ، اس شخص نے عرض کیا کہ میں اور میری ماں ایک ساتھ گھر میں رہتے ہیں آپؐ نے فرمایا پھر بھی اجازت طلب کرکے جا - اس نے کہا میں اپنی ماں کا خادم ہوں - (یعنی اس کی خدمت کے لئے مجھ کو بار بار جانا پڑتا ہے) آپ نے فرمایا پھر بھی اجازت حاصل کرکے جا کیا تو اس کو پسند کرے گا کہ اپنی ماں کو برہنہ دیکھے اس نے عرض کی نہیں آپؐ نے فرمایا تو پھر اجازت حاصل کرکے اس کے پاس جایا کر -

فائدہ - اصلاح معاشرہ کی روح حیاء ہے جب تک شرم وحیا کی روح باقی ہو معاشرہ میں کوئی خرابی داخل نہیں ہوسکتی - آدمی کے لئے سب سے زیادہ تعلق سب سے زیادہ آمدورفت کی حاجت اور سب سے قوی تر رشتہ ماں سے ہے اسلام کے قانون "استیندان" نے ماؤں کو مستثنے نہ کرنا بلکہ اور ماں کے پاس بھی بغیر اجازت حاصل کئے جانے کو ممنوع قرار دینا دنیا میں اسلامی اخلاق وحیاء کا وہ بلند ترین مقام ہے جس کی نظیر کوئی مذہب پیش نہیں کر سکتا اس کا نام اصل تہذیب ہے جو ایک نبی ہی کی بدولت ہمیں حاصل ہوا واللہ الحمد

(۶) عن جابر قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ينامر الرجل على سطح ليس بمحجور عليه - (ترمذی)

ترجمہ - حضرت جابر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چھت پر سونے سے منع فرمایا جس پر پردے کی دیواریں نہ بنی ہوئی ہوں -

فائدہ - اس حدیث کے مضمون میں شان رحمۃ العالمین کاظہور ہے عربوں میں کھلی چھت پر سو جانے کا عام رواج تھا جس میں نیچے گر پڑنے کا قوی خطرہ موجود تھا کہ سونے والا کروٹ بدلنے میں نیچے گر پڑے یا پیشاب یا پاخانہ یا بارش کی وجہ سے اچانک جاگنے کو نوبت آئے جس میں عموما حواس درست نہیں ہوتے اور ممکن ہے کہ عام معمول کے مطابق یہ سمجھ لے کہ میں زمین پر ہوں اور آگے چل پڑے اور گر جائے حضورؐ نے اس سے حفاظت کے لئے بلا پردہ کھلی چھت پر سونے کی ممانعت فرمائی معاشرہ کی معمولی باتوں کی طرف توجہ فرمانا اور خطرہ سے بچاؤ کے لئے حفاظتی قانون سے امت کو آگاہ کرنا شان رحمت ہے -

(۷) عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اخبرکم بافضل من درجۃ الصیام والصدقۃ والصلوۃ قال قلنا بلی قال اصلاح ذات البین وفساد ذات البین ھی الحالقۃ - ابوداؤد

ترجمہ - ابوابن الدردا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جس کے ثواب کا درجہ نماز - روزہ - صدقہ کے ثواب سے زیادہ ہے ہم نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ - آپؐ نے فرمایا - دو مسلمانوں کے درمیان صلح کرانا اور مسلمانوں میں فساد پیدا کرنے والا دین کو تباہ کرنے والا ہے -

فائدہ - مسلمانوں کے دو فرد یا جماعتوں میں مصالحت اور فساد باہمی دور کرنا ایسا کام ہے جو روزہ صدقہ فرض ہو یا نفلی اور نماز سے بڑھ کر ہے دو وجہ سے ایک یہ کہ روزہ اور نماز لازمی نیکی ہے اور مصالحت متعدی اور صدقہ اگرچہ متعدی نیکی ہے لیکن اس کا فائدہ محدود ہے اور مصالحت کا فائدہ غیر محدود ہے دوئم یہ کہ مذکورہ تینوں عبادات میں اپنے نفس یا غیر کا نفع ہے اور مصالحت میں ازالۂ فساد ہے جو دفع مضرۃ ہے لہٰذا افضل ہوئی -

عام معاشرتی احکام

(۱۴) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احب الاعمال الی اللہ بعد الفرائض اذخال السرور علی المسلم - طبرانی : ترجمہ -

فائدہ : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک مسلمان کیلئے فرائض دین کی بجاآوری کے بعد بہترین کام مسلمان کے دل کو خوشی پہنچانا ہے اس لئے ضروری ہے کہ مسلمان زندگی کے ہر لحہ میں اس کو اپنا نصب العین بنائے کہ یہ اللہ کے نزدیک محبوب ترین عمل ہے اور اس کی برکت سے اسلامی معاشرہ کی پوری زندگی نمونہ جنت بن جاتی ہے -

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ والمومن من امنہ الناس علی دمائھم واموالھم - ترمذی نسائی :

ترجمہ - ابوھریرہؓ کہتے ہیں حضورؐ نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں اور مومن وہ ہے جس سے لوگوں کے مال اور جان محفوظ رہیں -

فائدہ : اس حدیث میں کمال اسلام کی یہ علامت بتلائی گئی ہے کہ مسلمان اسکی زبان اور ہاتھ کے ضرر سے محفوظ ہوں مسلمان عورت کا اور اسی طرح اسلامی حکومت کی غیر مسلم رعیت و ذمی کا بھی یہی حکم ہے کہ اس کو ایذا رسانی کمال اسلام کے خلاف ہے چونکہ عام حالات میں ایذا رسانی زبان اور ہاتھ سے واقع ہوتی ہے اس لئے ان دونوں کا تذکرہ کیا گیا ورنہ بدن کے کسی حصہ اور عضو سے یا حاکمانہ اقتدار سے ایذا پہنچانا دنیا میں بھی ایمان کے نقص کی دلیل ہے اسی طرح کمال ایمان کی علامت یہ ہے کہ لوگ اپنی جان و مال میں اس کو امین سمجھ کر اس کی مضرت کے متعلق کوئی اندیشہ اور خطرہ دل میں نہ لائیں اسلام کا زیادہ تر تعلق چونکہ ظاہر سے ہے اور ایمان کا باطن سے - اس لئے ظاہری اور محسوس مضرت کا واقع نہ ہونا کمال اسلام کی علامت ہے اور جان و مال کے متعلق دل میں غیر محسوس اور باطنی اندیشہ کا ہونا کمال ایمان کی علامت ہے

(۱۸) عن ابی بکرۃ فی حدیث طویل قال علیہ السلام فان دمائکم واموالکم واعراضکم علیکم حرام کحرمۃ یومکم ھذا فی بلدکم ھذا فی شھرکم ھذا وستلقون ربکم فیسئالکم عن اعمالکم الا فلاترجعوا بعدی ضلا لایضرب بعضکم رقاب بعض - متفق علیہ:

ترجمہ - ابوبکرہؓ سے روایت ہے حضورؐ نے فرمایا تمہارا خون تمہارے مال اور تمہاری آبرو تم پر حرام ہے جس طرح آج کا دن تمہارے اس شہر میں اور مہینہ میں حرام ہے اور عنقریب تمہیں اپنے رب سے ملنا ہے تو اس وقت تم سے تمہارے عملوں کی بازپرس کرے گا - خبردار میرے بعد گمراہی کی طرف نہ لوٹ جانا کہ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگو -

فائدہ: مسلمانوں کی باہمی خصومت کے اسباب تین ہو سکتے ہیں جان مال - عزت جب مسلمان کی ان تین چیزوں پر دوسرے مسلمان کے لئے ہاتھ ڈالنا شدید جرم ہے تو پھر مسلمانوں کیلئے خانہ جنگی کی صورت نہیں بشرطیکہ مذکورہ ہدایات پر عامل ہوں البتہ ان ہدایات سے عملاً یا اعتقاد منحرف ہو کر قتال باہمی کی صورت وقوع پزیر ہو سکتی ہے یہی وجہ ہے کہ اس روایت میں اس عمل سے ضلالت اور دوسری روایات میں کفر سے تعبیر کی گئی ہے بہر حال مسلمانوں کی خانہ جنگی اسلامی روح کی ضد ہے -

(۱۹) عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال المسلم اخو المسلم لایظلمہ ولایسلمہ ومن کان فی حاجۃ اخیہ کان اللہ فی حاجتہ ومن فرج عن مسلم کربۃ فرج اللہ عنہ کربۃ من کوبات یوم القیامۃ ومن ستر مسلما سترہ اللہ یوم القیامۃ - متفق علیہ:

ترجمہ - ابن عمرؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان مسلمان کا دینی بھائی ہے نہ تو کوئی مسلمان کسی مسلمان پر ظلم کرے اور نہ مصیبت میں اکیلا چھوڑے جو شخص کسی مسلمان بھائی کی حاجت روائی میں مدد کرے گا اللہ اس کی حاجت پوری کرے گا اور جو کوئی کسی مسلمان کے رنج و غم کو دور کرے گا خدا اس کے رنج و غم کو دور کرے گا خصوصا قیامت کے ن اس کے عیبوں پر پردہ

ڈالے گا۔

فائدہ: اس حدیث میں معاشرہ اسلامی کے استحکام اور اسلامی اخوۃ کو منظم کرنے کیلئے پانچ اصول بیان کیئے ہیں (۱) ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر کسی قسم کا ظلم نہ کرے نا مالی نہ جانی نہ عزت و آبرو کے متعلق (۲) اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو مبتلائے مصیبت دیکھے تو اس کی مدد کرے (۳) ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی حاجت روائی کرے (۴) ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی پریشانی اور غم کو دور کرے (۵) ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی پردہ پوشی کرے۔ ان امور سے اسلامی اخوۃ اور اسلامی معاشرہ مضبوط ہو جاتا ہے۔

(۲۰) عن ابی هریرة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لوا ان اهل السماء والارض اشتر کوا فی دم مومن لا کبهم الله فی النار -ترمذی-

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اسمان والے اور زمین والے دونوں کسی مومن کے قتل میں شریک ہوں تو خدا تعالیٰ ان سب کو دوزخ کی آگ میں الٹا ڈالے گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مومن کا قتل اتنا بڑا جرم ہے کہ اگر اس کو تمام مخلوقات پر تقسیم کیا جائے تو اس مجموعہ کائنات کا ایک فرد بھی دوزخ سے نہیں بچ سکتا چہ جائے کہ یہ عظیم جرم ایک فرد انسان میں سمٹ آئے اس شدت جرم کی وجہ یہ ہے کہ مومن کے قتل سے اس کی ذات وصفت ایمان دونوں ختم ہو جاتے ہیں لہٰذا قتل مومن میں انسان دشمنی بھی ہے اور ایمان دشمنی بھی گویا دونوں چیزوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

نیز مومن کی توقیر واکرام کی اتنی اہمیت ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے کعبہ اللہ کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے اللہ کے گھر تو مہبط انوار الٰہی ہے اور تیرا مقام بہت بلند ہے مگر مومن کا مقام تجھ سے کہیں بڑھ کر ہے اسی بنا پر مومن کے قتل اور آبرو ریزی کو جرم عظیم قرار دیا گیا ہے۔

(۲۱) عن عائشة قالت سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول فی بیتی هذا اللهم من ولی من امر امتی شیئا فشق علیهم فاشقق علیه فمن ولی من امر امتی شیئا

فرفق بهم فارفق به - مسلم ۔

ترجمہ ۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہتی ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر پر کہتے ہوئے سنا کہ اے اللہ جس شخص کو میری امت پر کسی قسم کا اختیار حاصل ہو جائے پھر میری امت پر سختی کرے تو بھی اس پر سختی کر اور جو حاکم ہو میری امت پر کسی کام کا ۔ پھر ان سے نرمی کرے تو بھی اس پر نرمی کر ۔

نوٹ ۔

اس حدیث میں حکام کے لئے ایک بڑی ہدایت ہے کہ جو حاکم سنگدل ہو اور عوام پر سختی کرے تو رحمۃ للعالمین نے اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے سختی نازل کرنے کی بد دعا کی ہے اور جو حاکم نرم دل اور عوام پر مہربان ہو اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے نرمی اور مہربانی طلب کی ہے دونوں دعاؤں کی قبولیت میں شبہ نہیں یہاں بھی سنگدل حاکم کی بد دعا میں فرد کو جماعت پر قربان کرنے میں بھی شان رحمۃ للعالمینی کا ظہور ہے ۔

(۲۲) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المومن للمومن کالبنیان یشد بعضہ بعضا - بخاری - مسلم -

ترجمہ ۔ ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک ایمان دار دوسرے ایمان دار کے حق میں ایسا ہے جیسے عمارت کی بنیاد کہ اس کا بعض دوسرے کو مضبوط کرتا ہے ۔

فائدہ ۔ یعنی جیسی عمارت میں مضبوطی ایک اینٹ کی دوسری اینٹ سے ہوتی ہے اسی طرح ایک ایماندار کو دوسرے ایماندار کا مددگار بننا چاہیے تاکہ ان کے اتحاد سے قوت پیدا ہو اور دشمنوں پر دھاک بیٹھے نیز ان کے ایمان کی ترقی اور خوبی اتفاق وتعاون پر ہی موقوف ہے ۔

(۸) عن ابی ھریرۃ اَن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ثلث منجیات وثلاث مھلکات - فاما المنجیات فتقوی اللہ فی السر والعلانیہ والقول بالحق فی الرضا والسخط والقصد فی الغنی والفقر واما المھلکات فھوی متبع وشح مطاع واعجاب المرء بنفسہ وھی اسد ھن - بیھقی -

ترجمہ - ابوھریرہؓ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں - جو نجات دینے والی ہیں (ان میں سے) ایک تو ظاہر وباطن میں خدا تعالیٰ سے ڈرنا دوسری خوشی وناخوشی دونوں حالتوں میں حق بات کہنا تیسری دولت مندی اور فقیری دونوں میں میانہ روی اختیار کرنا - اور جو ہلاک کرنے والی ہیں (ان میں سے) ایک نفسانی خواہش کی پیروی کرنا دوسری بخل اور حرص کا غلام بننا - تیسری اپنے آپ کو بزرگ و برتر خیال کرنا اور یہ آخری خصلت بدترین عادت ہے -

فائدہ - تین چیزیں نجات کا سامان ہیں - (۱) خلوت وجلوت میں اللہ سے ڈرنا یہ وصف تمام اعمال صالحہ کی چابی ہے - **التقوی ملوک الحسنات** (۲) کسی سے خوش وناخوش ہر دونوں حالتوں میں بلکہ رضا وغضب کے عام حالات میں بھی حق بات سے نہ ٹلنا (۳) امیری ہو یا فقیری دونوں حالتوں میں میانہ روی کو نہ چھوڑنا - مثلاً اسراف وبخل سے بچنا اور جود اختیار کرنا جو درمیانی حالت ہے - اور تین چیزیں ہلاکت کا سامان ہیں (۱) اپنی خواہش پر چلنا (۲) لالچ کا غلام بننا (۳) خود پسندی اختیار کرنا یہ سب سے برتر ہے کیونکہ خود پسندی اور تکبر سے اتباع ہوس اور اطاعت حرص بھی پیدا ہوتی ہے اس لئے یہ بنیادی طور پر بری خصلت ہے جس سے باقی خصلتوں کی نشوونما ہوتی ہے

(۹) عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اربع من کن فیہ کان منا فقا خالصا ومن کانت فیہ خصلہ منھن کانت فیہ خصلہ من النفاق حتی یدعھا اذا الوتمن خان واذا حدث کذب واذا عاھد غدر واذا خاصم فجر (بخاری ومسلم)

ترجمہ - عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جس کسی میں چار باتیں جمع ہوں وہ پورا منافق ہے - اور جس میں ان میں سے کوئی ایک بات پائی جائے تو سمجھو لو اس میں نفاق کی ایک خصلت پیدا ہوگئی جب تک اسے چھوڑ نہ دے - (وہ چار باتیں یہ ہیں) جب اس کے پاس کوئی چیز امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے اور جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب عہد کرے تو توڑ ڈالے اور جب کسی سے جھگڑ پڑے تو گالی دے -

فائدہ - نفاق کی دو قسمیں ہیں - ایک اعتقادی نفاق جس کا حاصل ہے اخفاء کفر واظہار ایمان - یہ کفر کی بدترین قسم ہے - دوم نفاق عملی جو اس حدیث میں مذکور ہے - اور چار چیزیں ہیں (۱) امانت میں خیانت (۲) جھوٹ بولنا (۳) عہد شکنی کرنا (۴) جھگڑتے وقت گالی دینا - یہ چار امور اگر کبھی کسی وقت اتفاقاً صادر ہوں تو گناہ ہیں - عملی نفاق نہیں - لیکن اگر ان امور کا صدور دائمی ہو اور بطور عادت ہو تو عملی نفاق ہے - لفظ اذا کا استعمال اس دوسری صورت کی متعین کرتا ہے - دوسری صورت بہ نسبت دوسری صورت کے بدترین گناہ ہے - جس کی وجہ سے ایک مومن کی عملی زندگی نفاق کے قالب میں ڈھل جاتی ہے - مومن کا فرض ہے کہ وہ منافق کی خصلتوں سے پرہیز کرے -

(۱۰) عن اسماء رضی اللہ عنہا قالت یا رسول اللہ ان لی ضرۃ فہل علی جناح ان تشبعت من زوجی غیر الذی یعطینی - فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم المتشبع بمالم یعط کلا لبس ثوبی زور - متفق علیہ -

ترجمہ - حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک عورت نے حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا - یا رسول اللہ میری ایک سوکن ہے اگر میں اس پر یہ ظاہر کروں کہ میرے شوہر نے مجھے یہ دیا یہ دیا اور واقعہ ایسا نہ ہو تو کیا اس میں گناہ ہے - آپؐ نے فرمایا جو چیز کسی کو نہیں دی گئی اس کا اظہار کرنے والا جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والے کی طرح ہے -

فائدہ - اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص کو کوئی چیز نہ دی گئی ہو اور وہ یہ ظاہر کردے کہ اس کو وہ چیز دی گئی ہے یہ نہ صرف جھوٹ ہے بلکہ بدترین جھوٹ ہے - کیونکہ اس میں دو جھوٹ جمع ہوئے - ایک نہ دی ہوئی چیز کو خلاف واقعہ

دی ہوئی چیز ظاہر کرنا - دوسرا دینے والے پر خدا ہو یا انسان جھوٹ باندھنا کہ اس نے دی ہے حالانکہ نہیں دی ہے - اس لئے حدیث میں دو کپڑوں کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ جھوٹ بھی دو ہیں - شارحین حدیث نے بیان کیا ہے کہ عرب میں عادت تھی کہ جو کوئی جھوٹی شہادت دیتا تھا تو عمدہ کپڑے مانگ کر پہن لیتا تھا یا کسی محفل میں جاتا تو ایسا کرتا تھا تاکہ پہلی صورت میں اس کو شریف سمجھ کر اس کی شہادت قبول کیجائے اور دوسری صورت میں کپڑوں کو دیکھ کر محفل و مجلس میں اس کو اچھا مقام دیا جائے - حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے "تشبہ بمالم یعط" کی مذکورہ شخص سے تشبیہ دی کیونکہ دھوکہ اور غیر واقعی نمائش دونوں جگہ مشترک ہیں - ازہری نے بیان کیا ہے کہ بعض لوگ قمیص کہ دو آستینس بناتے تھے یکے بالائے دیگر تاکہ دیکھنے والے سمجھیں کہ اس نے دو (۲) قمیص پہن لئے ہیں لا مبس ثوبی زور سے یہی مراد ہے -

(۱۱) عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اتدرون ماالغیبہ قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ذکوک اخاک بما یکرہ قیل افرئیت ان کان فی اخی ما اقول قال ان کان فیہ ما تقول فقد اعتبہ وان لم یکن فیہ ما تقول فقد بھتہ - مسلم شریف -

ترجمہ - ابوھریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے پوچھا کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے ؟ صحابہ نے عرض کیا - اللہ اور اس کا رسولؐ خوب جانتے ہیں - آپؐ نے فرمایا - اپنے مسلمان بھائی کا ایسی باتوں کے ساتھ ذکر کرنا جو اس کو بری معلوم ہوں ' غیبت ہے - پوچھا گیا ' اگر میرے بھائی کے اندر وہ برائی موجود ہو جس کا میں نے ذکر کیا ہے تب بھی وہ غیبت ہے ؟ آپؐ نے فرمایا اگر اس میں وہ برائی موجود ہو جس کا تو نے ذکر کیا تو تو نے غیبت کی اور اگر اس میں وہ برائی موجود نہ ہو تو پھر تو نے اس پر بہتان باندھا -

ترجمہ - حضرت ابو ایوبؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی کو چھینک آئے تو "**الحمد للہ علی کل حال**" کہے (یعنی ہر حال میں خدا کی تعریف ہے) اور جو شخص اس کا جواب دے وہ "**یرحمک اللہ**" کہے - پھر اس کے جواب میں چھینکنے والا یھدیکم اللہ ویصلح بالکم کہے -

فائدہ - چھینک کی حرکت دفع مضرت کے لئے ہوتی ہے مثل بلغم وغیرہ - اور اس سے رگ دماغ کی پھٹ جانے کا اندیشہ ہے - اس لئے جب چھینک سے فراغت ہو جاتی ہے تو ازالہ مضرۃ موجودہ اور مضرۃ متوقعہ سے امن حاصل ہونے پر حمد خداوندی کی تعلیم دی گئی ہے کہ وہ چھینکنے والے کے حق میں دعاء رحمت کرے اور بطور جواب دعاء "هل جزاء الاحسان الا الاحسان" کے چھینکنے والا بھی اس کے حق میں ہدایت واصلاح حال کی دعاء کرے تاکہ اخوۃ اسلامی اور محبت باہمی کا استحکام ہو -

معاملاتی مسائل

(۱) عن زید بن خالد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اوی ضالۃ فھو ضال ماکم یعد فھا - مسلم -

ترجمہ - حضرت زید بن خالدؓ کہتے ہیں حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص گم شدہ چیز کو اٹھا کر گھر میں رکھ لے وہ گمراہ ہے جب تک کہ اس کا اعلان نہ کرے -

فائدہ - گمشدہ چیز کے اٹھانے کی اجازت ہے - اس شرط کے ساتھ کہ ملکیت کا خیال نہ ہو بلکہ اعلان کے خیال سے اٹھائے ورنہ اٹھانا گمراہی اور گناہ ہے - اعلان اس حد تک کرے کہ اٹھانے والے کو اس امر کا ظن غالب پیدا ہو جائے کہ اگر اس کا مالک قریب موجود ہو جاتا تو حاضر ہوتا پھر اس کو ملک بنا سکتا ہے بشرطیکہ اگر وہیں مالک پیدا ہو جائے تو وہی چیز یا اس کی قیمت اس کو دیگا اور اگر ظن غالب پیدا نہ ہونے کا ہو تو اعلان کی آخری مدت ایک سال ہے -

(۲) عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التاجر الصدوق الامین مع النبین والصدیقین والشھداء - ترمذی -

ترجمہ - ابو سعیدؓ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہایت سچا اور دیانتدار تاجر (قیامت کے دن) نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا -

فائدہ - ہر قوم تجارت کے ذریعے ضروریات حیات حاصل کرتی ہے اگر واجبی قیمت بتلانے پر وہ سچائی اختیار کرے اور امانت کے تحت اپنی فروخت کردہ چیز کا کوئی عیب نہ چھپائے تو اس کے عمدہ اثرات کا تعلق چونکہ تمام عوام سے ہے اس لئے ایسے تاجروں کو انبیاء صدیقین شہداء کی صف کا مقام حاصل ہو جاتا ہے کیونکہ مذکورہ تینوں طبقے ان مقبولانِ بارگاہ خداوندی میں سے ہیں جن کے کارخانے فائدہ عوام کے لئے وقف تھے - اور صادق اور امین وہ تاجر ہے جو نفع عوام کی شاہراہ پر گامزن ہو -

(۳) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاصحاب الکیل والمیزان انکم قد ولیتم امرین ھلکت فیھما الامم السابقۃ قبلکم - ترمذی -

ترجمہ - حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں، حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپنے اور تولنے والوں سے فرمایا تمہارے ہاتھ میں دو ایسے کام ہیں جن کے سبب تم سے پہلی قومیں ہلاک ہوئیں -

فائدہ -

قوم شعیب علیہ السلام کی بربادی کا باعث کیل و وزن میں خیانت کرنا ہے اس لئے متنبہ کیا گیا ہے کہ اگر اس امت نے ناپ تول میں خیانت اختیار کی تو اس کا بھی وہی انجام ہوگا - خیانت ہر ایک بری ہے لیکن جو چیز قدرتی طور پر انصاف اور حفاظت حق کا معیار ہو اس میں خیانت کرے اس کی معیاریت کو ختم کرنا فساد عظیم ہے جس کی سزاء سے اس دنیا میں بھی کوئی قوم نہیں بچ سکتی -

(۴) عن عبید ابن رفاعہ عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال التجار یحشرون یوم القیامہ فجارا الا من اتقی وبر وصدق - ترمذی -

ترجمہ - عبیدؓ بن رفاعہؓ اپنے باپ سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تاجر لوگوں کا حشر فاجروں کا سا ہوگا، مگر وہ تاجر اس سے مستثنیٰ ہونگے جنہوں نے پرہیزگاری اختیار کی اور نیکی کی راہ پر چلے اور سچ بولا -

فائدہ ۔

تاجر جب تک سچا تاجر ہو تو نبیین صدیقین شہداء اور صالحین کیساتھ ہوگا جیسے گذر گیا لیکن جب تجارت میں دھوکہ بازی اختیار کرے تو قیامت میں فاجروں کی صف میں ہوگا یعنی عمل بدلنے سے مقام بھی بدل جائے گا ۔

(۵) عن عبید اللہ ابن عمرو قال یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الراشی والمرتشی و زاد ثوبان والرائشن یعنی اللی لمیشی بینھما - (ابوداؤد - ابن ماجہ احمد)

ترجمہ - عبد اللہ بن عمروؓ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے دونوں پر لعنت فرمائی اور "ثوبان" راوی نے یہ لفظ بھی بڑھائے ہیں کہ رائیش پر بھی لعنت فرمائی (یعنی جو رشوت دینے والے اور لینے والے کے درمیان واسطہ ہو ۔

فائدہ ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رحمہ للعالمین نے تین شخصوں کے لئے رحمت خداوندی سے محرومی کی بد دعا کی ہے ' رشوت دینے اور رشوت دینے والا ' دلال رشوت اور جب معمولی بزرگ کی دعاء قبول ہوتی ہے تو رحمہ للعالمین کی دعاء کیوں قبول نہ ہوگی ' لہٰذا مذکورہ تینوں اشخاص کا ملعون اور محروم از رحمت ہونا ضروری ہے ۔ تاوقیتکہ ان کاموں سے خلوص کے ساتھ توبہ نہ کریں رحمہ للعالمین کی رحمت سے محرومی کی بد دعاء محل یقوب ہے لیکن رشوت کے نتائج پر نظر ڈالنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس بد دعاء میں بھی شان رحمہ للعالمین کارفرما ہے چند اشخاص کی رشوت ستانی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہزاروں لاکھوں انسان انصاف سے محروم ہو جاتے ہیں اور ظلم کا شکار ہو جاتے ہیں لہٰذا یہ بہتر ہے کہ تین افراد رحمت سے محروم ہوں لیکن لاکھوں افراد کو رحمت نصیب ہو ۔ رشوت کا عمل ایسا ہے کہ تینوں مذکورہ افراد کا اس کی تکمیل میں دخل ہے لہٰذا سد باب رشوت کے

لئے تینوں کو یکساں مجرم قرار دینا ضروری ہے ۔

(٦) عن بریدة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من استعملناہ علی عمل فرز قناہ رزقا فما اخذ بعد ذلک فھو غلول - ابوداؤد -

ترجمہ - حضرت بریدہؓ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی کو ہم نے کسی کام پر مقرر کیا اور اس کو ہم نے اس کی تنخواہ دے دی اس کے بعد اگر وہ کچھ لے گا تو یہ خیانت ہوگی ۔

فائدہ ۔

ایک عہدہ دار یا حاکم اپنی تنخواہ کی علاوہ بطور رشوت یا اپنے عہدہ کے اثر سے بطور تحفہ جو کچھ حاصل کیا وہ سب کا سب خیانت میں شمار ہوگا ، البتہ وہ اقارب واحباب جو اس عہدہ کے بغیر بھی اس کو تحفہ بیجھا دیا کرتے تھے اور یہ معمول ان میں قبل ازعہدہ بھی جاری تھا اس کا خیانت میں شمار نہیں ہوگا بشرطیکہ منصب حکومت کا اس میں دخل نہ ہو قرآن میں واضح طور پر آیا ہے کہ خیانت کا مجرم عدالت قیامت میں اس حال میں پیش کیا جائے گا کہ خیانت کا مال اس پر لدا ہوا ہوگا ۔

(٧) عن ام سلمہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انما انا بشر وانکم تختصمون الی ولعل بعضکم ان یکون الحن بحجتہ من بعض فاقضی لہ علی نحو ما اسمع منہ فمن قضیت لہ بشئی من اخیہ فلا ماخذنہ فانما اقطع لہ قطعہ من النار - متفق علیہ -

ترجمہ - حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایک انسان ہوں اور تم اپنے جھگڑے میرے پاس لاتے ہو ، لیکن بعض لوگ اپنے دعویٰ کو خوب دلائل سے بیان کرتے ہیں اور میں اسی بیان پر فیصلہ دے دیتا ہوں ، لیکن یاد رکھوں جس کے حق میں فیصلہ کردوں اور حقیقت میں وہ چیز اس کی نہ ہو ، بلکہ اس کے بھائی کی ہو ، تو اسے چاہئے کہ وہ نہ لے ، کیونکہ وہ دوزخ کی آگ ہے جو میں اس کو دے رہا ہوں ۔

فائدہ -

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عدالت ظاہری دریافت اور ثبوت پر جس شخص کے حق میں ڈگری دیدے اور یہ ڈگری حقیقت کے خلاف ہو تو اس شخص کا فرض ہے جس کے حق میں ڈگری ہوئی ہو کہ وہ اپنے بھائی کا حق نہ لے ورنہ عذاب دوزخ کا مستحق ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ عدالت کا حکم نافذ نہیں اور عدالتی فیصلہ حرام کو حلال نہیں کرسکتا اس پر اکثرائمہ متفق ہیں لیکن نفس فیصلہ صحیح تصور ہوگا کیونکہ شرعی ضوابط کے تحت کیا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ صاحب وحی علیہ اسلام پر اس کے خلاف وحی نہیں آئی اور نہ ہی وحی کی ضرورت تھی -

(۸) عن عبد اللہ ابن مسعودؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب الحلال فریضہ بعد الفریضہ الامانہ تجلب الرزق والخیانہ تجلب الفقر -

ترجمہ - عبد اللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پاک وحلال کمائی فرض ہے فرض کے بعد - امانت سے رزق بڑھتا ہے اور خیانت سے فقر بڑھتا ہے -

فائدہ -

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دین و دنیا دونوں مقصود ہیں - لیکن دین دنیا پر مقدم ہے کہ اس کا فائدہ دائمی ہے اور دنیا کا وقتی - اس لئے طلب حلال کو دوسری جگہ پر رکھا گیا - امانت سے روزی بڑھنا اور خیانت سے کم ہونا دونوں طرح ہے معنوی بھی اور حسی بھی -

معنوی یہ کہ امانت کے تحت حاصل کردہ مال میں برکت ہوتی ہے اور خیانت سے حاصل کردہ میں بے برکتی - اور حسی یہ کہ اکتساب رزق کے جس قدر وسائل ہیں خواہ تجارت ہو یا دیگر ذریعہ ان سب کی کامیابی کا دار ومدار امانت پر ہے - خیانت کی صورت میں رزق کا کوئی ذریعہ کامیاب نہیں ہوسکتا -

(۹) عن معاذؓ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول بئس العبد المحتکر

ان ارخص اللہ الاسعار حزن وان اغلاھا فرح - بیہقی -

ترجمہ - حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے ذخیرہ اندوزی کرنے والا انسان بہت برا ہے کہ اگر خداوند تعالیٰ غلہ کو سستا کر دے تو رنجیدہ ہوتا ہے اور گراں کروے تو خوش ہوتا ہے -

فائدہ -

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر ایسا امر جس میں ایک شخص کا فائدہ ہو اور عوام کا نقصان ہو اگرچہ قدرتی اسباب سے ایسا ہوا ہو اس امر پر خوش ہونا معصیہ اور جرم ہے -

(۱۰) عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ایاکم والجلوس بالطر قات فقالو یا رسول اللہ مالنا من مجالسنا بد نتحدث فیھا فاذا ابیتم الا المجلس فاعطوا الطریق حقہ قالو وما حق الطریق یا رسول اللہ قال غرض البصر وکف الا ذی ورد السلام والامر بالمعروف والنھی عن المنکر - متفق علیہ - وفی روایتہ ابی ھریرۃ وارشاد السبیل وفی روایتہ عمر وتغیثوا الملھوف وتھد وا انصال : ابوداؤد -

ترجمہ - ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم شارع عام پر نہ بیٹھا کرو - صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم تو راستے پر بیٹھنے کے لئے مجبور ہیں - اس لئے کہ ہم وہاں بیٹھ کر تمام ضروری امور پر گفتگو کرتے ہیں - آپؐ نے فرمایا - اگر تم مجبور ہو تو راستہ کا حق ادا کیا کرو - صحابہ نے عرض کیا - راستہ کا حق کیا ہے - آپؐ نے فرمایا نظر نیچی رکھنا - کسی کو تکلیف نہ دینا - سلام کا جواب دینا - نیک کاموں کا لوگوں کو حکم دینا - اور ممنوع باتوں سے روکنا - اور ابوھریرہؓ کہتے ہیں آپؐ نے یہ بھی فرمایا - مسافر کو راستہ بتانا حضرت عمرؓ کہتے ہیں - آپؐ نے فرمایا - کہ مظلوم کی فریاد رسی کرنا - اور بھولے ہوئے کو راستہ بتلانا - (بخاری - مسلم - ابوداؤد)

فائدہ -

اول تو بلا ضرورت راہ عام پر بیٹھنا خلاف وقار اسلامی ہے - لیکن اگر ضرورت پڑے تو حسب ذیل حقوق کی بجا آوری ضروری ہے (۱) کوئی عورت گزرے تو اس پر نگاہ نہ ڈالے - (۲) راستہ میں کوئی تکلیف دہ چیز ہو - مثلاً پتھر - کانٹا - کیچڑ اس کو ہٹا دے (۳) گذرنے والا سلام کہے تو جواب دے (۴) ترک معروف اور ارتکاف منکر دیکھے تو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کر دے (۵) کوئی راستہ پوچھ لے تو راہ بتلا دے (۶) کسی کو تکلیف یا ظلم میں مبتلا دیکھے تو اس کی مدد کر دے (۷) راستہ بھولنے والے کو راہ بتلا دے - یہ سات حقوق ہیں جو راہ عام پر بیٹھنے والوں کے ذمہ اسلام نے عائد کر دیئے ہیں ؟

(۱۱) عن ابی موسے الاشعری رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انما مثل الجلیس الصالح وجلیس اسوء - کحامد المسک ونافخ الکیم فحامل المسک اما ان یحذیک واما ان تبتاع منہ واما ان تجد منہ ریحا طیبہ ونافخ الکیر - اما ان یحرق ثیالک واما ان تجد منہ ریحا منتنہ : بخاری - مسلم -

ترجمہ - ابو موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں - کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - نیک ساتھی کی مثال اس شخص جیسی ہے جو مشک رکھنے والا ہو - یا تو تجھے مفت مشک دے دے گا یا تو اس سے خرید لے گا - اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں گی تو کم ازکم تو اس کی خوشبو کو پالے گا برے ساتھی کی مثال بھٹی دھونکنے والے کی ہے یا تو تیرے کپڑے جلا دے گا اور اگر یہ نہ ہوگا تو اس کی بدبو ضروری محسوس ہوگی ؟

فائدہ -

اس حدیث میں نیک صحبت کی ترغیب اور بری صحبت کی ترہیب معلوم ہوتی ہے - اور ہر نیک وبد صحبت کی تاثیر کی دو محسوس مثالیں بیان کی ہیں ہر ایک مثال کے ذریعہ اعلی وادنی اثر کو بیان کیا گیا ہے - صحبت نیک کی مثال صاحب مشک کی ہے جس کا اعلی اثر یہ ہے کہ تو اس سے نفس مشک حاصل کریگا - اور ادنی یہ ہے کہ اگر مشک حاصل نہ ہو - تو خوشبوئے مشک تو حاصل ہوگی اور صحبت بد کی مثال

لوہار کی دوکان ہے جس کا اعلیٰ اثر کپڑوں کا جل جانا ہے اور ادنیٰ اثر بدبو کو حاصل کرنا ہے انسانی عقائد واخلاق واعمال کے لئے مؤثر ترین چیز صحبت و رفاقت ہے جس کی تاثیر سے بچنا ناگریز ہے اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ صحبت نیک حاصل کرنے کی سعی کریں اور صحبت بد سے پرہیز رکھیں -

(۱۲) عن ابی عمر قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ الامام راع ومسئول عن رعیتہ والرجل راع فی اھلہ ومسئول عن رعیتہ والمراۃ راعیتہ فی بیت زوجھا ومسئولہ عن رعیھا والخادم راع فی مال سدہ ومسئول عن رعیتہ - بخاری - مسلم -

ترجمہ - ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا فرماتے تھے تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اپنی رعایا کے بارے میں باز پرس ہوگی امام اور خلیفہ بھی راعی و نگہبان ہیں ان سے بھی انکی رعیت کے متعلق سوال ہوگا اور مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اس سے اسی کی بابت کا سوال ہوگا اور عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے اس سے بھی اس کے متعلق پوچھا جائے گا - خلاصہ کلام یہ کہ تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے متعلق سوال کیا جائے گا -

فائدہ -

عام طور پر انسان انفرادی نیکی کو نیکی سمجھتا ہے - اور حقوق غیر سے غافل رہتا ہے اس حدیث میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ انفرادی فرائض کے علاوہ اجتماعی فرائض سے بھی عدالت الہٰی میں سوال ہوگا یعنی بادشاہ سے رعیت کے حقوق کا اور خاندان کے بڑے آدمی سے اپنے خاندان کے حقوق کا اور عورت سے شوہر کے حقوق کا خادم اور نوکر سے اپنے سردار کے حقوق کا اس میں شوہر سے عورت کے حقوق کا تذکرہ اس لئے نہیں کیا گیا کہ اس حدیث میں مخفی اور نامعلوم حقوق کا بیان مقصود ہے اور شوہر کے اوپر بیوی کے حقوق معلوم اور متعین ہیں یعنی نفقہ وکسوۃ وغیرہ اس لئے ان کے بیان کی ضرورت نہیں سمجھی گئی -

(۱۳) عن جرير بن عبد الله قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ما من رجل يكون فى قوم يعمل فيهم بالمعاصى - يقدرون على ان يغيروا عليه ولا يغيرون الا اصابهم الله منه بعقاب قبل ان تميوتوا - ابوداؤد - ابن مساجه -

ترجمہ - حضرت جریر بن عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرما رہے تھے جس قوم میں کوئی ایسا شخص ہو جو گناہ کرتا ہو اور قوم اس کو گناہ سے روکنے پر قدرت رکھتی ہو پھر بھی اسے نہ روکے تو اللہ تعالیٰ اس قوم کو دنیا میں ہی اپنے عذاب میں گرفتار کر دیتا ہے -

فائدہ -

بعض گناہوں کی سزا کا ظہور صرف آخرت میں ہوتا ہے کیونکہ آخرت ہی دارالجزاء ہے لیکن جو حاکم یا صاحب اقتدار شخص گناہوں کو روکنے کی طاقت رکھتے ہوئے بھی چشم پوشی کرے اور گناہوں سے روکنے کی کوشش نہ کرے اور جرائم کو نہ مٹائے اس کو اس حدیث کے مطابق خداوند تعالیٰ موت سے قبل اسی دنیا میں عذاب دیگا -

(۱۴) عن اوس بن سرجيل رضى الله تعالى عنه انه سمع صلى الله عليه وسلم يقول من مشى مع ظالم ليقويه فهو يعلم انه ظالم فقد خرج من الاسلام - بيهقى -

ترجمہ - اوس بن سرجیلؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کو سنا فرمارہے تھے جو شخص ظالم کا ساتھ دے اس لئے کہ اس سے اسکو طاقت حاصل ہو اور جانتا ہے کہ یہ شخص ظالم ہے تو وہ مددگار اسلام سے خارج ہو جاتا ہے (یعنی اس کا ایمان کامل نہیں رہتا -

فائدہ -

اسلام کے کل احکام کا مقصد دنیا میں حفظ حقوق اور انسداد مظالم ہے جو آدمی خود ظلم کرتا ہے یا ظالم کی امداد کرتا ہے وہ اسلامی حدود واحکام سے نکل گیا کیونکہ اس نے اسلام کی روح جو سلامتی اور قیام امن ہے اس کو توڑ دیا -

(۱۵) عن عائشہ ان قریساًاھمم سان المراۃ المخزومیہ الی سرقت فقالوا من یکلم فیھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا من یحتیری علیہ الا اسامہ بن زید حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکلمہ اسامہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتشفع فی حد من حدود اللہ تعالی ثم قام فاختطب ثم قال انما ھلک من فان قبلکم انھم کانوا اذا سرق فیھم الشریف ترکوہ واذا اسرق فیھم الضعیف اقاموا علیہ الحد والم اللہ لو ان فاطمہ بنت محمد سرقت لقطعت یدھا - بخاری - مسلم -

ترجمہ - حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ قریش ایک مخزومی عورت کے معاملہ میں بہت فکر مند تھے جس نے چوری کی تھی (اور حضورؐ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تھا) قریش نے کہا کہ اس کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون بات کرے بعض نے کہا کہ اسامہؓ بن زید سے حضورؐ کو بہت محبت ہے اگر کچھ کہہ سکتے ہیں تو وہی کہہ سکتے ہیں چنانچہ اسامہؓ نے آپؐ سے ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اسامہ تو خدا کی حدود میں سفارش کرتا ہے یہ کہہ کر آپ کھڑے ہوگئے اور خطبہ دیا فرمایا کہ تم سے پہلی امتیں اس لئے ہلاک ہوگئیں کہ ان میں جب کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تھا تو اس کو سزا نہیں دیتے تھے قسم خدا کی اگر فاطمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا -

فائدہ -

بعض امور قابل عفو ودرگذر ورعایت ہوتے ہیں ان میں سفارش کی گنجائش ہوتی ہے ایسے امور کے متعلق حدیث میں آیا ہے اشفعوا تو جروا سفارش کرو تمہیں ثواب ملے گا اور بعض امور وجرائم ایسے ہوتے ہیں جو قانون اسلام میں قابل تعزیر ہیں ایسے امور کو حدود کہتے ہیں اور ان میں سفارش کرنا روح قانون کو فنا کرنا ہے حضرت اسامہؓ وغیرہ نے دونوں میں فرق ملحوظ نہ رکھتے ہوئے سفارش کی اور حضورؐ نے "فی حد من حدود اللہ" فرما کر اس کو ڈانٹ کر سفارش مسترد کر ڈالی تاکہ قانونی مساواۃ امیروغریب میں قائم رہے -

(۱۶) عن ابن مسعود قال قال رجل للنبی اللہ علیہ وسلم یا رسول اللہ کیف لی ان اعلم اذا احسنت او اذا اسات فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا سمعت جیرانک یقولون قد احسنت فقد احسنت واذا سمعتھم یقولون قد اسات فقد اسات - ابن ماجہ -

ترجمہ - ابن مسعودؓ کہتے ہیں ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ - میں کس طرح معلوم کروں کہ یہ کام میں نے نیک کیا ہے یا برا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو اپنے کسی کام کی نسبت ہمسایوں کو یہ کہتے ہوئے سنے کہ تو نے اچھا کام کیا ہے تو وہ اچھا کام ہے اور جب تو اپنے ہمسایوں کو یہ کہتے سنے کہ تو نے برا کام کیا تو تو نے برا کام کیا -

فائدہ -

اس حدیث سے مسلمان کے اچھے اور برے ہونے کا ایک ضابطہ معلوم ہوا وہ یہ کہ جس مسلمان کے اچھے ہونے کی شہادت ان کے پڑوسی دیدیں وہ اچھا ہے اور جس کے برے ہونے کی شہادت اس کے پڑوسی دیں تو وہ برا ہے گویا عدالت الٰہی اور قانون خداوندی میں پڑوسی کی شہادت فیصلہ کن ہے اس سے پڑوسی کے حقوق کا اندازہ لگانا چاہیے کہ وہ کس قدر اہم ہیں -

اجتماعی مسائل

(۱) عن انس ممن عبد اللہ قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ - بیہقی

ترجمہ - حضرت انسؓ اور عبد اللہؓ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مخلوق خدا کا کنبہ ہے اور بہترین شخص مخلوق میں سے وہ ہے جو خدا کے کنبہ کے ساتھ احسان کرے -

فائدہ -

اس حدیث میں اسلام کی شفقت علی الخلق کے قانون کا بیان ہے مومن ہو یا کافر - انسان ہو یا حیوان سب کو خدا کا کنبہ سمجھ لو اور جو خدائی کنبے کے ساتھ احسان کرے گا وہی اللہ جل جلالہ کا محبوب بنے گا کیا کوئی مذہب شفقت علی

الخلق کا ایسا وسیع قانون پیش کرسکتا ہے -

(۲) عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم للمومن علی المومن ست خصال یعوده اذا مرض ویشهده اذا مات فیجیبه اذا دعاه ویسلم علیه اذا لقیه ' ویشمته اذا عطس وینفح له اذا غاب اوشهد - صاحب الجامع بروایه نسائی -

ترجمہ - ابوھریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کے مسلمان پر کچھ حق ہیں - (۱) جب کوئی مسلمان بیمار ہو تو اس کی بیمار پرسی کرنا - (۲) جب کوئی مسلمان فوت ہو جائے تو اس کی تجہیز و تکفین اور جنازہ میں شریک ہونا - (۳) جب کوئی مسلمان کھانے پر بلائے تو اس کی دعوت قبول کرنا - (۴) جب کوئی مسلمان ملے تو اس کو اسلام علیکم کہنا - (۵) جب کوئی مسلمان چھینکے تو اس کے جواب میں اگر وہ الحمد اللہ کہے تو یرحمک اللہ کہنا - (۶) حاضر وغائب مسلمان کی ہمدردی و خیرخواہی کرنا -

فائدہ -

اسلامی معاشرہ کی شیرازہ بندی کے لئے ضروری ہے کہ ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان کے ساتھ گہری محبت کا رشتہ ہو جس میں ان چھ امور کا خاص طور پر دخل واثر ہے - (۱) جب ایک مسلمان بیمار ہو جائے تو اس کی بیمار پرسی کی جائے - (۲) جب فوت ہو جائے تو اس کی تجہیز و تکفین وجنازہ میں شریک ہو - (۳) جب کھانے پر بلائے تو اس کی دعوت قبول کرے تاکہ اس کی دلشکنی نہ ہو - (۴) ملاقات کے وقت اس پر سلام کہے (۵) جب چھینک کر الحمد للہ کہے تو یہ یرحمک اللہ کہہ کر اس کے حق میں رحمت کی دعا کرے کیونکہ چھینک کے وقت رگ گردن پھٹنے کا خطرہ ہوتا ہے اس لئے جب انجام بخیر ہو جائے تو چھینکنے والا حمد خداوندی بجا لائے اور دوسرا مسلمان دعا رحمت کرے (۶) حاضر وغائب مسلمان کی ہمدردی کرے -

(۳) عن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال اتدرون ما المفلس قالو المفلس فینامن لادرهم له ولامتاع فقال ان المفلس من امتی من یاتی یوم القیامه بصلوة وقیام فشتم هذا وقذف وهذا واکل مال هذا وسفک دم هذا وضرب هذا فیعطی هذا من

حسناته وهذا من حسناته فان فنيت حسناته قبل ان يقضي ما عليه اخذ من خطيا هم فطرحت عليه ثم طرح فی النار !مسلم !

ترجمہ ۔

ابوھریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تم جانتے ہو مفلس کون ہے صحابہ نے عرض کی مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ تو روپیہ ہو اور نہ کوئی اور سامان آپؐ نے فرمایا میری امت سے قیامت کے دن وہ شخص مفلس ہوگا جو دنیا سے نماز ۔ روزہ ۔ زکوۃ ہر قسم کی عباتیں لیکر آئے گا لیکن ساتھ میں کسی شخص کو گالی دینے اور تہمت کسی پر لگانے کسی کا مال کھانے کسی کو قتل کرنے اور کسی کو ناحق مارنے کے گناہ بھی لائے گا اس وقت ہر مظلوم کواس کی نیکیوں میں سے دیا جائے گا اور جب نیکیاں ختم ہو جائیں گی اور لوگوں کے حقوق ابھی باقی ہونگے ۔

فائدہ ۔

اس حدیث سے حقوق العباد کی بڑی اہمیت ثابت ہوتی ہے خواہ اعلی ہوں یا ادنی مثلا کسی مسلمان کو جان سے مارا ہو یا زنا کا الزام بلا ثبوت شرع لگایا ہو ۔ یا اس کا مال نا حق کھایا ہو ۔ یا اس کو گالی دی ہو یا اسکو پیٹا ہو ۔ الغرض جانی مالی یا آبروریزی کی کوئی بھی تکلیف پہنچائی ہو تو تمام اہل حشر کی روبرو اس شخص کی نیکیاں جن میں سے اہم ترین نماز روزہ زکوۃ ہیں صاحب حق کو دیجائینگی اگر نیکیوں سے بدلہ پورا نہ ہو سکے تو صاحب حق کی سیئات اس فرد کی سیئات میں ڈالی جائیں گی اس فیصلہ کے بعد دوزخ میں ڈالا جائے گا یعنی جس بد بخت نے حیات فانی کی نفع کے پیش نظر دوسرے کی حق تلفی کی تھی وہ دوسرا شخص تو فائدہ سے مالا مال ہوا اور اس کی بگڑی ہوئی حیات ابدی بن گئی اور جس نے حق مارا تھا اسکی حیات ابدی برباد ہوئی اور شدید حاجت کے وقت ذخیرہ آخرت سے محروم ہوکر ناکردہ گناہوں کا بوجھ اس پر لادا گیا جس کے تدارک کی کوئی صورت بھی ممکن نہیں موجودہ زمانے کے مسلمانوں کو اس حدیث کے مضمون پر خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے ۔

(۴) عن ابی هریرة قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رغم انفہ رغم انفہ رغم انفہ قیل من یاسول اللہ قال من ادراک والدیہ عند الکبر احدھما او کلاھماا ثم لم یدخل الجنہ :

ترجمہ ۔

حضرت ابوھریرہؓ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خاک آلود ہو ناک اسکی خاک آلود ہو ناک اس کی خاک آلود ہو ناک اس کی (یعنی ذلیل ہو) پوچھا گیا یاؐ رسول اللہؐ کس کی ناک آپؐ نے فرمایا اس شخص کی جس نے اپنے والدین میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو بوڑھا پایا پھر ان کی خدمت کرکے جنت حاصل نہیں کی ۔

فائدہ ۔

وہ آدمی خواہ مرد ہو یا عورت زلت کا مستحق ہے کہ اس نے بڑھاپے میں والدین میں سے کسی ایک یا دونوں کو پایا لیکن انکی خدمت گزاری سے جو داخلہ جنت کا موجب ہے محروم رہا اور جنت نصیب نہ ہوئی خدمت والدین ہر حال میں اللہ تعالٰی کی خوشنودی کا بہترین ذریعہ ہے لیکن بالخصوص جب والدین بوڑھے ہوجائیں تو ان کو خدمت کی حاجت شدید تر ہو جاتی ہے ایسے وقت میں خدمت والدین قرب الٰہی کا بہت بڑا ذریعہ بن جاتی ہے جس سے محروم رہنا بہت بڑی بدبختی ہے اس لئے والدین جوانی کی نسبت بڑھاپے میں زیادہ رعایت اور خدمت کے مستحق ہیں ۔

(۵) عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احب ان یبسط لہ فی رزقہ وینسالہ فی اثرہ فیصل رحمہ ۔ متفق علیہ ۔

ترجمہ ۔

انسؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی چاہتا ہے کہ اسکی روزی کشادہ اور اس کی زندگی بڑھائی جائے تو اپنے قرابتی لوگوں کی خبرگیری کرے ۔

فائدہ : بہت سے نیک اعمال میں دنیا میں دنیوی فوائد بھی مضمر ہیں چنانچہ احسان اقارب ایسا عمل ہے کہ ثواب آخرت کے علاوہ دو فائدے اس پر دنیا میں بھی مرتب ہو جاتے ہیں کشائش رزق اور طول عمر ۔ عمل اور نتیجہ عمل میں مناسبت یہ ہے کہ اقارب عموماً ماں باپ کے رشتہ سے منسلک ہوتے ہیں تو ان پر احسان در حقیقت والدین پر احسان ہے اور والدین اولاد کی روزی کی بھی سعی کرتے ہیں اور بیمار ہو جائے تو بقائے زندگی و عمر کے لئے بھی کوشاں رہتے ہیں اسی کا ثمرہ ہے کہ اولاد جب اقارب کی خبر گیری کرے تو ان کو بھی ویسا ہی بدلہ ملنا چاہئے ۔

(٦) عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم الساعی علی الرملة والمسكين كالساعی فی سبيل الله واحسبه قال كالقائم لايفتر وكالصائم لايفطر : بخاری مسلم ۔

ترجمہ ۔

ابوہریرہ کہتے ہیں رسول اللہ صلعم نے فرمایا بیوہ عورت اور مسکین کی خبر گیری کرنے والا خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مانند ہے راوی کہتا ہے میرا خیال ہے آپؐ نے یہ بھی فرمایا بیوہ اور مسکین کی خبر گیری کرنے والا اس شب بیدار شخص کی مانند ہے جو عبادت اور شب بیداری میں سستی نہیں کرتا اور اس روزہ دار کی مانند ہے جو دن کو کبھی افطار نہیں کرتا (یعنی صائم الدھر کی طرح)

فائدہ : بعض حقوق العباد ایسے ہیں کہ انکی مقدار قلیل حقوق اللہ کی مقدار کثیر کی برابری کر سکتی ہے مثلاً بیوگان اور مسکین کی خبر گیری کرنا معمولی عمل ہے لیکن اس کا ثواب ساری رات عبادت کرنے والے اور ہمیشہ روزہ رکھنے والے کے ثواب کے برابر ہے کیونکہ بندہ محتاج اور خدا غنی ہے اس لئے شریعت نے حقوق اللہ کی نسبت حقوق العباد کی ادائیگی پر زیادہ زور دیا ہے ۔

(٧) عن ابی هريرة ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال لايدخل الجنة من لايامن جاره بوائقه ۔ مسلم :

ترجمہ ۔

ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے پڑوسی اس کی مضرتوں سے محفوظ نہ ہوں۔

فائدہ : پڑوسی کا ایک بڑا حق یہ ہے کہ اس کو تکلیف نہ دی جائے بلکہ اس کو راحت پہنچائی جائے اس حدیث میں اس حق کو اس قدر ضروری قرار دیا گیا ہے کہ جو اس کی خلاف ورزی کرے وہ سزا یابی سے قبل جنت میں داخل نہیں ہو سکتا چاہئے اس کے دیگر اعمال کتنے اچھے کیوں نہ ہوں پڑوسی کی تخصیص اس لئے کی گئی ہے کہ پڑوس کی مضرت مسلسل اور دائمی ہے اور اس سے نجات کی کوئی صورت نہیں الا یہ کہ گھر چھوڑ کر دوسری جگہ چلا جائے بر خلاف اوروں کی مضرت کے کہ وہ نہ دائمی ہے اور نہ مسلسل کیونکہ غیر پڑوسی کے ساتھ ہر وقت معیت نہیں اس حدیث کا مضمون اصلاح معاشرہ کے لئے ایک بڑا گر ہے۔

(۸) عن ابن عمر و عائشہ قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما زال جبریل یوصینی بالجار حتی ظننت انہ سیورثہ - بخاری -مسلم :

ترجمہ۔

حضرت ابن عمرؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتے ہیں کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل ہمسایہ کے متعلق مجھے برابر نصیحت کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ شاید (ہمسایہ کو) وراثت میں شریک کردیں گے۔

فائدہ : اسلامی معاشرہ واخوۃ کا تقاضا یہ ہے کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان سے اچھا برتاؤ کرے خواہ قریب ہو یا بعید لیکن بعید سے چونکہ سابقہ کم پڑتا ہے اور قریب پڑوسی سے زیادہ اس لئے حضرت جبریل نے خدائی فرمان میں پڑوسی کے حقوق کی یہاں تک تاکید فرمائی کہ حضورؐ کو اسکے وارث ہونے کا شبہ پیدا ہوگیا ایسا کوئی مسلمان نہیں جو کسی کا پڑوسی نہ ہو اور اس کا کوئی پڑوسی نہ ہو۔ اگر پڑوسی کے اسلامی حقوق کو پوری طرح عمل میں لایا جائے تو مسلمانوں کا پورا معاشرہ درست ہو جائیگا اور مسلمانوں کی پوری زندگی راحت و اطمینان کی جنت بن جائے گی یہی راز ہے کہ پڑوسی کے حقوق پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔

(۸) عن انس قال قال رسول اللہ صلی علیہ وسلم خیر کم من لم یترک اخر لہ

لدنیاہ ولادنیاہ لاخرتہ ولم یکن کلا علی الناس - جامع صغیر للسیوطی لمحمد :

ترجمہ -

انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو دنیا کے طمع میں آخرت سے صرف نظر نہیں کرتا اور آخرت کیلئے دنیا کو ترک نہیں کرتا اور لوگوں پر بوجھ نہیں بنتا -

فائدہ - اس حدیث میں دنیا و آخرت دونوں کو جمع کرنے کی تعلیم دی گئی ہے کیونکہ دونوں کے اندر تضاد وتصادم نہیں بلکہ دونوں ہی خیر ہیں اور دونوں خیروں کو جمع کرنا جامع الخیرین بنا دینے والا ہے جسے حدیث میں "خیرکم" سے تعبیر کیا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام نے مسلمان کے تمام اوقات زندگی کو دینی کاموں اور اسلامی فرائض میں مشغول نہیں رکھا بلکہ دنیوی کاموں کے بہت بڑا حصہ فارغ رکھا کہ وہ دنیوی خیر کو بھی حاصل کر سکے بلکہ حکم دیا کہ فارغ وقت میں کسب معاش کرو - فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ میں یہی حکم دیا گیا ہے البتہ جو مختصر وقت آخرت کمانے کے لئے مختص ہے مثلا نماز اس میں اگر دنیوی مفاد سے تصادم ہو تو آخرت کے کام کو دنیا کے کام پر ترجیح ہوگی اور دنیا کی ترجیح قابل مذمت ہوگی - **بل تؤثرون الحیوۃ الدنیا والآخرۃ خیر وابقی**

(۴) عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال المسلم یخالط الناس ویصبر علی اذاھم افضل من الذی لایخالطھم ولایصبر علی اذاھم - ترمذی :

ترجمہ -

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مسلمان جو لوگوں میں مل جل کر رہے ان کی اذیتوں پر صبر کرے اس مسلمان سے بہتر ہے جو لوگوں سے الگ رہے اور ان اذیتوں پر صبر نہ کرے -

فائدہ : اس حدیث میں عوام سے تعلق رکھنے والے مسلمان کو گوشہ نشیں مسلمان پر فضیلت دی گئی ہے اس وجہ سے کہ ایک اختلاط کی ہی صورت میں بہت سے حقوق ادا ہو سکتے ہیں مثلا عیادت مریض شرکت جنازہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر ایک دوسرے کی امداد کرنا دوسرا یہ کہ اختلاط میں عوام کی طرف سے تکلیفیں

بھی پہونچتی ہیں جن میں مجاہدہ نفس ہے اور اس میں بہت بڑا ثواب ہے ۔

(۱۱) عن ابی شریح خویلد بن عمر الخزاعی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلیکرم ضیفہ جائزتہ قالوا فما جائزتہ یا رسول اللہ قال یومہ ولیلتہ ایضافہ ثلاثہ ایام فما کان فوراء ذالک فھو صدقہ متفق علیہ وفی روایہ لمسلم لایحل ان یقیم عند اخیہ حتی یوثمہ قالوا یا رسول اللہ قالوا یا رسول اللہ وکیف یثوثمہ قال یقیم عندہ ولا شئی لہ یقریہ بہ ۔ بخاری مسلم :

ترجمہ ۔

حضرت ابو شریح خویلد بن عمر وخزاعیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرما رہے تھے جو کوئی اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہئے کہ مہمان کا حق ادا کرے صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہؐ اس کا کیا حق ہے فرمایا ایک دن اور ایک رات (اس کی خوب خاطر کرے) اور ضیافت تین دن ہے اس کے علاوہ صدقہ ہے مسلم کی روایت میں ہے حضورؐ نے فرمایا کہ کسی شخص کے لئے یہ چیز حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کے پاس اتنی دیر قیام کرے کہ اس کو گناہ میں مبتلا کر دے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اس کو گناہ میں کیسے مبتلا کرے گا فرمایا اس کے پاس ٹہرا رہے یہاں تک کہ اس کے گھر میں کوئی چیز نہ رہے جس سے وہ مہمان نوازی کرے ۔

فائدہ : ضیافت تین دن تک ہے پہلے دن وسعت کے مطابق تکلف کرکے کھلائے یہ جائزہ کہلاتا ہے اور اکرام کا تعلق اس سے ہے دوسرے اور تیسرے دن ماحضر پیش کرے جو حسب عادت خود کھاتا ہے ۔ اس کے بعد صدقہ ہے جس میں اس کو اختیار ہے دے یا نہ دے لیکن مہمان کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ تین دن سے زیادہ نہ ٹہرے تاکہ میزبان پر تنگی نہ ہو اور اس کو بے مروتی کے گناہ پر مجبور نہ کروے اگر میزبان غریب ہو تو تین دن ٹہرنا بھی منع ہے تاکہ میزبان ترک اکرام کے گناہ سے بچ جائے حدیث دونوں صورتوں کو شامل ہے سبحان اللہ کیا حکیمانہ تعلیم ہے جس میں طرفین کی رعایت کی گئی ہے ۔

(۱۲) عن واثلہ ابن الخطاب قال دخل رجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو

فی المسجد قاعد فتزجزح لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال الرجل یارسول اللہ ان فی المعان سعۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان للمسلم فلحقا اذا راہ اخوہ ان یتزحزح لہ (بیہقی)

ترجمہ ۔

حضرت واثلہ بن خطابؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے دیکھ کر اپنی جگہ سے ذرا ہٹ گئے اور اس کے لئے جگہ خالی کردی اس نے کہا یا رسول اللہؐ جگہ تو کافی اور کشادہ ہے آپؐ نے فرمایا ایک مسلمان کا فرض ہے کہ جب وہ کسی مسلمان بھائی کو آتا دیکھے تو اس کے لئے اپنی جگہ سے حرکت کرے اور جگہ نکالے ۔

فائدہ : اس حدیث میں مجلسی قانون کی دو حکمتوں کا بیان ہے ایک احترام مسلم تاکہ محبت باہمی میں اضافہ ہو دوئم اظہار تواضع تاکہ تکبر اور بد دماغی سے نجات حاصل ہو اور اسلامی معاشرہ مساوات کے رنگ میں رنگا جائے ۔

(۱۳) عن قتادۃ قال قال رسول اللہ صلی علیہ وسلم اذا دخلتم بیتا فسلموا علی اھلہ واذا اخرجتھم فاودعوا اھلہ بسلام (بیہقی)

ترجمہ ۔

حضرت قتادہؓ کہتے ہیں حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم گھر میں داخل ہوو تو گھروالوں کو سلام کہو اور جب تم گھر سے باہر جاؤ تو گھر والوں کو سلام کہہ کر رخصت ہوو ۔

فائدہ : گھر میں دخول و خروج کے وقت سلام کہنے کی تعلیم نہایت حکیمانہ سبق ہے جو اس امت کو دیا گیا ہے جس سے افراد خانہ میں باہمی محبت و ہمدردی کا رشتہ قائم ہوتا ہے دخول کے وقت باہمی ملاپ ہے اور خروج کے وقت باہمی جدائی دونوں حالتوں میں افراد معاشرہ کا فرض ہے کہ ایک دوسرے کی سلامتی کے خواہاں رہیں تاکہ معاشرہ کی بنیاد مستحکم ہو اور اس میں رخنہ واقع ہونا نہ پائے ۔

(۱۴) عن حذیفہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتکونوا امعہ تقولون ان احسن الناس احسنا وان ظلموا ظلمنا ولکن وطنوا انفسکم ان احسن الناس ان تحسنوا

وان اسائوا فلاتظلوا -

ترجمہ ـ

حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم "امعہ" نہ بنو کہ اس طرح کہو اگر لوگ ہمارے ساتھ بھلائی کریں گے تو ہم بھی ان کے ساتھ بھلائی کریں گے اور ظلم کریں گے تو ہم بھی ظلم کریں گے بلکہ اپنے لئے یہ امر لازم کرلو کہ اگر لوگ نیکی کریں تو تم بھی نیکی کرو اور برائی کریں تو تم ظلم نہ کرو -

فائدہ : اس حدیث میں استقلال رای کی تعلیم دی گئی ہے کہ ترک نیکی میں ماحول سے متاثر ہونا نہ چاہئے بلکہ استقلال رای کے ساتھ نیکی کے عمل اور بدی کے ترک پر جم جانا چاہیئے تاکہ امعہ کے برا لقب پانے سے بچ جائے لوگ خواہ کچھ کریں اس کو احسان اور ترک ظلم پر قائم رہنا چاہئے -

(۱۵)عن ابی سعید خدری قال بینما نحن فی سفر اذا جاء رجل علی علی راحلہ لہ فجعل یصرف بصرہ یمینا و شمالا فقال رسول اللہ صلی اللہ علہ وسلم من کان معہ فضل ظہر فلیعد بہ علی من لا ظہر لہ ومن کان لہ فضل زاد فلیعد بہ علی من لازار بہ فذکر من اھنات المال ماذکرہ حتی راسینا انہ لاحق لاحد منا فی فضل - مسلم :

ترجمہ ـ

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں تھے کہ اچانک ایک آدمی سواری پر آیا اور دائیں بائیں دیکھنے لگا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی کے پاس ایک سواری سے زائد سواری ہو وہ اس کو دے دے جس کے پاس سواری نہیں ہے اور جس کسی کے پاس کھانے کا سامان زیادہ ہو وہ اس کو دے دے جس کے پاس کھانے کو نہیں ہے اس کے بعد آپؐ نے مال کی اور اقسام کو گننا شروع کیا یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ کسی شخص کا ضرورت سے زائد چیز میں کوئی حق نہیں ہے -

فائدہ - باب مروت کے تحت جس مسلمان کے پاس اپنی ضرورت سے زائد چیز ہو وہ دوسرے محتاج مسلمان کو دیدے یہ اس حدیث کا مفہوم ہے اور قرآن میں ویسئلونک ماذا ینفقون قل العفو میں بھی اس مضمون کی طرف اشارہ ہے -

صلوٰۃ تفریجیہ قرطبیہ

مغاربہ (مغربی ممالک کے مسلمان) اس کو صلوٰۃ ناریہ کہتے ہیں اسلئے کہ یہ درود جب ایک مجلس میں واسطے تحصیل مطلوب یا دفع مرہوب کے بعدد ۴۴۴۴ پڑھا جاتا ہے تو وہ مقصد سرعت میں مثل نار کے حاصل ہوتا ہے اسی بنا پر اہل اسرار اسکو مفتاح الکنز المحیط لنیل مراد العبید بھی کہتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ صَلٰوةً كَامِلَةً وَّسَلِّمْ سَلَامًا تَآمًّا عَلٰى

الٰہی صلوٰۃ کاملہ اور سلام تام نازل فرما

سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ تُنْحَلُّ بِهِ الْعُقَدُ وَتَنْفَرِجُ بِهِ الْكُرَبُ

سیدنا محمد پر جنکے ذریعہ عقدے حل ہوتے ہیں اور کلفتیں دور

وَتُقْضٰى بِهِ الْحَوَآئِجُ وَتُنَالُ بِهِ الرَّغَآئِبُ وَحُسْنُ

اور حاجتیں رفع اور مرغوبات و حسن خاتمہ نصیب

الْخَوَاتِمِ وَيُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى

ہوتی ہیں اور بادل سے پانی چاہا جاتا ہے بواسطے انکے بزرگ چہرے کے

اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ فِيْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَّنَفَسٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ

اور اُن کی آل و صحابہؓ پر ہر لمحہ اور ہر دم بشمار اپنی تمامی معلومات کے

قرطبیؒ نے کہا ہے کہ جو شخص اس درود کو ہر روز اکتالیس ۴۱ بار یا سو بار یا زیادہ پڑھا کریگا اللہ تعالےٰ اسکے ہر رنج و غم کی تفریج اور ہر درد و ضرر کا کشف کردے گا۔ اور اس کا ہر کام آسان اور اس کا حال اچھا اور اس کا رزق وسیع ہو جائیگا۔ ابواب حسنات و خیرات اس پر مفتوح ہو جائیں گے۔ حوادث و ہر قسم نکبات جور و فقر سے امن میں رہیگا۔ اور اسکی محبت لوگوں کے دل میں ہوگی۔ جو چیز اللہ سے مانگے گا وہ اسکو ملیگی۔ شیخ محمد تونسی کہتے ہیں کہ جو شخص اس درود کو ہر روز گیارہ بار پڑھیگا تو گویا آسمان سے رزق اترتا ہے اور زمین سے رزق اُگتا ہے۔ امام دینوری نے کہا کہ ہر روز گیارہ بار پڑھنے سے مراتب عیدر و دولت غنیمہ حاصل ہوگی۔ اگر تین سو تیرہ ۳۱۳ بار واسطے کشف اسرار کے پڑھے گا تو جو چاہیگا دیکھے گا۔ اور اگر ہر روز سو بار پڑھیگا بغرض مراد تو مراد پائیگا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے عدد ۴۴۴۴ کے خواص ذکر کئے ہیں اور فرمایا ہے اکسیر ز سبب الخیر سے یہ عدد ہے اسلئے کسی خاص ضرورت کے وقت اس درود کو اسی تعداد میں پڑھنا چاہیے۔

گلدستہ درود و سلام" میں اس طرح کے کئی مبارک موتی پرو دیئے گئے ہیں۔ خواہشمند حضرات ڈاک خرچ (دو روپے کے ٹکٹ) بھیج کر منگوا سکتے ہیں۔ پتہ :۔ انجمن خدام الدین ۱۱۶۹/۴ نوشہرہ کینٹ ضلع پشاور

سلسلہ مکتوبات شریفہ اکابرین ملت

احباب کرام اور خصوصی متعلقین بزرگان دین سے مودبانہ التماس

۱ - مکتوبات حضرت شیخ التفسیر : قطب العالم شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاھوری قدس سرہ کی مفصل زیر ترتیب سوانح حیات کی پہلی جلد ان کے عجیب و غریب مکتوبات مبارکہ پر مشتمل ہے جسے ان کے جانشین حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمتہ اللہ علیہ دامت برکاتہم نے دسمبر ۱۹۷۶ء کے دورہ نوشہرہ میں چند گھنٹے سن کر بہت پسند فرمایا اور گرانقدر حواشی و تفصیلات قلمبند کروائیں - یہ روحانی علمی شہکار کتابت کے مراحل میں ہے -

۲ - مکتوبات حضرت علامہ افغانی : محقق دوراں شیخ الاسلام حضرت علامہ شمس الحق افغانی رحمتہ اللہ علیہ کے تحقیقی علمی روحانی مکتوبات گرامی کافی تعداد میں جمع و مرتب ہو چکے ہیں - جو ان کے صاحبزادہ محترم جناب سید محمد داؤد جان افغانی سلمہ کے مشورہ سے قریب التکمیل ہیں - اس لئے فوری توجہ فرماتے ہوئے تمام مکاتیب مبارکہ کے عکس روانہ کریں - شکریہ !

۳ - مکتوبات حضرت ہزاروی : مجاہد ملت ولی کامل حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ کے عجیب مجاہدانہ مبارک خطوط واہم مضامین ان کے خدام خاص حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی اور حضرت حکیم مسعود الرحمٰن صاحبان کے مشورہ سے مرتب کئے جارہے ہیں -

۴ - مکتوبات حضرت پسروری : حضرت لاھوری رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ اجل مجسمہ علم و عمل حضرت مولانا مفتی بشیر احمد پسروری رحمتہ اللہ علیہ کے علمی و روحانی مکتوبات گرامی ان کے جانشین حضرت مولانا رشید احمد صاحب کے مشورہ سے جمع کئے جارہے ہیں بندہ کے نام بہت سے خطوط تو مرتب ہو چکے ہیں - اور باقی کا انتظار شدید ہے -

خصوصی درخواست و التماس : ان بزرگوں کے عقید تمند ' خلفائے کرام اور متبعین و شاگردوں سے مودبانہ درخواست ہے کہ جن حضرات کے پاس ان میں سے کسی بزرگ کی کوئی تحریر ' خط یا عطا فرمودہ کوئی وظیفہ ' دعا وغیرہ موجود ہو وہ مہربانی فرماتے ہوئے اسے ایک امانت سمجھ کر آنے والی نسلوں تک محفوظ کرنے کے لئے دست تعاون بڑھائیں اور فوری طور پر ان مبارک کاغذات و مکتوبات کے فوٹواسٹیٹ کاپی بندہ کے نام رجسٹری سے روانہ فرما دیں کیونکہ یہ سب کتب ترتیب کے آخری مراحل میں ہیں اور اس طرح یہ جلد شائع ہوسکیں گی - اس سلسلہ میں تمام حضرات سے خصوصی دعاؤں کی بھی درخواست ہے -

پتہ : مرتب مکتوبات اکابرین - احمد عبدالرحمٰن الصدیقی ایم اے ' مکتبۂ حکمتِ اسلامیہ ۴ ر ۱۱۷۹ نزد عیدگاہ نوشہرہ صدر ضلع پشاور پاکستان فون نمبر ۳۵۲۲

حضرت علامہ افغانی رحمہ اللہ علیہ کی دیگر تصانیف

مطبوعہ

علوم القرآن

سائنس اور اسلام اردو

سرمایہ دارانہ واشتراکی نظام کا

اسلام معاشی نظام سے موازنہ

شرعی ضابطہ دیوانی

اسلام دین فطرت

ترقی اور اسلام، اسلامی جہاد

آئین آریہ، عصمت انبیاء علیہم السلام

معدن السرور، تصوف۔ عربی

معین القضاۃ والمفتین۔ عربی

غیر مطبوعہ

چند دروس کوئٹہ

مکتوبات حضرت افغانی

سائنس اور اسلام (انگلش)

فاتحہ البخاری (بخاری شریف کی افتتاحی تقریر)

گلستان خفیفتان (بخاری شریف اختتامی تقریر)

اسلام عالمگیر مذہب وظائف و عملیات حضرت اور

مقالات حضرت افغانی وغیرہ

عربی شرح سنن ترمذی شریف